

فصل الخطاب

في تحقيق

مسألة الغراب

محمد نصير الدين ميرزا







يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبَقَ الْبَرِّ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ  
اے ایمان والو! اللہ کی حسد کی چیزوں کو حرام نہ کرنا کہ تم کو رحم فرما دے

در بارہ جلّت غراب

ساتھ سے زائد جید علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ

# فَصْلُ الْخَطَابِ

فِي تَحْقِيقِ

# مُسْئَلَةِ الْخُرَابِ

مرتبہ

جناب مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۶۔ بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور



بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان جناب ابوالبرکات صاحب  
 کے والد ماجد، دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے بانی اور بریلویوں کے  
 ”امام المحدثین“ جناب مولوی دیدار علی صاحب الوری نے جب مصوٰر پاکستان  
 علامہ اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگایا تو اس پر علامہؒ نے درج ذیل چار شعر کہے تھے:

گر فلک در آئور انداز دتُر  
 اے کہ می داری تمیز خوب و زشت  
 گو میت در مصرعہ بر جستہ  
 آنکہ بر قرطاس دل باید نوشت

آدمیت در زمین او مجو  
 آسماں ایں دانہ در آئور نہ کشت

کشت اگر ز آب ہوا خمرستہ است  
 ز انکہ خاکش را خمرے آمد سرشت

(روزگار فقیر جلد دوم ص ۲۳۲)

ترجمہ: اے اچھے اور برے کی تمیز رکھنے والے! اگر آسمان تجھے ریاست ”آور“ میں ڈال  
 دے تو میں تجھے ایک برجستہ شعر میں نصیحت کرتا ہوں جسے لوحِ قلب پر نقش کر لینا چاہئے۔ اور وہ  
 یہ ہے کہ انسانیت اس سرزمین میں تلاش نہ کرنا۔ کیونکہ آسمان نے یہ تخم اس سرزمین میں ڈالا  
 ہی نہیں ہے۔ اور اگر ڈالا ہوگا تو اس کی آب و ہوا کی تاثیر سے بجائے انسان پیدا ہونے  
 کے اس سرزمین میں ”گدھے“ پیدا ہوئے ہیں۔“



اے ایمان والو! اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام مت قرار دو

در باره حلت غراب

ساتھ سے زائد جید علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ

فصل الخطاب

فِي تَحْقِيقِ

مُسْتَلَزِ الْخُرُجِ

بر

جناب مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی

نامش

الْجَمْعُ مِنْ إِرْشَادِ الْمُسْلِمِينَ

۶۔ بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور





سلسلہ مطبوعات (۸۱)

فصل الخطاب فی تحقیق مسئلہ الخراب	:	مجم کتاب
مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی	:	مرتب
اول پاکستان میں	:	طبع
رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ : اگست ۱۹۷۹ء	:	تاریخ طباعت
شرکت پریس لاہور	:	پریس
انجمن ارشاد المسلمین لاہور پاکستان	:	ناشر
ایک ہزار	:	تعداد
۳۸ روپے	:	قیمت

### ملنے کے پتے

- ۱ : سبحانی اکیڈمی : ۱۹ اردو بازار : لاہور
- ۲ : مدرسہ عربیہ حفظ القرآن : سرکلہ روڈ کھڑپکا : ضلع ملتان
- ۳ : مدرسہ عربیہ قاسم العلوم : فقیر والی : ضلع بہاولنگر

TECHNICAL SUPPORT BY



CHUGHTAI  
PUBLIC LIBRARY

Masood Faisal Jhandir Library



# مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

آج کل رضا خانی حضرات کی طرف سے متعدد رسائل ”کوئے“ کی حرمت پر شائع ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے علاقہ میں عام طور پر پایا جانے والا ”کوئے“ بالاتفاق بلا کراہت احناف کے نزدیک حلال ہے۔ ایک بالکل صاف اور واضح مسئلہ کو عوام کی جہالت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے علماء برحق کو بدنام کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور آئے دن نئے نئے مضامین اس پر لکھے جا رہے ہیں، جدید رسائل تصنیف ہو رہے ہیں اور قدیم کتابوں کو از سر نو شائع کیا جا رہا ہے۔

احمد رضا خان صاحب (م ۱۳۴۰ھ : ۱۹۲۱ء) کا ایک رسالہ ”دفع زلیخ زانغ“ ملقب بملقب تاریخی ”رامی زانغیاں“ ۱۳۲۰ھ کا لکھا ہوا اب مکتبہ حامدیہ لاہور کی طرف سے ”رسائل رضویہ جلد اول“ میں شائع کیا گیا ہے۔ چیمپ وٹنی کے ایک صاحب نے ایک کتابچہ ”الغراب الخبیث فی مرآة القرآن والحديث“ نامی حال ہی میں تصنیف فرما کر شائع کیا ہے۔ بریلویوں کے ایک بڑے عالم مولوی غلام رسول سعیدی صاحب نے ”زانغ معروف کا شرعی حکم“ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو ماہنامہ ”عرفات“ لاہور۔ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۶ء میں چھپا۔ جبکہ ماہنامہ ”رضا مصطفیٰ“ بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۶ء میں بریلویوں کے مفتی مختار احمد صاحب نے اسی موضوع پر



خامہ فرسانی کی تھی۔

اسی بنا پر ”انجمن ارشاد المسلمین“ نے فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ پر کوئی جدید کتاب مرتب کرنے کی بجائے آج سے تقریباً پون صدی پیشتر کی شائع شدہ کتاب ”فصل الخطاب فی مسئلۃ الغراب“ کو از سر نو شائع کر دیا جائے۔ جس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو خوب اچھی طرح منقح کر دیا گیا ہے۔ کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے ایک تو اس کتاب کی عربی و فارسی عبارات کے ترجمہ کا اضافہ کیا جا رہا ہے جو ہمارے رفیق کار اور ”انجمن ارشاد المسلمین“ کے اول نائب امیر مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے۔

دوسرے مسئلہ مذکورہ سے متعلق حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی کی ایک اہم تحریر جس میں موصوف نے حرمت غراب معروف پر بعض علماء کے استدلالات کا تارپود بکھیر کر رکھ دیا ہے بطور ضمیمہ کتاب کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے بالکل واضح ہے کیونکہ جانوروں کی حلت و حرمت میں ان کے قد کاٹھ کو دخل ہے نہ ان کی شکل و صورت کو۔ نیز جانوروں کے حلال یا حرام ہونے میں ان کے حایہ اور رنگ کی کوئی تاثیر ہے نہ ان کے نام کی۔ بلکہ کسی بھی جانور کے حرام ہونے میں جو چیزیں موثر ہیں فقہاء کرام نے ان کو درج ذیل چار چیزوں میں منحصر کر دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ

فرماتے ہیں۔

ترجمہ : کفایہ میں ہے کہ کسی جانور کے حرام ہونے میں موثر ”ایذار“ ہے یہ ایذار (جو موثر فی الحرمت ہے) کبھی کبلی کے ذریعہ ہوتی ہے مثلاً شیر، بھیرٹے، چیتے وغیرہ میں، اور کبھی پنجے سے مثلاً

وفی الکفایۃ والمؤثر فی الحرمة الایذاء وهو طوراً یکون بالناب وتارة یکون بالمخلب او خبث وهو قد یکون



خلقة كما في الحشرات  
والهوام وقد يكون  
بعارض كما في الجلالة

(رد المحتار : ص ۳۰۴ : جلد ۶)

عقاب ، شکرے ، باز وغیرہ میں ، یا  
(موتور فی الحرمت) نہایت ہے۔ یہ نہایت  
کبھی پیدائشی ہوتی ہے جیسے حشرات  
الارض (چوہا ، کیچڑ وغیرہ) اور ہوام ۔  
(بھڑ ، بچھو وغیرہ) میں اور کبھی عارضی جیسے  
جلالہ ۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ کسی بھی غیر منصوص التحريم جانور کے حرام ہونے کے  
صرف چار سبب ہیں۔

۱ : ایذا بالناب ۔ ۲ : ایذا بالخلب ۔ ۳ : خباثت خلقی ۔ ۴ : خباثت عارضی ۔  
» ایذا بالناب « اور » ایذا بالخلب « حرمت کے یہ دونوں سبب شریعت کی  
اصلاح میں ان جانوروں کے اندر پائے جاتے ہیں جو کچلی والے دانتوں اور پنچوں کے ذریعہ  
شکار کرتے ہیں ۔ محض کچلی والا ہونا یا پنچے والا ہونا مراد نہیں ہے ۔ کیونکہ اونٹ کچلی  
والا ہے اور کبوتر وغیرہ پنچے والے جانور ہیں لیکن حرام نہیں ہیں ۔ وجہ یہی ہے کہ اونٹ اپنے  
کچلی والے دانتوں اور کبوتر اپنے پنچوں کے ذریعہ شکار نہیں کرتا ۔  
اب پنچے کے ذریعہ شکار کرنے کا مطلب فقہاء کرام کی زبانی معلوم کیجئے چنانچہ فقہاء  
لکھتے ہیں کہ ۔

فالمراد بذی الخطفة  
ما يخطف بمخلبه من  
الهواء كالبازي و  
العقاب ۔

(بامش ہدایہ اخیرین : ص ۴۲۴)

ذو الخطفة (وہ پرندہ ہے جو پنچے سے شکار  
کرتا ہے) سے وہ پرندہ مراد ہے جو اپنے  
پنچے کے ذریعہ (فضائیں) ہوا ہی سے  
شکار کو اچک لے ۔ جیسے باز ، عقاب  
وغیرہ ۔



تیسری چیز جو کسی جانور کے حرام ہونے میں مؤثر ہے وہ ”نہایت خلقیہ“ ہے جو بقول فقہاء حشرات الارض اور زہریلے کیڑے مکوڑوں میں پائی جاتی ہے۔ یا پھر ان جانوروں میں جن کی فطری غذا ہی مردار و نجاست ہوتی ہے۔

چوتھی چیز جو مؤثر فی الحرامت ہے وہ ”نہایت عارضیہ“ ہے یہ عارضی نہایت بقول فقہاء عظام ”جلالہ“ میں پائی جاتی ہے۔ جلالہ کی تعریف یہ ہے۔

جلالہ وہ جانور ہے جو صرف مردار اور نجاست کھانے کا عادی ہو جس کے باعث اس کے گوشت میں تغیر آکر بدبودار ہو جائے۔

الجلالة هي التي تعتاد اكل الحيف و النجاسات ولا تختلط فيتغير لحمها فيكون منتنا۔

(قاضیخان علی ہاشم البندی ص ۳۵۹ ج ۲)

عارضی نہایت جب تک باقی رہے گی وہ جانور حرام رہے گا اور جب اسے مسلسل حلال غذا کھلائی جائے اور اس کے گوشت سے بدبو ختم ہو جائے تو اس کا کھانا حلال ہو جائے گا اس تفصیل کے بعد آئیے ہم دیکھتے ہیں کہ ”معروف کوٹے“ میں جانوروں کی حرمت کے چار اسباب میں سے کوئی سبب پایا جاتا ہے یا نہیں ؟

شیر، بھڑیلے کی طرح کوٹے میں کچلی والے دانوں کا نہ ہونا تو بالکل ظاہر ہے البتہ کوٹے میں پنچے یقیناً ہوتے ہیں۔ لیکن معروف کوٹا اپنے پنچوں سے شکار نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ پنچوں سے شکار کرنے کا مطلب پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ پنچہ کے ذریعہ فضا میں ہوا ہی سے اپنے شکار کو اچکے لے جیسے عقاب، باز وغیرہ۔ لیکن کوٹا بے چارہ اپنے پنچوں سے ہوا کے اندر شکار تو کیا کرے گا وہ تو زمین پر پڑی ہوئی بوٹی وغیرہ کو بھی اپنے پنچوں سے نہیں اٹھا سکتا بلکہ چوپنچ میں پکڑ کر لے جاتا ہے۔

حرمت کا تیسرا سبب ”نہایت خلقیہ“ ہے جو حشرات الارض زہریلے کیڑے مکوڑوں اور محض مردار و نجاست خور جانوروں میں ہوتی ہے۔ کوٹا حشرات الارض میں



شامل ہے نہ زہریلے کیڑے مکوڑوں میں۔ اور نہ محض مردار و نجاست خور ہے۔ گو حلال  
غذا کے ساتھ ساتھ کوّا مردار اور نجاست بھی کھا لیتا ہے۔ لیکن یہ حرام ہونے کے لئے  
کافی نہیں۔ چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں۔

و اما ما يختلط فیتناول  
النجاسة والجيف ويتناول  
غيرها على وجه لا يظهر  
اثر ذلك في لحمه لا  
باس باكله۔

(قاضی خاں علی ہاشم الہندیہ: ص ۳۵۹ ج ۱)

ترجمہ: جو جانور خلط کرتا ہو یعنی نجاست  
اور مردار کے ساتھ ساتھ دوسری پاک  
چیزیں بھی کھاتا ہو۔ اور اس مردار و نجاست  
خور کا اثر اس کے گوشت میں ظاہر نہ  
ہوا ہو تو ایسے جانور کے کھانے میں کوئی  
حرج نہیں۔

حرمت کا چوتھا سبب ”خبائث عارضیہ“ ہے جو بقول فقہاء ”جلالہ“  
میں پائی جاتی ہے اور جلالہ کی تحریف آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ یہ وہ حلال جانور ہے جو  
صرف مردار اور نجاست کھانے کے باعث بدبودار گوشت والا ہو جائے۔ ظاہر ہے  
کہ ”معروف کوّا“ محض مردار اور نجاست کھانے والا نہیں ہے بلکہ مرغی کی طرح دونوں  
ہی چیزیں کھا لیتا ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۲ھ ۸۰۹ء) کے نزدیک حرمت کا ایک اور  
سبب بھی ہے اور وہ ہے کسی جانور کی خوراک میں مردار و نجاست کا غلبہ۔ چنانچہ ملک العلماء  
امام علاؤ الدین ابوبکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۸۷ھ ۱۱۹۱ء) فرماتے ہیں کہ۔

فحصل من قول ابی حنیفۃ  
ان ما یخلط من الطیور  
لا یکرہ اکلہ کالدجاج وقال  
ابو یوسف رحمہ اللہ یکرہ  
ترجمہ: امام ابو حنیفہؒ کے قول سے معلوم  
ہوا کہ جو پرندے حلال و حرام دونوں طرح  
کی غذا کھاتے ہیں وہ مکروہ نہیں ہیں۔  
جیسے مرغی۔ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے



لَا تَغَالِبْ أَكْلَهُ الْجِيفَ ۔  
 (بدائع الصنائع ص ۴۰ ج ۵)  
 ہیں کہ مکروہ میں کیونکہ ان کی غالب غذا  
 مردار ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ امام ابو یوسف ؓ کے نزدیک اگر کسی جانور کی غذا  
 میں مردار و نجاسات کا غلبہ ہو تو وہ بھی حرام ہے یہی وجہ ہے کہ وہ عام پھرنے والی مرغی  
 کو بھی مکروہ قرار دیتے ہیں۔

وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ  
 یکرۃ العقیق کما یکرہ  
 الد جاجۃ المخلّۃ ۔  
 ترجمہ : امام ابو یوسف ؓ نے فرمایا ہے  
 کہ عقیق مکروہ (تحریمی) ہے جیسا کہ عام  
 کھلی پھرنے والی مرغی مکروہ ہے۔

(قاضیخان علی ہامش البندیہ ۱ ص ۳۵ س ۳)

امام ابو یوسف ؓ کے مسلک پر گوشتوں کے فتوے نہیں ہیں۔ فتوے امام ابو حنیفہ ؓ  
 (م ۱۵۰ : ۴، ۵، ۶) کے قول پر ہے لیکن بایں ہمہ اگر کوئی شخص امام ابو یوسف ؓ  
 کے غیر مفتی بہ قول کو اپناتے ہوئے ”معروف کوٹے“ کو مکروہ قرار دینا چاہے تو  
 اولاً : اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ امام ابو حنیفہ ؓ کے مقلدین پر اعتراض کرے۔  
 ثانیاً : چونکہ بالعموم مرغیاں کھلی اور آزاد پھرتی رہتی ہیں اس لئے اس کو  
 ”وصایا شریف“ کے ”مرغ پلاؤ“ سے بھی دستبردار ہونا پڑے گا۔

ثالثاً : پھرنے والی مرغی امام ابو یوسف ؓ کے نزدیک یقیناً مکروہ ہے گو اس کی  
 نجاست بخوری اتنی زیادہ بھی نہ ہو کہ اس کا گوشت بدلہ دار ہو جائے کیونکہ اس صورت  
 میں ”جلالہ“ کے حکم میں ہونے کے باعث بالاتفاق مکروہ ہو جائے گی۔ لیکن  
 ہمارے علاقوں میں پایا جانے والا ”معروف گوا“ امام ابو یوسف ؓ کے نزدیک بھی  
 مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار و نجاسات نہیں ہے بلکہ اس کی اکثر غذا  
 ”نے“، روٹی اور درختوں میں لگے ہوئے پھل وغیرہ پاک اشیا ہیں۔ گو کبھی کبھی



بعض نجاسات اور مردار بھی کھا لیتا ہے۔

اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ کسی جانور کے حلال یا حرام ہونے میں اس کے رنگ، حلیہ، شکل، قد کاٹھ اور نام وغیرہ امور کو قطعاً دخل نہیں ہے۔ لہذا اب جس کا جی چاہے اس ”معروف کوٹے“ کو ”غراب البقع“ میں شامل کر لے (جیسا کہ صاحب ”الغراب الخبیث“ کا خیال خام ہے) ”یا عقیق“ میں داخل مان لے۔ اور اگر جی چاہے تو ”معروف کوٹے“ کو کوٹے کی کسی اور قسم میں سے قرار دے لے۔ اور اگر چاہے تو ”غراب“ کے تمام اقسام سے خارج کوئی اور جانور قرار دے دے۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ”معروف کوٹا“ ایک جانور ہے جس میں حرمت کا کوئی شرعی سبب نہیں پایا جاتا ہے لہذا وہ بالاجماع حلال ہے۔ اگر کوئی صاحب اس کو عقیق قرار دیتے ہیں تو ملک العلماء امام علاء الدین کا سانی (م ۵۸۷، ۱۱۹۱) فرماتے ہیں۔

ترجمہ : وہ کوٹا جو صرف دانے اور کھیتی کھاتا ہے اور عقیق وغیرہ بالاجماع حلال ہیں۔

والغراب الذی یا کل الحب والزرع والعقیق و نحوھا حلال بالاجماع۔

(بدائع الصنائع ص ۳۹ ج ۵)

اور اگر کوئی صاحب اس کو ”غراب البقع“ یعنی چٹکبرا کو قرار دینا چاہیں تو بڑی خوشی سے اور اگر اس کو ”غراب اسود“ یعنی خالص سیاہ کو قرار دینا چاہیں تو سر آنکھوں پر کیوں کہ علامہ اکمل الدین محمد بابر قی (م ۸۶، ۱۳۸۴) ”غراب البقع“ اور ”غراب اسود“ کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ : غراب البقع اور غراب اسود کی تین قسمیں ہیں ایک قسم صرف دانے

اما الغراب الابقع و الاسود فهو انواع ثلثة نوع یلتقط



الحب ولا ياكل الجيف و  
ليس بمكروه و نوع لا  
ياكل الا الجيف وهو الذي  
سماه المصنف الا بقع و انه  
مكروه و نوع يخلط ياكل  
الحب مرة و الجيف اخرى  
ولم يذكره في الكتاب  
وهو غير مكروه عنده مكروه  
عند ابی يوسف والاخير  
هو العقق -

چگتی ہے مردار خور نہیں ہے یہ مکروہ  
نہیں ہے۔ اور ایک قسم صرف مردار خور  
ہے مصنف نے اسی کو "البقع" کہا  
ہے یہ مکروہ ہے۔ اور ایک قسم دونوں  
طرح کی غذائیں کھا لیتی ہے۔ کتاب  
(قدوری) میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ یہ  
امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں  
ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک  
مکروہ ہے اسی قسم کو عقق کہتے ہیں۔

(غایہ علی ہاشم الفتح ص ۴۹۹ ج ۹)

لہذا جو لوگ معروف کوٹے کو "غراب البقع" یا "غراب اسود" مانتے ہیں  
ان کو اسے مذکورہ تین قسموں میں سے اس قسم میں داخل ماننا ہوگا جو حلال و حرام دونوں  
طرح کی چیزیں کھانے والی ہے یعنی عقق۔ لیکن چونکہ پہلے ہم بحوالہ "بدائع" لکھ  
آئے ہیں کہ "عقق" بالاجماع حلال ہے اور اس مذکورہ بالا عبارت سے پتہ چلتا  
ہے کہ "عقق" میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اختلاف ہے۔ لہذا  
تطبیق کی صورت یہ ہے کہ عقق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کی خوراک میں نجاست اور مردار  
غالب ہے۔ عقق کی اس قسم میں اختلاف ہے۔ دوسری قسم کی خوراک میں چونکہ نجاست  
اور مردار کا غلبہ نہیں ہے اس لئے وہ بالاجماع حلال ہے۔ اور ہمارے علاقہ کا یہ  
"معروف کوٹا" عقق کی اسی دوسری قسم میں شامل ہونے کے باعث بالاجماع  
حلال ہوگا۔



## بعض بریلوی مغالطات کا جواب

مسئلہ غراب کی اس مختصر توضیح کے بعد اب ہم رضا خانی حضرات کے بعض مغالطات کا جواب پیش کرتے ہیں۔

مولوی غلام رسول سعیدی صاحب نے پہلے تو یہ حدیث شریف پیش کی ہے۔

پہلا مغالطہ

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانچ جانور کل کے کل فاسق ہیں جن کو حرم میں بھی قتل کر دیا جائے گا۔ کوا۔ چیل۔ بچھو۔ چوہا۔ اور باؤلاکتا۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس من الدواب کلھن فاسق یتلن فی الحرم الغراب والحدأة والعقرب والفارة والکلب العقور۔

صحیح بخاری جلد اول : ص ۱۲۴۶ و صحیح مسلم

جلداول : ص ۴۰۱

اس کے بعد موصوف نے ”عنایہ“ اور ”مرقات شرح مشکوٰۃ“ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ ان پانچ جانوروں کو ان کی ”خبائث“ کی وجہ سے فاسق کہا گیا ہے لہذا ثابت ہوا کہ کوا خبیث جانور ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ۔

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم حرام کرتا ہے

ان پر خبیث چیزوں کو۔

(الاعراف : ۱۵۷)

(ملخصات : اکتوبر ۱۹۷۶ء)

لہذا ثابت ہوا کہ کوا حرام ہے۔



سعدی صاحب نے جس طرح خوف خدا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے  
**جواب** دجل و تبیس سے کام لیا ہے اس کی نظیر صرف ان کے ہم مسلک علماء

کی تحریر سے مل سکتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں کوتے کی جو قسم مراد ہے اس کی توضیح دوسری حدیث میں کر دی  
 گئی ہے۔ چنانچہ سعدی صاحب نے ”مسلم شریف“ کا جو حوالہ پیش کیا ہے اسی  
 میں وہ حدیث بھی موجود ہے جس میں تصریح کر دی گئی ہے کہ وہ ”غراب“ جس کا قتل  
 حرم میں بھی جائز ہے اس سے مراد ”غراب البقع“ ہے۔ اور غراب البقع کی تفسیر کرتے  
 ہوئے امام نووی رحمہ اللہ (م ۷۴۶ھ : ۱۲۷۷ ع) فرماتے ہیں۔

ترجمہ : غراب البقع وہ کوا ہے جس کی پشت اور پیٹ پر سفیدی ہو۔	واما الغراب الا بقع فهو الذی فی ظہرہ وبطنہ بیاض۔ (نووی شرح مسلم : ص ۳۸۱ ج ۱)
----------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------

ترجمہ : غراب البقع وہ کوا ہے جس کی پشت یا پیٹ پر سفیدی ہو۔	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (م ۸۵۲ھ : ۱۲۴۹ ع) فرماتے ہیں۔ الا بقع وهو الذی فی ظہرہ او بطنہ بیاض۔ (فتح الباری : ص ۳۲ ج ۴)
---------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۰۵۲ھ : ۱۶۴۲ ع) غراب البقع کی تفسیر  
 میں رقمطراز ہیں۔

ترجمہ : غراب البقع وہ جنگلی کوا ہے جو سیاہ و سفید ہوتا ہے۔ اور اس کی پشت اور پیٹ پر سفیدی ہوتی ہے۔	زاغ بیشہ کہ سیاہ و سفیدی باشد و در پشت و شکم وی سفید باشد۔ (اشعۃ للبعات ص ۳۷، ج ۲)
----------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------

ان حوالجات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حدیث شریف میں جس کوتے کو حرم



میں قتل کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور جسے فاسق قرار دیا گیا ہے وہ غراب البقع ہے۔ جس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے اور بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ وہ جنگلی کوا ہے جس کے پیٹ اور پشت پر سفیدی ہوتی ہے اور جہاں تک اس کی غذا کا تعلق ہے تو صاحب عنایہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ : حدیث میں جس کوٹے کا ذکر ہے (غراب البقع) اس سے وہ کوامراد ہے جو صرف مردار خور ہو یہی امام ابو یوسف رحمہ سے منقول ہے۔

والمراد به الغراب الذی  
یا کل الجیف هو المروى  
عن الج یوسف رحمہ  
اللہ - (ہدایہ مع الفتح ص ۶۷ ج ۳)

لہذا ثابت ہو گیا کہ حدیث پاک میں جس کوٹے کو فاسق کہا گیا ہے وہ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ جنگلی ہے۔ ۱۔ اس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے ۲۔ بقول فقہاء کرام اس کی غذا صرف مردار ہے۔ اس کے برعکس یہ معروف کوٹا نہ جنگلی ہے نہ اس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہے اور نہ اس کی غذا صرف مردار ہے لیکن ان تمام حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے کس خیرہ چشمی سے سعیدی صاحب زاہد معروف کو حدیث پاک کا مصداق بتانے پر تلے ہوئے ہیں۔

اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ حدیث شریف میں جس کوٹے کا ذکر ہے وہ یہی ”معروف کوا“ ہے۔ اور اسی کو ”خباثت“ کی بنا پر ”فاسق“ کہا گیا ہے۔ تو سعیدی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ حدیث میں مذکورہ پانچ جانوروں کو ان کے ”عادۃ مستمدی باللاذی“ یعنی ابتدائیت دینے والا ہونے کے باعث ”فاسق“ کہا گیا ہے۔ گویا ان کی ”خباثت“ ان کا ابتدائیت دینا ہے۔ اور یہ خباثت حرمت کو مستلزم نہیں ہے۔ جو خباثت حرام ہونے کی علت ہے اس کا ذکر اجمالاً پہلے کر دیا گیا ہے۔ اور اگر سعیدی صاحب یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہر خباثت مستلزم حرمت



ہے خواہ وہ کسی معنی کے اعتبار سے ہو۔ تو پھر انہیں لسن اور پیاز وغیرہ کو بھی حرام قرار دے دینا چاہیے کیونکہ قرآن و حدیث میں ان پر بھی خبیث کا اطلاق آیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ  
خبیثۃ نہ اجتثت من فوق  
الارض مالہا من قرار ۔

ترجمہ : اور خبیث بات کی مثال خبیث درخت  
کی طرح ہے جسے زمین کے اوپر سے اکھاڑ  
لیا گیا اس کے لئے کوئی قرار نہیں ہے۔

(ابراہیم : ۲۶)

اس آیت میں جس شجرۃ خبیثۃ کا ذکر ہے اس کی تفسیر میں بریلویوں کے ”صدر  
الافاضل“ مولوی نعیم الدین مراد آبادی صاحب رقمطراز ہیں۔

” مثل اندرائن کے جس کا مزہ کڑوا ، بوناگوار یا مثل لسن کے بدبودار“  
اور بریلویوں کے ”حکیم الامت“ مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں۔  
” جیسے ستیاناسی، لسن، گندنا وغیرہ بدبودار درخت جن کی نہ تو جڑیں زمین  
میں پھیلی ہوتی ہیں اور نہ شاخیں اوپر جاتی ہیں“

(تفسیر نور العرفان : ص ۷)

اسی طرح ایک حدیث شریف میں آتا ہے۔

من اکل من ہذہ الشجرۃ  
الخبیثۃ فلا یقر بن مسجدنا۔

جس نے اس خبیث درخت سے کھایا ہو  
تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ : ۶۰۶ ھ : ۱۲۰۹ ر، اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ : خبیث درخت سے لسن، پیاز  
اور گندنا مراد ہے۔

یرید الثوم والبصل و  
الکراث۔

(النہایہ فی غریب الحدیث ص ۵ ج ۲)



کیا اب سعیدی صاحب لسن، پیاز کو حرام قرار دینے کے لئے تیار ہیں؟ کیونکہ حدیث شریف اور قرآن پاک میں ان کو ”خبیث“ کہا گیا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟ بہر حال ثابت ہو گیا کہ اگر بفرض محال حدیث شریف میں ذکر ہونے والے کوٹے سے یہی معروف کو مراد ہو تو بھی اس کا حرام ہونا مذکورہ بالا حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ حدیث شریف میں جس خباثت کی بنا پر اس کو فاسق کہا گیا ہے وہ حرمت کو مستلزم نہیں ہے۔ اس حدیث میں جن جانوروں کا ذکر ہے ان میں سے جو جانور کسی دوسری دلیل سے حرام ثابت ہو جائے گا وہ حرام قرار پائے گا۔ اور جس جانور کی حرمت کسی اور دلیل سے ثابت نہ ہوگی وہ محض اتنی بات سے کہ اسے فاسق کہا گیا ہے یا اس پر لفظ ”خبیث“ کا اطلاق کیا گیا ہے حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔

سعیدی صاحب سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما  
 دوسرا مغالطہ | کا درج ذیل قول نقل کرتے ہیں۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کوٹے کو کون شخص کھائے گا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فاسق فرما چکے ہیں۔ قسم بخدا وہ حلال جانور دل میں سے نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما من یأکل الفراہ وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا واللہ ماہو من الطیبات۔

(سنن ابن ماجہ ص ۲۳۴)

اول تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کوٹے کو فاسق قرار

دیا ہے وہ ”البقع“ کو ہے جس کے پیٹ اور پیچھے پر سفیدی

ہوتی ہے۔ نیز وہ جنگلی کوا ہے اور اس کی غذا صرف مردار ہے۔ لہذا اس کو ہمارے علاقوں میں پائے جانے والے کوٹے پر منطبق کر دینا سراسر بددیانتی ہے۔ کیونکہ معروف



کوئے میں مذکورہ اوصاف میں سے ایک وصف بھی نہیں پایا جاتا۔

دوسرے سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک تو مرغی بھی مکروہ ہے۔ چنانچہ امام شمس الائمہ سرخسی (م ۴۸۳ ھ : ۱۰۹۰ء) فرماتے ہیں۔

وكان ابن عمر رضي الله عنه يكره اكل الدجاج لانه يتناول الحيف - المبسوط	ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرغی کھانے کو مکروہ سمجھتے تھے کیوں کہ وہ ناپاک خور ہے۔
-----------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------

سعیدی صاحب کو سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسک بڑا مہنگا پڑے گا کیوں کہ پھر وہ اپنے ”اعلیٰ حضرت“ کے ”وصایا شریف“ والی ”مرغ کی بریانی“ اور ”مرغ پلاؤ“ سے اپنے کام و دہن کی ضیافت نہیں کر سکیں گے۔

باقی رہا ان کا مسک کوئے کے بارے میں تو وہ ہمارے لئے مضر نہیں ہے کیونکہ وہ جس کوئے کو غیر طیب قرار دے رہے ہیں وہ وہ کو ا ہے جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”فاسق“ فرمایا ہے۔ اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ وہ کو اس ”معروف کوئے“ کے علاوہ ایک جنگلی مردار خور کو ا ہے جس کے پیٹ او پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے۔

سعیدی صاحب کا فرمانا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
تقیر مغالطہ  
کو ا فاسق ہے۔ اور حیوانات میں فسق اور فاسق کا اطلاق اس جانور پر آتا ہے جس کا کھانا حرام ہو۔ اس کے بعد سعیدی صاحب نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی درج ذیل نا تمام عبارت بطور تائید نقل کی ہے۔

واما المعنی فی وصف الدواب المذكورة بالفسق فقليل	یعنی کوئے وغیرہ کو فاسق اس لئے فرمایا ہے کہ یہ حلال جانوروں کے حکم سے خارج
----------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------



ہے۔ اس کو حرم میں قتل کرنا حلال اور  
اس کا کھانا حرام ہے۔

لخر وجہا عن حکم غیرہا  
من الحيوان في تحريم قتله و  
قيل في حل اكله۔

(فتح الباری ۱ ص ۳۱ ج ۴)

پہلی اور اصل بات تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس  
جواب کوٹے کو فاسق فرمایا ہے وہ یہ معروف کو انہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حیوانات میں فسق اور فاسق کا اطلاق اس جانور پر آتا  
ہے جس کا کھانا حرام ہو اس کلیہ کا ثبوت کیا ہے؟ کیا فقہ حنفی میں ایسا کوئی کلیہ  
موجود ہے؟

باقی سعیدی صاحب نے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی نام تمام عبارت جو نقل فرمائی  
ہے اور پھر جس طرح اس کا ترجمہ کیا ہے اسے دیکھ کر ایک بار تو ہم حیرت میں ڈوب  
گئے کہ کیا ان لوگوں کا مبلغ علم ہی یہ ہے یا قصداً دجل و تلبیس سے کام لیا جا رہا ہے؟  
بات دراصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے مذکورہ پانچ جانوروں کو فاسق  
کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے تین قول نقل کئے ہیں۔ جن میں سے تیسرے قول کو حافظ  
ابن حجرؒ نے ترجیح دی ہے۔ اور یہ تیسرا قول ہی حنفیوں کا بھی پسندیدہ ہے۔

بہر حال حافظ ابن حجرؒ نے اس سلسلہ میں جو تین قول نقل کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے  
کہ فسق کے لغوی معنی چونکہ نکلنے کے ہیں اس لئے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ چونکہ عام  
قابل شکار جانوروں کا قتل کرنا حرم میں جائز نہیں ہے لیکن یہ پانچ جانور عام دوسرے  
جانوروں کے حکم سے مستثنیٰ اور خارج ہیں اس لئے انہیں فاسق کہا گیا ہے۔ بعض  
دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ عام دوسرے جانوروں کا کھانا چونکہ حلال ہے اور یہ  
پانچ جانور دوسرے جانوروں کی طرح حلال ہونے سے خارج ہیں اس لئے ان کو فسق



کہا گیا ہے۔ تیسرا قول جو حنفیوں کا ہے وہ یہ ہے کہ ایذا دینے اور فساد کرنے میں یہ جانور دوسرے جانوروں سے چونکہ بہت ممتاز اور علیحدہ ہیں اس لئے ان کو فاسق کہا گیا ہے۔

پہنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ ھ : ۱۶۰۶ء) نے فواسق کی شرح موزیات کی ہے یعنی اذیت دینے والے۔ ملاحظہ ہو مرقات جلد ۵۔ ص ۳۸۸۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

<p>ترجمہ : جان تو کہ ان دو حدیثوں میں سے ہر ایک میں موزی یعنی اذیت دینے والی چیزوں میں سے پانچ چیزیں ذکر ہوئی ہیں۔</p>	<p>بدانکہ در ہر یکے ازیں دو حدیث پہنچ چیز از جنس موزیات مذکور شد۔</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------

نیز فرماتے ہیں۔

<p>جن جانوروں کا قتل کرنا حرم میں جائز ہے وہ ان پانچ میں منحصر نہیں ہیں بلکہ تمام موزی جب انوروں کا یہی حکم ہے۔</p>	<p>منحصر دریں پنج نیست بلکہ ہمہ موزیات را حکم ہمیں است۔</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------

(اشعۃ اللمعات : ص ۱۳۷ ج ۲)

بہر حال حافظ ابن حجر نے تیسرا قول جو حنفیوں کا تھا اس کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا

جس کا خلاصہ یہ ہے۔

” اس تیسرے قول کے قاتل کے نزدیک جو جانور بھی فساد کرنے والا اور ایذا دینے والا ہو وہ انہی پانچ کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ابو سعید رضا کی حدیث میں آیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ چوہے کو حدیث میں فویسقہ کیوں کہا گیا ہے ؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ



علیہ وسلم ایک بازیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک چوہا چراغ کی جلتی ہوئی بتی منہ میں لئے ہوئے ہے گھر جلانے کے لئے۔ یہ حدیث اشارہ کرتی ہے کہ پانچوں جانوروں کو فاسق اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کا فعل فساق کے فعل کی طرح اذیت دیتا ہے۔ یہ حدیث آخری قول کو ترجیح دیتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(فتح الباری، ص ۳۱ : ج ۴)

سعیدی صاحب نے دیانت کا ثبوت دیتے ہوئے ایک تو تیسرا قول جو مسلک حنفی کے مطابق تھا اس کو سرے سے نظر انداز کر دیا اور اس کو نقل کرنے کی زحمت ہی گوارا نہ کی۔ اور جو دو قول نقل کئے اپنی بہالت یا خیانت سے ان کا ترجمہ ایسا کیا کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ دو قول نہیں ہیں بلکہ ایک ہی قول ہے۔ اور گویا فاسق کہنے کی وجہ سب کے نزدیک بالاتفاق ان کا حرام ہونا ہے۔

سعیدی صاحب رقمطراز ہیں۔

چوتھا مغالطہ

”پنجوں سے چیز بھاڑ کر شکار کر کے کھانے والے

جانوروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ نیز جمہور ائمہ مذاہب امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور جمہور لوگ پنجوں سے شکار کرنے والے پرندہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور گویا بھی اسی کلیہ میں داخل ہے لہذا وہ بھی حرام قرار پایا۔ (مختصرات)

جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے بالکل درست ہے۔ لیکن یہ تو فرمائیے

جواب

کہ پنجوں سے شکار کرنے کا مطلب آپ جانتے بھی ہیں یا نہیں؟ ہم پہلے باحوالہ ثابت کر چکے ہیں کہ پنجے سے شکار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فضا میں ہوا ہی سے اپنے شکار کو پنجوں کے ذریعہ اچکے کوفے صاحب میں اتنی طاقت کہاں؟ وہ تو



روٹی یا بوٹی کا کوئی ٹکڑا اگر زمین سے بھی اٹھاتا ہے تو پونج کے ذریعہ نہ کہ پنچوں سے۔ جب وہ بے چارہ اپنے پنچوں سے زمین پر پڑی ہوئی بوٹی نہیں اٹھا سکتا تو فضا میں اڑنے والے پرندوں کو پنچے کے ذریعہ کیسے شکار کر سکتا ہے؟ سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

### پانچواں مغالطہ

در حرمت کا سبب یا خبث ہے یا ایذا۔ کوئے

میں ایذا کا وصف بھی ہے کیونکہ وہ چیرتا پھاڑتا ہے اور بچوں سے روٹی جھپٹ کر لے جاتا ہے۔ اور خبث بھی۔ کیوں کہ وہ گندگی اور مردار بھی کھا لیتا ہے۔ اس لئے عقلاً اور قیاساً بھی یہ حرام قرار پایا۔  
(مختصا عرفات)

یہ درست ہے کہ حرمت کا سبب یا خبث ہے یا ایذا۔ بلکہ کوئے

### جواب

کو اگر خبیث کہا گیا ہے تو اسی بنا پر کہ وہ موزی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ لیکن ہر ایذا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ابو بکر جصاص دم ۳۰، ۳۱، ۳۲، فرماتے ہیں۔

شیر کبھی حملہ کرنا توک کر دیتا ہے۔ جب کہ وہ بھوکا نہ ہو۔ اور غضب ناک اونٹ کبھی انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی بیل بعض حالات میں حملہ کرتا ہے۔ لیکن ان کے حلال یا حرام ہونے میں اس ایذا یا اس کے علاوہ (اس جیسی) کسی اور ایذا کا اعتبار نہیں ہے۔

وقد يترك الاسد العدو عليهم في حال اذ لم يكن جائعا والجمل الهاج قد يعدو على الانسان وكذلك الثور في بعض الاحوال ولم يعتبر ذلك هو ولا غيره في هذه الاشياء في تحريم الاكل۔



(احکام القرآن للجصاص : ص ۱)

بہر حال ثابت ہو گیا کہ ہر ایذا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہی ایذا مؤثر فی الحرمت ہے جو پہلے تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے۔ یعنی ایذا بالناب اور ایذا بالمخلب اور اس کی حقیقت پہلے واضح کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ کسی قسم کی ایذا حرمت کے لئے علت نہیں بن سکتی۔ ہم نے ایسے لڑاکا مرغ بھی دیکھے ہیں کہ جنہوں نے کئی بچوں کو اچھل کر اس طرح چونچ ماری کہ آنکھ پھوٹتے پھوٹتے بچی۔ اور آنکھ کے قریب گہرا زخم ہو گیا۔ اور جہاں تک تعلق ہے بچوں سے روٹی چھیننے کا تو عام طور پر پالتو مرغی بھی چھوٹے بچوں سے روٹی چھین لیتی ہے۔

اور سعیدی صاحب نے کوئے کی خباثت ثابت کرنے کے لئے یہ جو فرمایا ہے کہ وہ گندگی اور مردار بھی کھا لیتا ہے انتہائی غلط اور ان کی جہالت کا غماز ہے کیوں کہ پاک چیزوں کے ساتھ ساتھ گندگی اور مردار کھا لینے سے اگر وہ خباثت ثابت ہو جائے جو حرمت کی علت ہے تو پھر مرغی بھی خبیث اور حرام ہونی چاہئے۔ یہاں سے معلوم ہو گیا کہ پاک چیزوں کے ساتھ ساتھ مردار وغیرہ کھالے سے وہ خباثت قطعاً ثابت نہیں ہوتی جو حرمت کی علت ہے۔

سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

”اگر حرمت کے دلائل سے صرف نظر کر کے صرف مرغی پر قیاس کرنا مقصود ہے تو پھر کتا۔ چیل۔ اور گدھ بھی حلال ہونے چاہئیں۔ کیونکہ یہ جانور بھی گندگی اور مردار کے علاوہ پاک چیزیں مثلاً روٹی وغیرہ بھی کھا لیتے ہیں۔ اگر دوسرے دلائل کی وجہ سے یہ جانور حرام ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان دلائل کی وجہ سے کو ا حرام نہ ہو ؟“



سعیدی صاحب ! ابھی تو آپ بڑے زور و شور سے عقلاً اور قیاساً کوہے کی حرمت ثابت کرنے کے لئے اس میں حلال و حرام مخلوط غذا کھانے کی وجہ سے خباثت ثابت کر رہے تھے اور ابھی اپنے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کی وصیت کے مطابق تیار ہونے والی مرغ کی بریانی اور مرغ پلاؤ کو دیکھ کر آپ کے منہ میں پانی آگیا۔

اور اب آپ فرماتے ہیں کہ مخلوط غذا کھانے سے نہ حرمت ثابت ہوتی ہے نہ خباثت۔ بلکہ جس طرح کتا مخلوط غذا کھانے کے باوجود اپنی مخلوط غذا کے باعث نہیں بلکہ دوسرے دلائل کے باعث حرام ہے اسی طرح معروف کو ابھی گو مخلوط غذا کھاتا ہے۔ لیکن اپنی مخلوط غذا کے باعث نہیں بلکہ دوسرے دلائل کی وجہ سے حرام ہے۔ بہر حال ہمارے لئے تو خوشی کی بات ہے کہ آپ مخلوط غذا کو حرمت یا خباثت کی علت قرار دینے سے دستبردار ہو گئے۔ اگرچہ یہ ساری کارروائی اپنے اعلیٰ حضرت کی ”وصایا شریف“ کے ”مرغ پلاؤ“ اور ”مرغ کی بریانی“ کے بچاؤ کی خاطر ہے۔ ع دیوانہ بکار خویش ہوشیا

لیکن ہمیں اس سے کیا غرض کہ آپ مخلوط غذا کو حرمت یا خباثت کی علت قرار دینے سے کس بنا پر دستبردار ہوئے ہیں۔

الفاظ کے بچوں میں ابھی نہیں دانا ؟ غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گوہر ہے کوہے کی حرمت کے دوسرے دلائل تو جو سعیدی صاحب نے پیش کئے تھے مختصراً ان کے جوابات ہم نے عرض کر دیئے ہیں۔ چونکہ کتاب میں زیر بحث مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اسلئے ہم انہی چند مختصر کلمات پر اکتفا کرتے ہیں۔ والہدایۃ بید اللہ۔

انوار آسمانیم کام

ناظم اعلیٰ انجمن ارشاد المسلمین پاکستان : ۲ شعبان ۱۳۹۹ھ : ۲۸ جون ۱۹۷۹ء





برادرانِ اسلام۔ قریب قریب تمام ہندوستان میں اس متعارف کوئے کی حلت و حرمت کا شور و شغب ہو رہا ہے۔ بات تو صرف اس قدر تھی کہ کوئے کی متعدد حلال و حرام اقسام میں یہ دلیسی کو جو عموماً بستیوں میں پایا جاتا ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے لیکن چونکہ متروک الاستعمال ہے اس لیے نہ کسی نے اس کے کھانے کا خیال کیا نہ استفتا کی ضرورت پیش آئی بلکہ عوام کا خیال یہی رہا کہ حرام کو ایسی ہے۔ بخدر و ذہوئے سہارنپور کے کسی باشندے نے حضرت شیخ المشائخ مولینار شید احمد صاحب گنگوہی مدظلہ سے استفتا کیا اور مولینا مددوح نے معمولی طور پر وہ جواب دے دیا جو اپنے استاد حضرت مولینا شاہ مملوک علی صاحب سے سنا اور اپنی ذاتی تحقیق سے کتب فقہ میں تحقیق فرمایا تھا کہ ”مذہب حنفیہ میں کوئے کو حلال ہے البتہ کوئے کی وہ قسم حرام ہے جو ابقع کہلاتی ہے وہی موزی و فاسق ہے اور وہی کرگس کی طرح نجاست خور۔“

اتنی سی بات پر معمولی مولویوں نے اپنا کمالِ علم یہ ظاہر فرمایا کہ وعظ تقریر فتوے اشتہارات رسائل اخبار جملہ مراحل طے کر ڈالے اور اپنے اکابر و اساتذہ کو گالیاں دیں اور عوام سے دلوائیں حالانکہ متعارف کوئے کا یہ مسئلہ کوئی جدید مسئلہ نہیں ہے۔ مرحوم علماء سلف کے زمانہ میں بھی استفتا ہوئے اور اس کی حلت ظاہر ہوئی لیکن زمانہ کا اقتضا اور چودہویں صدی کی آزادی کا منشا ہے کہ عقل کو، فہم کو، اصول شریعت کو، مذہب حنفیت کو، سب کو بالائے طاق رکھ کر آنکھیں بند کر کے وہ وہ خامہ فرسائی کی گئی کہ قطع نظر اس کے شرعی مسئلہ ہونے کے عام سلیم الطبع مہذب حضرات بھی اس کو سخت نامناسب سمجھتے ہیں۔ درحقیقت ان کی تردید میں وقت ضائع کرنا محض بے سود



اور اپنے اکابر کو برا کہلوانے کا سبب بننا ہے۔ اس لیے کمترین نے ہندوستان کے مشہور و معروف علماء اور مرحوم اکابر دین کے فتاویٰ محض احقاقِ حق کی غرض سے جمع کئے اور بغرض افادہ عام شائع کر دیئے۔

ہر انصاف پسند طبیعت کو چاہیے کہ اول مفتی و مصدق کا اندازہ کرے کہ کس مرتبہ کا اور کس پایہ کا ہے۔ اتنا ملحوظ ہے کہ آخری تحریر ہے مخالفین اگر اس پر بھی ساکت نہ ہوں تو ان خاصانِ حسد پر اعتراض کر کے اپنی عاقبت خراب کریں۔ مجوزین میں سے کسی کا بھی یہ خیال نہیں کہ کوّا کھایا ہی جائے اس کے کھانے پر کون زور دے سکتا ہے جب کہ بہتیری حلال چیزیں عام طور پر کھانے میں مستعمل ہیں۔ بہتیرے حلال جانور آپ کو ایسے ملیں گے کہ جن کے کھانے کی ابتک نوبت بھی نہیں آئی پھر اگر کوّا کھایا تو کیا اور نہ کھایا تو کیا البتہ چونکہ حرام چیز کو حرام اور حلال شے کو حلال سمجھنا عقیدہ کے متعلق ہے اور عقیدہ دین کی اصل ہے اس لیے اس مجموعہ کے انطباع کی ضرورت پیش آئی۔ ہمیں مخالفین کی طرح کسی فتویٰ یا تحریر پر جعلی اور فرضی دستخط کرنے نہیں آتے۔ اس لیے عام طور پر اعلان کیا جاتا ہے کہ ان تمام فتاویٰ میں اصل موجود ہے جس کو جس مہر یا دستخط میں شک ہو شہر کے پاس آکر دیکھ لے اور اپنا پورا اطمینان کر لے۔ ہم نے اپنا کام پورا کر دیا۔ اب چاہئے کہ جو چاہئے نہ مانے۔

فستہ کردن ما قول لکم و افوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد۔

المشتہ  
نصیر الدین ساکن میرٹھ محلہ کرم علی



فتوے قدوة العلماء زبدة الفقہاء و سالک مسلک طریقت راہبر جاوہ شریعت

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ادام اللہ ظلہ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندرین مسئلہ کہ کوادیسی جو عموماً بستیوں میں پایا جاتا ہے حلال

ہے یا حرام۔ فقہاء نے بعض اقسام کو حلال لکھا ہے اور بعض کو حرام اب یہ دریافت کرنا منظور ہے کہ یہ کو اقسام حرام میں ہے یا حلال میں؟ بینوا تو جروا

### الجواب

کتب فقہ میں تعیین اقسام غراب میں الفاظ مختلف ہیں مگر جب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے۔ پس یہ کو احوال بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقیق نہ ہو تو بھی اس کی حلتہ میں شبہ نہیں ہے اس لیے کہ جب وہ بھی خلط کرتا ہے اور نجاستہ وغلہ و دانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلتہ بھی مثل عقیق کے معلوم ہوگی خواہ اس کو عقیق کہا جاوے یا نہ کہس جاوے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد

فتوے جناب مولانا مولوی حاجی صوفی احمد حسن صاحب کانپوری سلمہ

### الجواب

یہ معمولی کو احوال میں سے پرورش پاتا ہے کبھی دانہ کھاتا ہے اور کبھی میلا امام اعظم

ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک حلال ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ



ہے۔ مگر اصح یہ ہے کہ حلال ہے۔ فی التنبیہ و شرحہ ۲ الدار المختار  
تنویر اور درختار میں ہے کہ:

وَأَحَلَّ (غُرَابُ الذَّرْعِ) الَّذِي يَأْكُلُ  
الْحَبَّ (وَالْأَرْبَبُ وَالْحَقَقُ) هُوَ غُرَابٌ  
يَجْمَعُ بَيْنَ أَكْلِ حَبِّ وَحَبِّ  
وَالْأَصَحُّ حِلًّا - فِي رَأْيِ الْمُحْتَارِ هُوَ  
قَوْلُ الْإِمَامِ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ  
يَكْرَهُ -

غراب الذرع جو کہ صرف دانہ کھاتا ہے حلال ہے  
نیز خرگوش اور عقق بھی حلال ہے۔ عقق وہ کوہ ہے  
جو دانہ اور مردار دونوں کھالیتا ہے اور اس کا حلال  
ہونا ہی زیادہ صحیح ہے۔ ردالمحتار میں ہے کہ یہ  
امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف نے  
فرمایا کہ مکروہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:

وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ مُسْتَحَبٌّ طَبْعًا  
فَإِنَّ الْغُرَابَ الذَّرْعِيَّ الَّذِي يَلْتَقِطُ  
الْحَبَّ مُبَاحٌ طَبْعًا وَإِنْ كَانَ الْغُرَابُ  
يَحْتَبِثُ بِمَخْلُطٍ فَأَكْلُ الْجَيْفِ تَأْسَرَةٌ  
وَالْحَبُّ أَخَذَ فَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي  
يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ يُكْرَهُ وَعَنْ أَبِي  
حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ وَهُوَ  
الْقَيْحِيمُ عَلَى قِيَاسِ الذَّجَاجَةِ :

غراب البقع (جو صرف مردار کھاتا ہے) طبعاً مکندہ ہے  
اور غراب زرعی جو (صرف) دانہ چکاتا ہے مباح اور  
پاکیزہ ہے۔ اور اگر کوہ ایسا ہو جو مردار اور دانہ دونوں  
کھالیتا ہو تو اس کے بارے میں امام ابو یوسف  
سے مروی ہے کہ مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ  
کے نزدیک اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں،  
یہی صحیح ہے۔ جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے  
کے باوجود حلال ہے۔

عنایہ شرح پاریہ میں ہے کہ:

وَأَمَّا الْغُرَابُ الْأَسْوَدُ الْأَبْقَعُ فَهُوَ أَنْوَاعُ

غراب اسود و البقع کی تین قسمیں ہیں، اول جو (صرف)



ثَلَاثَةُ نَوْعٍ يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجِيْفَ  
وَلَيْسَ بِمَكْرُوهِ وَنَوْعٌ مِنْهُ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجِيْفَ  
وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصْتَفِ الْأَبْقَعُ الَّذِي  
يَأْكُلُ الْجِيْفَ وَإِنَّهُ مَكْرُوهُ وَنَوْعٌ يَخْلُطُ  
يَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجِيْفَ أُخْرَى وَ  
لَوْ يَذْكُرُهُ فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهِ  
عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَ مَكْرُوهُ عِنْدَ أَبِي  
يُوسُفَ قَوْلُهُ وَكَذَلِكَ الْغَدَانُ وَهُوَ  
غَرَابُ الْقَيْظِ لَا يُؤْكَلُ وَأَصْلُ ذَلِكَ  
أَنَّ مَا يَأْكُلُ الْجِيْفَ فَلَحْمٌ نَبَتَ مِنَ الْحَرَامِ  
فَيَكُونُ خَبِيثًا عَادَةً وَمَا يَأْكُلُ الْحَبَّ لَمْ  
يُوجَدْ فِيهِ ذَلِكَ وَمَا خَلَطَ كَالِدَاجٍ  
وَالْعَقَقُ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ  
الْأَصَحُّ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ الدَّجَاجَةَ  
وَهِيَ مِمَّا يَخْلُطُ -

بحر الرائق شرح كنز الدقائق کے مکمل میں ہے :

الْغَرَابُ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ نَوْعٌ يَأْكُلُ الْجِيْفَ  
فَحَسْبُ فَإِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ يَأْكُلُ الْحَبَّ فَحَسْبُ

دانہ چگتا ہے اور مردار نہیں کھاتا یہ (بالا اتفاق) مکروہ  
نہیں ہے۔ دوم جو صرف مردار ہی کھاتا ہے اور  
اسی کو مصنف نے ابقع کہا ہے یہ مکروہ (تحریمی)  
ہے۔ سوم جو مردار اور دانہ دونوں کھا لیتا ہے۔ اس کو  
مصنف نے کتاب میں ذکر نہیں کیا یہ امام ابو حنیفہ  
کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ امام ابو یوسف کے  
ز نزدیک مکروہ ہے۔ مصنف کا قول کہ ایسے ہی غداف  
(غراب القیظ) ہے یعنی غراب ابقع کی طرح یہ بھی  
نہیں کھایا جاتا۔ اور کوئے کے بارے میں قاعدہ  
(دیکھ) یہ ہے کہ جو کو (صرف) مردار کھاتا ہے اس کا  
گوشت چونکہ حرام سے پیدا ہوتا ہے اسلئے عادۃً خبیث  
ہے لہذا اسکا کھانا ممنوع، اور جو کو (صرف) دانہ کھاتا ہے  
اس میں یہ وجہ نہیں پائی جاتی اسلئے حلال ہے اور جو کو (دونوں  
کھا لیتا ہے وہ مرغی کے مانند ہے اور عقیقی کے کھانے میں امام  
ابو حنیفہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے یہی صحیح ہے کیونکہ نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھا لی ہے جو کہ دانہ اور  
گندکی دونوں کھاتی ہے۔

کہ کوئے کی تین قسمیں ہیں۔ اول جو فقط مردار کھاتا ہے  
یہ نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو فقط دانہ کھاتا ہے یہ کھایا



فَإِنَّهُ يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ يَخْلُطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ أَيْضًا  
يُؤْكَلُ عِنْدَ الْإِمَامِ وَهُوَ الْعَقَقُ لِأَنَّهُ  
كَالدَّجَاجِ وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ  
أَنَّهُ يَكْرَهُ أَكْلَهُ لِأَنَّهُ  
غَالِبٌ أَكْلُهُ الْجَيْفُ  
وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ -

زیلعی شرح کنز میں ہے:

الْغُرَابُ ثَلَاثَةٌ أَنْوَاعٌ تَوْعٌ يَأْكُلُ  
الْجَيْفَ فَحَسَبُ فَإِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ  
يَأْكُلُ الْحَبَّ فَقَطُّ فَإِنَّهُ يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ  
يَخْلُطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ أَيْضًا يُؤْكَلُ عِنْدَ أَبِي  
حَنِيفَةَ وَهُوَ الْعَقَقُ لِأَنَّهُ كَالدَّجَاجِ  
وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى  
أَنَّهُ يَكْرَهُ لِأَنَّهُ غَالِبٌ مَا كُوِلَ  
الْجَيْفُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ؛

جاتا ہے۔ سوم جو مردار اور دانہ دونوں کھا لیتا ہے یہ  
بھی امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک کھایا جاتا ہے۔ اور  
اسی کو عقق کہتے ہیں کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے۔  
اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اس کا کھانا مکروہ  
ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے اور امام ابو حنیفہ  
کا قول زیادہ صحیح ہے۔

کہ کورے کی تین قسمیں ہیں۔ اول جو صرف مردار کھاتا  
ہے اسے نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو صرف دانہ کھاتا  
ہے۔ یہ کھا جاتا ہے۔ سوم جو دونوں کھا لیتا ہے  
امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ بھی کھایا جاتا ہے یہی  
عقق کہلاتا ہے اس لیے کہ یہ مرغی کے مانند ہے  
اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے  
کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ کا  
قول زیادہ صحیح ہے۔

صاحب بہامع الرموز البقع الذی یا کل الجیف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں لفظ البقع مجاز

مرسل غراب سے ہے اور غراب کی تین قسمیں ہیں (۱) البقع جس میں سواد اور بیاض ہے (۲) اسود  
(۳) زارع الذی یا کل الجیف یعنی سوائے جیفہ اور جثہ میت کے دوسری چیز نہ  
کھاوے اس قید کا نام دیوں بیان فرماتے ہیں:



وَفِيهِ اسْتَعْمُ بِأَنَّهُ لَوْ أَكَلَ كُلُّ  
مِنَ الثَّلَاثَةِ الْجِيفَ وَالْحَبَّ  
جَمِيعًا حَلَّ وَلَوْ يَكْرَهُ وَقَالَ يَكْرَهُ  
وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ كَمَا فِي  
الْخَزَانَةِ وَغَيْرِهِ

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر (مذکورہ)  
تینوں قسم کے کوڑے مردار اور دانہ دونوں چیزیں  
کھائیں تو یہ سب بلا کراہت حلال ہوں گے۔ امام  
ابویوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مکروہ ہوں گے  
لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ خزانہ وغیرہ  
میں ہے۔

نیز جامع الرموز میں ہے:

وَعَرَابُ الذَّرِيعِ وَقَالَ لَهُ  
عَرَابُ الذَّيْتُونِ أَيْضًا وَهُوَ  
طَائِدٌ صَغِيرٌ الْجُذْءُ أَحْمَرُ الرَّجُلِ  
أَسْوَدُ الْبَدَنِ وَأُرِيدَ بِهِ عَرَابُ  
لَحْمٍ يَأْكُلُ إِلَّا الْحَبَّ سَوَاءٌ  
كَانَ أَبْقَعَ أَوْ أَسْوَدًا وَزَاعِنًا  
وَالْعَفَقَقُ وَهُوَ طَائِدٌ طَوِيلُ الذَّنْبِ  
فِيهِ سَوَادٌ وَبَيَاضٌ يُقَالُ لَبِ الْفَارِسِيِّ  
(عُكَّةٌ) وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ يَكْرَهُ لِأَنَّ

کہ عراب الذرعیہ جسے غراب زیتون بھی کہا جاتا ہے۔ ایک  
چھوٹے جسم سرخ پاؤں اور کالے بدن والا پرندہ  
ہے (لیکن اصطلاح فقہ میں) اس سے مراد وہ کوڑا  
ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے خواہ وہ چٹکیرا ہو یا  
سیاہ ہو یا زناغ۔ اور عققق لمبی دم والا ایک پرندہ ہے  
جس میں سیاہی اور سفیدی ہوتی ہے جسے فارسی میں  
عکۃ کہا جاتا ہے۔ امام ابویوسفؒ سے مروی ہے کہ  
یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے جیسا کہ  
راہدی میں ہے اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جب  
مردار کھائے تو مکروہ ہوگا اور جب دانہ چکے تو مکروہ  
نہیں ہوگا جیسا کہ عیط میں ہے۔

غَالِبَ أَكْلِ الْجِيفِ كَمَا فِي الذَّاهِدِ وَعَنْ مُحَمَّدٍ  
إِذَا أَكَلَ الْجِيفَ يَكْرَهُ وَإِذَا التَّقَطَّ الْحَبَّ لَا يَكْرَهُ



ان عبارات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ کوٹے کی حلت حرمت کا دار و مدار غذا پر رکھا ہے۔ جس کوٹے کی غذا محض دانہ ہے وہ حلال ہے اور جس کی غذا محض جیفہ ہے وہ حرام ہے اور جس کی غذا مخلوط ہے۔ کبھی دانہ کبھی جیفہ وہ مختلف فیہ ہے۔ اصح مذہب امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا ہے وہ یہ ہے کہ حلال ہے۔ رنگ کو دخل نہیں اسی واسطے صاحب جامع الرموز نے البقع کو خاص نہیں رکھا بلکہ صاف تحریر فرمادیا کہ البقع مجاز مرسل ہے، غراب سے غراب الزرع کو بھی خاص نہیں رکھا غراب الزرع کی اوّل تفسیر کی اس کے بعد فرمایا: دُرِّيَّابِهِ غُرَابٌ كَحَيِّ كُلِّ إِلَّا الْحَبَّ اور اس سے مراد وہ کوٹا ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے سواءُ كَانَ أَبْقَعَ أَوْ أَسْوَدَ أَوْ زَاغًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَعَلَيْهِمْ أَتَمُّ ذَلِكَ وَاللَّهُ ہے خواہ البقع ہو یا اسود ہو یا زانع ہو۔ واللہ اعلم

الجواب صحیح

اعلم بحقیقۃ الحال

فقیر محمد جمال الدین عفی عنہ صابری نزل

کتبہ احمد حسن عفی عنہ

حد دل مرتضیٰ  
جان احمد حسن

مدرسہ فیض عام کانپور

صابری نے  
محمد جمال الدین بقو

فتویٰ جناب مولانا مولوی حاجی صوفی ابو محمد عبد اللہ صاحب نصاریٰ ناظم محکمہ دینیات

مدرسۃ العلوم علی گڑھ

الجواب

اس دیسی کوٹے میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا کھانا مکروہ نہیں اور صاحبین فرماتے ہیں کہ مکروہ ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں امام صاحب ہی کا قول مختار اور اصح کتب معتبرہ سے پایا جاتا ہے۔ چنانچہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے۔



پس یہ دیسی کو اجو نجاست بھی کھاتا ہے اور دانہ ٹکڑا بھی کھاتا ہے حلال ہے۔  
غناہ میں ہے:

وَنَوْعٌ يَخْلَطُ بِأَكْلِ الْحَبِّ مَرَّةً وَالْجُفِّ  
مَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ عِنْدَ أَبِي  
حَنِيفَةَ وَمَكْرُوهٌ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ اِمْتَنَهِ

کہ جو کو امدار اور دانہ دونوں کھالتا ہے، امام  
ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ اور امام ابو  
یوسف کے نزدیک مکروہ ہے۔

اور سرا جیمہ میں ہے:

وَقَالَ صَاحِبَاهُ يَكْرَهُ اِنْ تَنَتَى

کہ امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے۔

اور سراج منیر میں ہے:

وَالْغَرَابُ الَّذِي يَأْكُلُ الْجُفَّ وَالْحَبَّ  
يُؤْكَلُ عَلَى الْأَصَحِّ وَهُوَ  
الْمُخْتَارُ

کہ وہ کو اجو مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے اصح  
روایت کے مطابق کھایا جائے یہی پسندیدہ  
ہے۔

اور جامع الرموز میں ہے:

وَالْأَوَّلُ أَحَبُّ كَمَا فِي الْمُخَذَّاتِ  
وَعَبْرَهَا

کہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔ جیسا کہ خزانہ وغیرہ میں  
ہے۔

اور عینی میں بھی ہے:

وَالْأَوَّلُ أَحَبُّ اِنْ تَنَتَى

کہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔

اور عالمگیر میں ہے:

أَنَّ لَابَّاسَ بِأَكْلِهِ وَهُوَ الْحَبُّ  
عَلَى قِيَاسِ الدَّجَاجَةِ

کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور  
یہی صحیح ہے جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے



کذا فی المبسوط ۲ انتہی۔ کے باوجود حلال ہے ایسے ہی مبسوط میں ہے۔

اور خزائنہ المفتیین میں ہے:

و فی الخزانة المفتیین یؤکل علی الاصح انتہی کہ اصح روایت کے مطابق کھایا جائے۔

المنقذ لامر اللہ

عبداللہ الانصاری

کتبہ ابو محمد عبداللہ الانصاری ناظم محکمہ دینیات

مدرسۃ العلوم علی گڑھ

فتویٰ جناب مولینا مولوی محمد طیب صاحب عرب مدرس اول

مدرسہ عالیہ یاست رامپور

الجواب

کسی چیز کے حلال ہونے کے واسطے بس یہی دلیل کافی ہے کہ خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں صاف طور پر تحریر فرمادیا۔

فقتل لکم ما حرم علیکم یعنی جو شے حرام ہے اس کی تفصیل میں نے تمہارے

واسطے بیان کر دی۔

اور حرمت دو طرح ثابت ہوتی ہے قرآن شریف یا حدیث شریف سے جیسا کہ کلام ربانی میں ہے۔ لتبین للناس لہذا قرآن مجید سے کوڑے کی حرمت نہیں سمجھی گئی اور نہ حدیث شریف سے یہ مضمون ثابت ہے۔ اب رہی یہ حدیث کہ غراب کے قتل کا حکم حرم میں کیا گیا ہے اس حدیث سے بعض علماء کوڑے کی حلت میں شک کرنے لگے بعض نے مکروہ کہا کسی نے حرمت کی دلیل سمجھا۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ نے اس حدیث کو کوڑے کی حرمت اور کراہت کی دلیل



نہ خیال کیا بلکہ امام صاحب کے نزدیک یہی کوّا جو ہندوستان میں عموماً پایا جاتا ہے حلال  
ہے۔ دلیل اس کے واسطے دیکھو کتب فقہ۔

محمد طیب مدرس اول مدرسہ عالیہ رام پور

محمد طیب ۱۶۳۳ھ

فتویٰ جناب مولانا مولوی مفتی سعد اللہ صاحب مرحوم زعفران

مفتی ریاست اسلامیہ رام پور

الجواب

جواب سوال اول آنست کہ فی الواقع غراب  
نورندہ محبوب و نجاست نزو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ  
علیہ حلال است و نزو امام ابو یوسف مکروہ کذا فی  
الہدایۃ و غراب مذکور از زبان عرب عقق گویند  
اصح درین باب قول امام اعظم است۔

سوال اول کا جواب یہ ہے کہ در حقیقت دانہ اور گندہ کی  
کھانے والا کوّا امام ابو حنیفہ کے نزدیک حلال  
ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ جیسا کہ  
ہدایہ میں ہے اور اس کوّے کو عربی میں عقق کہتے  
ہیں اور اس مسئلہ میں زیادہ صحیح قول امام ابو حنیفہ

کا ہے۔

کَمَا فِي الدَّرِّ الْمَخْتَارِ الْعَقَقُ هُوَ غَرَابٌ يَجْمَعُ بَيْنَ أَكْلِ الْحَبِّ وَالْجَيْفِ وَالْأَصَمِّ حِدَّةً اُنْتَهَى  
وَفِي الْعَانِيَةِ وَالْعَقَقُ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ الْأَصَمُّ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَكَلَ الدَّجَاجَةَ وَهِيَ مِمَّا يَخْلُطُ اُنْتَهَى۔

ذخیرۃ العقبی میں ہے:

وَفِي ذَخِيرَةِ الْعَقَبِ الْغَرَابُ أَرْبَعَةُ أَنْوَاعٍ

کہ کوّے کی چار قسمیں ہیں اول جو صرف دانے کوّا



نَوْعٌ يَأْكُلُ الْحَبُوبَ فَقَطْ يُقَالُ لَهُ غَرَابُ  
الذَّرْعِ كَمَا سَيَأْتِي فَهُوَ حَلَالٌ اِتِّفَاقًا لِأَنَّهُ  
لَيْسَ مِنْ سِبَاعِ الطَّيْرِ وَلَا يَأْكُلُ الْجِيفَ  
وَنَوْعٌ يَأْكُلُ الْجِيفَ فَحَسَبَ فَهُوَ حَرَامٌ  
اِتِّفَاقًا وَنَوْعٌ مَعْدُودٌ مِنْ سِبَاعِ الطَّيْرِ  
فَهُوَ حَرَامٌ اِتِّفَاقًا وَنَوْعٌ يَجْمَعُ بَيْنَ الْحَبِّ  
وَالْجِيفِ وَهُوَ حَلَالٌ عِنْدَ الْأَعْظَمِ وَهُوَ  
الْحَقُّعُ الَّذِي يُقَالُ لَهُ بِالْفَارِسِيَّةِ  
(عَكَة) لِأَنَّهُ كَالِدَا جَاخَةٍ وَالثَّانِي أَنَّهُ  
يَكْرَهُ لِأَنَّهُ غَالِبٌ أَكْلُهُ الْجِيفُ  
وَالْأَوَّلُ أَحَقُّ كَذًا فِي  
التَّبَيُّنِ انْتَهَى -

ہے اسے غراب الذرع کہا جاتا ہے جیسا کہ  
عنقریب آئے گا یہ بالا اتفاق حلال ہے کیونکہ یہ  
درندہ پرندوں میں سے نہیں ہے اور نیز مردار بھی  
نہیں کھاتا ہے۔ دوم جو صرف مردار کھاتا ہے یہ  
بالا اتفاق حرام ہے۔ سوم جو درندہ پرندوں میں سے  
شمار کیا گیا ہے وہ بھی بالا اتفاق حرام ہے۔ چہارم  
جو دانہ اور مردار دونوں کھالیتا ہے یہ امام ابوحنیفہ  
کے نزدیک حلال ہے اور یہ عقق کہلاتا ہے،  
اور فارسی میں عکہ کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے،  
دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر  
قذا مردار ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے  
جیسا کہ تبیین میں ہے۔

صاحب ہدایہ کی کتاب التجنیس والمزید میں ہے:

وَفِي التَّجْنِيسِ الْمَزِيدِ لِصَاحِبِ الْهَدَايَةِ أَكْلُ  
الْخَطَافِ وَالْفَاخَةِ وَالْحَقُّعِ لَا بَأْسَ بِهِ  
لِأَنَّهُ لَيْسَ بِذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا ذِي  
مُخَلَّبٍ مِنَ الطَّيْرِ انْتَهَى -

اور خزائنہ المفتیین میں ہے:

وَالْغَرَابُ الْأَسْوَدُ الَّذِي يَأْكُلُ الْحَبَّ  
كَوَهْ كَالَا كَوَا (جو صرف) دانہ کھاتا ہے وہ کھلایا



وَالزَّرْعُ يُؤْكَلُ وَمَا يَكُلُ إِلَّا جِيفًا وَالْحَبُّ  
يُؤْكَلُ عَلَى الْأَصْلِ ۚ أَنْتَهَى۔

جائے اور جو مردار اور دانہ دونوں کھانا ہے دیکھیں  
اصح روایت کے مطابق کھایا جائے۔

وظاہراً مراد فقہاء از عقیق بہین غراب  
متعارف بلاد و امصار معلوم میشود۔

ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کی مراد عقیق  
سے وہی کوآ ہے۔ جو (ہمارے) شہروں اور علاقوں  
میں متعارف ہے۔

اما جواب سوال ثانی آنست کہ طوطی

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مشہور طوطی حلال  
ہے۔

مشہور حلال۔

جیسا کہ سراج منیر میں ہے:

وَالطَّوْطِيُّ الَّذِي يُقَالُ لَهُ طَوْطَا حَلَالٌ  
لِأَنَّهُ لَيْسَ بِسَبْعٍ بِصَطَا ۚ أَنْتَهَى۔

کہ وہ طوطی جسے (عام طور پر) طوطا کہا جاتا ہے،  
حلال ہے کیونکہ یہ شکاری و زندہ نہیں ہے۔

و شعر مسطور نیز مطابق اصول حنفیہ مینائند

اور شعر بھی اصول حنفیہ کے مطابق ہے مگر پہلے  
مصرع کے آخر میں جس کوئے کا ذکر ہے اس سے  
مراد کوئے کی وہ قسم ہے جو حرام ہے جیسا کہ تفصیل

مگر مراد از کوآ کہ در آخر مصرع اول واقع شدہ نوع  
حرام زانغ و از بد چنانکہ تفصیلاً شش گذشتہ و اللہ

گذر چکی ہے۔ واللہ اعلم

اعلم۔

کتابہ مفتی محمد سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ



فتویٰ جناب مولانا مولوی مفتی محمد لطف اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معہ مواہبہ دیگر

علمائے ریاست رام پور

## الجواب

حسب تحقیق کتب عقیق یہی غراب ہے جو ہمارے دیار اور امصار میں متعارف ہے اور حب اور حیف کو جمع کرتا ہے اسی کی حلت اور کراہت کی بابت شیخین رحمہما اللہ کا اختلاف ہے۔ اور علامہ شامی نے جو صفات عقیق کے تحریر کئے ہیں۔ وہ ضرور اس غراب میں موجود ہیں فقہاء کا کلام بابت انحصار اقسام اربع غراب کے منظر احتمال اربع صحیح و درست ہے کیونکہ غراب یا مردار خوار ہوگا یا سباع و طیور میں داخل ہوگا۔ یہ دونوں بالاتفاق حرام ہیں یا دانہ خوار ہوگا یہ بلا خلاف حلال ہے یا حب اور حیف دونوں کو جمع کرتا ہوگا، وہ امام اعظمؒ کے نزدیک بروایت مفتی بہ حلال ہے۔ اور امام یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے اسی غراب متعارف آبادی کو بعض مہوکہ بھی کہتے ہیں۔

صاحب ترجمہ در المختار نے اس کو نقل کیا ہے۔ لیکن اہل شکار کا یہ بیان ہے کہ مہوکہ حلیہ میں متغارب اسی غراب کے ہوتا ہے گرزنگ سرخی آہنیز ہوتا ہے۔ جثہ اور آواز میں بھی فرق ہوتا ہے۔ اہل شکار اس کو بے تکلف کھاتے ہیں۔ بہر کیف اگر از قسم غراب ہے تو از روئے تتبع فقہاء انہیں اقسام اربع محصورہ مذکورہ میں داخل ہوگا۔ اور اس کی حلت کا بھی حکم باعتبار احتمال اربع دانہ خوری یا حیف خوری ذمیرہ وغیرہ کے تابع ہوگا۔

خلاصہ مرام یہ ہے کہ اس میں تو اہل بصیرت کو شک نہیں کہ غراب متعارف حب و حیف کو جمع کرتا ہے۔ و جامع حیف و حبہ کی حلت کی بابت قاعدہ کلیہ بہ قیاس و جاہلہ غلات معہ مباحثہ



شیخین رحمہما اللہ افقہ الفقہاء صاحب تریح نے فتاویٰ قاضی خان میں نقل کیا ہے۔

وَهُوَ هَذَا عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ  
أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَأْكُلُ  
الْتَّجَاسَاتِ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْلُطُ التَّجَاسَةَ  
بِشَيْءٍ آخَرَ كَالدَّجَاجَةِ لَا بَأْسَ بِهِ وَ  
قَالَ أَبُو يُوسُفَ يَكْرَهُ الْعَقَقُ  
كَمَا يَكْرَهُ الدَّجَاجَةُ  
الْمُخْلَلَاتُ -

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ  
سے عقق کے دکھانے کے بارے میں سوال کیا  
تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے میں نے کہا  
کہ وہ گندگی کھاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے  
ساتھ دوسری پاک اشیا بھی کھاتا ہے لہذا کوئی  
حرج نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ  
عقق مکروہ ہے جیسا کہ باہر پھرتے والی مرغی  
مکروہ ہے۔

اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ علق میں متفرد نہیں ہیں اور ائمہ بھی اسی رائے میں شریک  
ہیں۔ شیخ علی حنین نے رسالہ صیدیہ میں لکھا ہے عقق مکہ است نزد حنفی و مالکی و حنبلی حلال  
است اور حنفی نہ ہے کہ اس قسم کے جانور جامع جیف و جبہ کے تین روز بند رکھنے کا حکم  
تا وقتیکہ اثر جیف کا لحم میں نہ پیدا ہو۔ ازراہ نظافت و پاکیزگی ہے یعنی کراہت تنزیہی کی وجہ  
سے ہے نہ ازراہ حرمت۔ چنانچہ فتاویٰ مذکور میں مسطور ہے۔

رَوَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الدَّجَاجَةَ وَإِنَّمَا  
يَجَسُّ مَا يَتَنَاوَلُ الْجَيْفَ عَلَى وَجْهِ  
لَا يَطْهَرُ أَثَرُ ذَلِكَ فِي لَحْمِهِ عَلَى  
وَجْهِ التَّأَنُّدِ -

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرغی کھاتے  
تھے دہاتی رہا، ایسی مرغی کو دین دن تک مجبوس  
رکھتا جس کی مردار خوری کا اثر اس کے گوشت پر  
ظاہر نہ ہوا ہوا تو وہ، محض تحصیل نظافت کے لیے  
ہے۔



تحقیق مسئلہ کی راہ سے وجاہہ مخلات اور غراب جامع جیف وجہ دونوں برابر ہیں یہ امر  
جدا ہے کہ رواج وجاہہ کے تناول کا بلا تکلف ہو اور غراب بوجہ عدم تمیز قسم حلال از غیر حلال  
یا بوجہ مسخرت ترک کیا جاوے۔ هذا ما القی فی البال و اللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

العبد المذنب الاداء محمد لطف اللہ عفی عنہ



فی الواقع جو کوآ اداہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے امام صاحب کے نزدیک بلا کراہت  
حلال ہے اور صاحبین کے نزدیک مکروہ اور عقیق کا یہی حال ہے جس کو ہندی میں مہوکہ کہتے  
ہیں عام اس سے کہ یہی کوآ ہویا شے آخر۔

عنایہ میں ہے: وَنَوْعٌ يَخْلَطُ بِأَكْلِ الْحَبِّ مَرَّةً وَالْجَيْفِ مَرَّةً أُخْرَى دَهْوٌ غَيْرُ  
مَكْرُوهٍ عِنْدَ ابْنِ حَنَفِيَّةٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَعِنْدَ أَبِي يُونُسَ۔

فتاویٰ سراجیہ میں ہے:

وَقَالَ صَاحِبُ بَاهُ يَكْرَهُ ۱۲

السراج المنیر میں ہے:

وَالْغَدَابُ الَّذِي يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَالْحَبَّ يُوَكَّلُ عَلَى الْآحَةِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ ۱۳

جامع الرموز میں ہے:

والاول اصلہ کہانی الخزانة وغیرہا



عینی میں ہے:

والاول اصم ۱۲

عالمگیری میں ہے:

عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لا یأْسَ بِأَكْلِهِ وَهُوَ الصَّحِيحُ عَلَى قِيَاسِ الدَّجَاجَةِ كَذَا فِي الْمَبْسُوطِ ۱۲  
تخریجہ المفقین میں ہے:

يُؤْكَلُ عَلَى الْأَصْحَمِ ۱۲

ہدایہ میں ہے:

کہ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا عتق کے کھانے میں  
کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ مردار اور دانہ دونوں کھا  
لیتا ہے۔ لہذا مرغی کے مشابہ ہوا اور امام ابو یوسفؒ  
سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا  
مردار ہے۔

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ لَا يَأْسَ بِأَكْلِ الْعَقَقِ  
لِأَنَّهُ يَخْلُطُ النِّجَاسَةَ فَاشْتَبَهَ الدَّجَاجَةَ وَ  
عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ يَكْرَهُ  
لِأَنَّ غَالِبَ أَكْلِهِ الْجَيْفُ

۱۱۲، ۱۱۳

زیلعی میں ہے:

کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

والاول اصم

عنایہ میں ہے:

کہ جو کوا مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے وہ مرغی کی طرح  
ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عتق کے کھانے  
میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھائی ہے حالانکہ وہ

وَمَا يَخْلُطُ كَالدَّجَاجِ وَالْعَقَقُ فَلَا  
يَأْسَ بِأَكْلِهِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ  
وَهُوَ الْأَصَحُّ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ الدَّجَاجَةَ



مردار اور دانتہ دونوں کھاتی ہے۔

وہی مما یخلط ۱۲

ہذا حکم الکتاب واللہ سبحانہ اعلم بالصواب۔

محمد منور علی عفی عنہ مدرس حدیث مدرسہ ریا

المجواب صواب

دستخط احمد امین عفی عنہ مدرس سوم ریا

المجواب صحیح

محمد منور علی عفی عنہ

حنفیہ کے نزدیک بغیر کسی خفا کے جواب صحیح ہے

کیونکہ یہ ان کی کتب فقہ کے موافق ہے اور اس کا

منکر فرقہ وہابیہ میں ہے۔ کیونکہ وہ منہی کے بارے

میں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول لے لیتا ہے اور اپنے نفس

شہوانی کی اتباع میں کوئے کے بارے میں (ان کا قول)

چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس بارے میں اقتدا کرتا ہے

اس شخص کی جو شہوات نفسانیہ کے تابع اور کتاب

اور احادیث نبویہ سے منحرف ہو۔ اللہ تعالیٰ اے

موت دے یا ہدایت دے تاکہ وہ مخلوق کو صراطِ مستقیم

سے روکتے ہوئے جہنم کے راستے کی طرف نہ

لے جائے۔

صَحَّ الْجَوَابُ عِنْدَ الْحَنِيفَةِ بِلَا خُفْيَةٍ؛

لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِكُتُبِهِمُ الْفَقْهِيَّةِ؛ وَ

مُنْكَرٌ مِّنْ فِرَاقَةِ الْوَهَابِيَّةِ؛ لِأَنَّهُ

يَأْخُذُ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الدَّجَاجَةِ

وَيَتْرُكُ فِي الْقِرَابِ بِاتِّبَاعِ نَفْسِهِ

لِلشَّهْوَانِيَّةِ؛ وَيَقْتَدِي فِي ذَلِكَ قَوْلَ

الَّذِي يَتَّبِعُ الشَّهَوَاتِ وَيُخْرِفُ عَنِ

كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَعَنِ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ

بِمِثْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ كَيْدِيٍّ حَتَّى لَا

يَصُدَّ الْخَلَائِقَ عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ

إِلَى صِرَاطِ الْجَهَنَّمِيَّةِ؛ آمِينَ آمِينَ آمِينَ

فقیر محمد حسن

عبدہ المذنب محمد روشن الدین محمد پوری رحمۃ اللہ علیہ



وَأَكَلْتُ هَذَا الْغُرَابَ الْمُتَنَازِعَ  
فِيهِ مَعَ أَسَازِي الْمُعَظِمِ السَّيِّدِ الْمَوْلَى

محمد عطر شاہ صاحب الساکن فی البدۃ  
القاضی پور دہی قریب من السرحد علاقہ

الْجَوَابُ صَحِيحٌ لَا شَكَّ فِي صِحَّتِهِ  
إِلَّا لِلضَّالِّينَ الضَّالِّينَ الْمُتَّبِعِينَ  
لِهَوَاهُ الَّذِينَ يَجِدُونَ الدُّنْيَا  
بِالَّذِينَ يَدْسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ  
الضَّانِّ مِنَ الَّذِينَ أَلَسْنَتْهُمْ  
أَحْلَ مِنْ التُّكْرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ  
الضَّيَّابِ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى  
فِي شَأْنِهِمْ أَبِي يَخْتَرُونَ أَمْرًا عَلَى  
يَخْتَرُونَ أَوْلِيكَ الَّذِينَ يَأْ

خُذُونَ بِقَوْلِ إِمَامِنَا الْهَامِ الْعَلَمِ  
أَبِي حَنِيفَةَ إِذَا كَانَ  
مُوَافِقًا لِقَوْلِهِمْ وَيَتَرَكُونَهُ  
إِذَا كَانَ مُخَالَفًا لَهُمْ فِي الْحَقِيقَةِ  
لَيْسُوا مُقَلِّدِينَ وَلَا خَيْرَ مُقَلِّدِينَ  
بَلْ مَذَبَذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى

میں نے اس متنازع فیہ کوٹے کو اپنے استاد معظم  
السید المولوی محمد عطر شاہ (ساکن قاضی پور) کے ساتھ  
مل کر کھایا ہے۔

العبد محمد اعظم الدین عفی عنہ

جواب صحیح ہے اس کے صحیح ہونے میں (کسی کو)  
کوئی شبہ نہیں ہے سوائے ان لوگوں کے جو خود  
گمراہ، دوسروں کو گمراہ کرنے والے اور اپنی خواہش  
کے تابع ہیں۔ جو دین کے بدلے دنیا حاصل کرتے  
ہیں لوگوں (کو دکھانے) کے لیے بھیڑ کی کھال  
پہنے ہوئے ہیں (لیکن) نرمی کی وجہ سے ان کی  
زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں، ان کے دل بھیڑیوں  
کے دل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے  
ہیں کہ کیا یہ میرے بارے میں دھوکہ میں پڑے  
ہوئے ہیں یا مجھ پر جرات کرتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ  
ہمارے امام ہمام علامہ ابو حنیفہ کا قول ان کے  
قول کے موافق ہوتا ہے تو لے لیتے ہیں اور جب  
ان کی خواہش کے مخالف ہوتا ہے تو چھوڑ دیتے  
ہیں، درحقیقت یہ نہ مقلد ہیں نہ غیر مقلد بلکہ ان  
دونوں کے درمیان مذہذب ہیں نہ کاملاً، ان کی طر



هُوَ كَافٍ وَلَا إِلَىٰ هُوَ لَا عِوَمَنْ  
يُضِلُّ اللَّهُ فَمَا لَهُ تَجَدُّدٌ لَهُ  
سَبِيلًا -  
ہیں نہ ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیں تو تو  
اس کے (راہِ راست پر لانے کے) لیے  
ہرگز کوئی راستہ نہ پائے گا۔

العبد بدر الدین

ذکر کذلک محمد اکبر علی خان  
مولوی جعفر علی خان مدرس حدیث مدرسہ ریاست  
محمد جعفر علی ولد

### ہوالموفق للصواب

صاحب در مختار و فتح القدر تصریح فرماتے ہیں کہ جو کوّا مخلط کرے اکل حیف و حب میں وہ عقیق ہے  
بناد علیٰ ہذا التفسیر اس کو سے کو عقیق میں داخل کر کے علی الاصح حلال کہہ سکتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ  
عقیق کا مسداق بنایا جائے تب، بھی حلت مفہوم ہوتی ہے کیونکہ غراب کے اقسام میں سے  
کی قسم میں ضرور مندرج ہوگا، اور اندراج اس کا سوائے قسم نوع یخلط بینہما اور میں نہیں ہو سکتا کہ  
ہو الظاہر والعقیق ہو غرابٌ بحکم بین اکل حیف و حبٍ والا حتم جد انتہی  
در مختار۔ واعلم ان الغراب ثلاثة انواع نوع یأکل الجیف فحسب فانه لا یؤکل  
ونوع یأکل الحب فحسب فانه یؤکل ونوع یخلط بینہما وهو ایضاً یؤکل عند الامام  
وهو العقیق وعن ابی یوسف انه یکرہ اکلہ لانه غالباً یأکل الجیف والاول اصح انتہی من  
التکملة والفتح۔ حاشیہ کنز۔ ہکذا اصرح العنایتا حاشیۃ الہدایۃ۔  
اور علم رواج اکل اس کا بوجہ حرمت، کے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس کا گوشت میسرے  
درجہ کا گرم و خشک ہے جو مضر ہے پھیڑے کو اور ردی غذا اور دیرینہ مضم ہے کہا ہو  
مصرح فی کتب الطب البتہ اگر اس کو سے کا پنچے سے زخم اور شکار کرنا عقیق ہو جائے گا  
تو بلا شک طیور ذی منقلب میں داخل کر کے حرام کہا جائے گا ورنہ نہیں۔



واللہ سبحانہ اعلم۔

دستخط و مہر محمد معز اللہ خان مدرس ششم مدرسہ ریاست

محمد معز اللہ خان

تقل خط جناب فخر المحدثین زبدۃ المتکلمین مولانا مولوی محمود حسن صاحب ظلہ العالی  
مدرس اول مدرسہ اسلامیہ عالیہ دیوبند عمر با الہدٰی والبقا ہا داما

کرم بندہ السلام علیکم آپ کا استفتاء جو کوئے کی حلت و حرمت کی بابت تھا مجھ کو ملا اور  
لگاتار آپ کے تین کارڈ بتقاضائے جواب بھی یکے بعد دیگرے پہنچے۔

آپ کو غالباً معلوم ہو گا کہ بندہ فتوے نویسی کا شائق نہ اس کام کے لائق میں امید کرتا ہوں کہ  
آپ تلاش بھی فرمادیں گے تو غالباً آپ کو بندہ کا لکھا ہوا فتوے ملنا بہت ہی دشوار ہو گا البتہ دیگر  
علماء کی تحریرات پر جو میری رائے میں صحیح ہوتی ہیں تکثیر سواد کے لیے نام لکھ دینے کی نوبت آتی  
رہتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اہل علم و دیانت جو اس منصب کے ہر طرح سے  
لائق ہیں ان کے متعدد فتوے اس مسئلہ میں موجود بلکہ مشہور پھر مسئلہ کوئی مخفی نہیں، کوئی اس میں  
پہچیدگی نہیں ماس پر بھی معمولی مولویوں نے ان کی تردید میں اپنا کمال علم و دیانت ظاہر فرمانے میں کوئی درجہ  
باقی نہیں رکھا و عظمیٰ تقریر فتوے استہارات رسائل اخبار جملہ محل طے کر ڈالے اب ان جملہ امور کو  
لحاظ فرما کر بتلائیے کہ اس بارہ میں خامہ فرسائی کرنا فسنول و بے سود ہے یا نہیں جب یہ مسئلہ ایک  
سیدھا اور ظاہر مسئلہ ہے اور علمائے حقانی مکر اس کو بتلا چکے اور امر حق ظاہر کر چکے تو میرے  
یا کسی دوسرے کے لکھنے سے کون سی بہبودی کی توقع ہو سکتی ہے جب بعض صاحب اپنے



انکار پر ایسے پختہ میں کہ نہ کتب کو دیکھیں نہ اکابر کی سُنیں تو اب ان سے کسی امر کی توقع رکھنا بالکل خیال نام ہے آپ کو معلوم ہو گا کہ دو خود عرض ملا میں مرغی حرام ہو جاتی ہے۔ کمبخت کو سے کی تو حقیقت کیا ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ کسی جانب میں کسی عرض ذاتی کا تقاضا نہیں کہ خواہ خواہ اس پر زور دیکھتے نہ کسی منفعت دنیوی کی امید نہ کسی خوشامد داعمی نہ شہرت و نیک نامی کی طمع و امن گیر نہ بہانہ جو طبائع سے قبول کرنے کا خیال اور ہر حق پسند اور طالبِ صواب حضرات کے لیے اس سے زائد کوئی کیا لکھے گا جو اہل حق شکر اللہ سبحانہ مکرر سکریٹا ہر فرما چکے طرہ یہ کہ آج کل کے بہت سے اہل علم کی یہ شان کہ جس عبارت واضح سے واضح کا جیسا ارادہ فرماتے ہیں وہی مطلب اس کا سمجھ لیتے ہیں گویا معنی الفاظ ان کے ارادہ اور اعتبار کے تابع ہیں ان کا علم تابع الفاظ و معانی نہیں بلکہ یوں کہتے کہ عبارات کے فی نفسہ کوئی معنی معین ہی نہیں جیسے چاہے معین کر لیے تمام اہل عقل و نقل اس امر پر متفق تھے کہ علم تابع معلوم ہوتا ہے۔ مگر آج کل کے اقوال و تحریرات سے اس کا عکس ظاہر ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ معلوم بھی بسا اوقات علم کا تابع بن جاتا ہے علاوہ ازیں افتاء کے لیے جو فیود ضروری نہیں وہ تو پہلے ہی سے اٹھتی چلی آتی تھیں مگر اب تو یہاں ملک توسع ہو گیا کہ دربارہ تحقیق مسائل شرعیہ معمولی علم اور نام کی طالب علمی کی بھی ضرورت نہیں رہی، ابو حنیفہ کے قول کی تردید جس کسی طبیب منشی شاعر رئیس وکیل سے چاہے لکھوا لیجئے۔ پھر فرمائیے تو سہی اس طوفان بے تمیزی میں اپنی اچھی خاصی جان کو پھنسا کر کون اپنی تضحیع اوقات کرنے کو پسند کر سکتا ہے۔

فَاَلرَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
اِذَا رَاَیْتَ شَحَامُطًا وَهَوٰی  
مُتَّبِعًا وَدُنْیَا مُؤَثَّرَةً دَا عَجَابُ کُلِّ ذٰی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دیکھے  
کہ بخل کی اطاعت اور غواہش نفس کی اتباع اور  
دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور (جب تو دیکھے)



رَأَى بِرَأْيِهِ فَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِهِ  
ہر ذی رائے کا اپنی ہی رائے کو پسند کرنا تو پھر (ایسے  
نفسِ کد کا کہا قال۔ وقت میں) تجھ پر صرف اپنی نگہبانی کرنا لازم ہے۔

مجھ کو اُمید ہے کہ آپ مجھ کو معذور سمجھ کر میری عرض کو قبول فرما دیں گے آپ خود کتب مروجہ فقہیہ کو ملاحظہ فرمائیے اور جانیں گے اشتہارات و فتاویٰ بھی بہ نظر انصاف دیکھئے میں یقین کرتا ہوں آپ خود متعجب ہوں گے کہ اس مسئلہ بدیہی میں نزاع کی کیا بات ہے جو مدعیان فضل و کمال اس کی تردید میں پسینہ پسینہ ہو رہے ہیں۔ جس کا ماحصل یہی نکلتے گا کہ کبھی کوئل مل کر بھیڑنا بتایا جاتا ہے اور حیلہ جو طبائع اپنے خیالات مختلفہ کی وجہ سے ایک سیدھی بات کو طول میں ڈال کر اپنے علم و فہم کی بیوقوفی کر رہے ہیں اور اگر آپ بلا ضرورت اسی امر پر متقاضی اور مصر ہیں کہ آپ کے سوال کے جواب میں کچھ میں بھی ضرور ہی عرض کروں تو خیر اصل مطلب اور بقدر حاجت عرض کر دینے میں مجھ کو بھی غدر نہیں، باقی نزاع پسند حضرات جو خواہ مخواہ ادھر ادھر کی باتوں میں کھینچ تان کر کے اپنے اغراض کی وجہ سے اصل مقصود کو زلانا اور حق کو چھپانا چاہتے ہیں اس کی تفصیل سے معافی چاہتا ہوں ان امور کے جوابات تفصیلی کا کسی کو دیکھنا منظور ہو تو اس قسم کی تحریرات بھی متعدد آپ کو ملیں گی ان کو ملاحظہ فرمایا لیجئے۔

جناب من اصلی بات قابل گزارش تو ہے کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوسے کی اقسام متعدد ہیں اور ان کے احکام میں باہم اختلاف ہے مگر اختلاف حکم کا مبنی یعنی حلت و حرمت کے فرق کا باعث صرف اختلاف غذا ہے یعنی غراب کی بعض اقسام حلال اور بعض غیر حلال جو عند الفقہاء ہیں۔ اس فرق کا باعث نہ اختلاف الوان ہے نہ اختلاف اشکال نہ اختلاف اصوات صرف اختلاف غذا اس اختلاف کا باعث ہے کیونکہ غذا ہی پر اس مسئلہ میں حکم حلت و حرمت متفرع ہے کسی خاص لون یا شکل یا آواز کو حلت یا حرمت میں امتلاذ نہیں اور جو



جتنی لامنتہی ایسی بات میں کبھی چون و چرا کرنے کو موجود ہو اس سے خطاب ہی مفسول ہے یہی وجہ ہے کہ کُوسے کی اقسام کو زاید میں مگر فقہاء و رحمہم اللہ نے باعتبار غذا کل تین قسموں میں منحصر فرما کر ایک قسم کو حلال بالاتفاق دوسرے کو حرام میسرے کو مختلف فیہ بیان فرمایا ہے باعتبار اختلاف الوان و اشکال و اصوات عالم میں کُوسے کی کتنی ہی اقسام ہوں مگر: تیس اقسام مہاتین اقسام مذکورہ میں ضرور داخل ہو گا یہ نہیں کہ ہر سہ اقسام سے خارج ہو جائے اور ان اقسام کی تفصیل میں تمام فقہائے حنفیہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کُوسے کی غذا محض نجاست و مردار ہے تو وہ قسم بالاتفاق حرام ہے اور اگر محض عذہ اور دانہ کھاتا ہے مردار بالکل نہیں کھاتا تو بالاتفاق حلال ہے اور اگر دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے تو وہ قسم مختلف فیہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ حلال اور امام ابو یوسفؒ اس کو مکروہ فرماتے ہیں۔ اور معتبر اور اصح امام کا قول ہے ہر چند یہ مضمون ایسا ظاہر ہے کہ اس کے ثبوت میں نقل عبارات کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی مگر مزید اطمینان و قطع توہمات کے خیال سے ایک دو عبارت بھی نقل کیے دیتا ہوں۔

وَإِنْ كَانَ الْخُرَابُ يَخْلُطُ فَيَأْكُلُ الْجَيْفَ قَارَةً وَالْحَبَّ أُخْرَى فَقَدْ  
سَمِعْتُ عَنْ أَبِي يُوسُفَ ۚ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهَا وَهِيَ الصَّحِيحَةُ عَلَى قِيَاسِ الدَّجَاجَةِ  
كَذَا فِي الْمَبْسُوطِ ۱۲ - عَالِ الْكَدْبِ -

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جو نسا کو دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے اس کو امام ابو یوسفؒ مکروہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ حلال فرماتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول اس بارہ میں صحیح اور معتبر ہے اور جو کو دانوں چیزیں کھاتا ہے اس کا اور مرعی کا ایک حکم ہے۔ عالمگیر یہ میں فتاویٰ قاضی خان سے جو مسئلہ کُوسے کے بارہ میں نقل کیا ہے اس میں یہ قاعدہ کلیہ نقل فرماتے ہیں۔ فَكَانَ الْأَصْلُ عِنْدَهُ أَنَّ مَا يَخْلُطُ كَالدَّجَاجِ لَا بَأْسَ يَعْنِي جَوْجَانُو مِثْلَ مَرْعِيٍّ أَوْ كُوسٍ كَ دَانِهِ وَ



نجاست، دونوں چیزیں کھاتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وہ سب، حلال ہیں البتہ  
امام ابو یوسفؒ ان سب کو مکروہ فرماتے ہیں۔

ان عبارات سے بے تکلف یہ بات معلوم ہو گئی کہ کسی صورت کا کوّا ہو مگر جو دونوں چیزیں  
کھاتا ہے وہ کیا بلکہ ایسے تمام جانور پرندہ امام صاحب کے یہاں حلال اور ابو یوسفؒ کے نزدیک  
مکروہ ہیں اور اجماع قول امام ہے۔ لیکن حضرت اس مسئلہ کی اصل حقیقت تو کل اتنی ہے جو عرض کر  
چکا اب اس سیدھی اور بے تکلف بات کو اپنی پیچیدگی طبع کی وجہ سے جتنا چاہو طول دے  
لو اور تمام شروع و ختم وغیرہ میں یہ امر موجود ہے انشاء اللہ اس کے خلاف کہیں کوئی عبارت کتب  
متداولہ معتبرہ میں نہ نکلے گی باقی غلط بینی اور غلط فہمی کا علاج کسی کی اختیاری بات نہیں ہے بغرض  
بعض منافع اتنا اور عرض کیے دیتا ہوں کہ کوّے کی دو قسمیں مشہور یعنی اسود اور البقع جو عام کتب میں  
موجود اور مذکور ہیں۔ ان میں سے دراصل کوئی قسم بھی حلت و حرمت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ  
حسب معروضہ سابق بلحاظ غذا وہی تین قسمیں حلال اور حرام بالاتفاق یا مختلف فیہ جیسے غراب اسود  
میں جاری ہیں ویسے ہی بعینہ غراب البقع میں مسلم ہیں۔

قَالَ فِي الْعِنَايَةِ وَأَمَّا الْغُرَابُ الْبَقَعُ وَالْأَسْوَدُ فَهُوَ أَنْوَاعٌ ثَلَاثَةٌ نَوْعٌ  
يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجُحْفَ وَكَيْسَ بِمَكْرُوهِهِ - وَنَوْعٌ لَا يَأْكُلُ  
إِلَّا الْجُحْفَ وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصَنِّفُ الْبَقَعُ وَإِنَّهُ مَكْرُوهُهُ - وَنَوْعٌ  
يَخْلُطُ فَيَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجُحْفَ أُخْرَى وَكَرَيْدُ كُرَاهٍ فِي الْكِتَابِ  
وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهِهِ عِنْدَ مَكْرُوهِهِ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ -

شامی وغیرہ میں مذکور ہے۔

وَحَلَّ غُرَابُ الذَّرْعِ هُوَ غُرَابُ أَسْوَدُ  
غراب الذرع حلال ہے یہ ایک کالا چھوٹے جسم والا



صَخِيرٌ يُقَالُ لَهُ الزَّاعُ وَقَدْ يَكُونُ  
مُحَمَّدًا الْمُنْقَارَ وَالرَّجُلَيْنِ  
قَالَ الْقَهْطَانِيُّ وَارْيِدَ بِهَا عَرَابُ  
لَمْ يَأْكُلْ إِلَّا الْحَبَّ سَوَاءً كَانَ أَبْقَعَ أَوْ  
أَسْوَدًا أَوْ زَاغًا وَتَمَامَهُ فِي النَّحْيِ انْتَهَى

کوٹا ہے جسے زاع بھی کہا جاتا ہے اور کبھی یہ سرخ  
چوڑا اور سرخ پاؤں والا بھی ہوتا ہے۔ قہستانی  
نے فرمایا اس سے وہ کوٹا مراد ہے جو صرف دانہ  
کھاتا ہے خواہ وہ چمکرا ہو کالا ہو یا زاع ہو یہ ساری  
تفصیل ذخیرہ میں ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر سہ اقسام مذکورہ اسود و البقع سب میں پائی جاتی  
ہیں اور مدار حلت و حرمت ہر ایک نوع میں غذا پر بے الوان و اشکال کو اس حلت و حرمت میں  
کوئی دخل نہیں بلکہ ہر لون اور ہر ایک شکل کے کوٹے میں بوجہ اختلاف غذا حلال حرام مختلف فیہ  
تینوں قسمیں جاری ہیں۔ جب یہ دونوں باتیں ذہن نشین ہو چکیں کہ مدار حلت و حرمت اس  
مسئلہ میں صرف غذا پر ہے کسی خاص شکل یا لون یا صوت کو حلت و حرمت میں کوئی دخل نہیں  
اور مدار خوار اور دانہ کھانے والے اور دونوں میں اختلاف کرنے والے اسود و البقع ہر ایک نوع  
میں پائے جاتے ہیں۔ کسی نوع کے ساتھ مخصوص نہیں تو اب یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ کوٹا جو  
ہمارے دیار میں موجود ہے چونکہ دونوں چیزیں کھاتا ہے اس لیے بلا تردد امام ابو حنیفہ رحمہ کے  
مذہب میں بلا کر اہست، حلال ہے اور بروئے انصاف اب ہم کو اس امر کی بھی حاجت نہ رہی کہ  
بوجہ اختلاف الوان و اشکال و اصوات جو کوٹوں کے چند نام اور اقسام عرف میں مشہور ہیں ان اقسام  
میں سے کسی خاص قسم میں اس کا داخل ہونا بتلائیں اور اس کا کوئی نام خاص معین کریں بلکہ ہم عام اجاز  
دیتے ہیں کہ جس کا جی چاہے اس کوٹے موجودہ کو البقع میں داخل کر لیوے جس کا جی چاہے اسود  
کہہ لے، علیٰ ہذا القیاس جو چاہے معتق کہے اور جس کا دل چاہے معتق ہونے کا انکار کر دے  
بلکہ جس کا دل چاہے آنکھیں بند کر کے یہ کہنے کو تیار ہو جائے کہ معتق سرے سے کوٹے کی



قسم اور نوع ہی نہیں کوئی دوسرا طائر ہے چنانچہ یہ تمام اقوال مدعیان فضل و کمال کے فتاویٰ اور  
اشتمالات میں پائے جاتے ہیں مگر بحمد اللہ ان فضولیات سے ہماری معروضات میں کوئی  
سقم پیدا نہیں ہوتا کمال اللہ یغنی علی البلیب بجز اس بات کے کہ اس قسم کے زواید امور کو پیش کرنے  
سے قایل کے انصاف و قہم کا موازنہ ہو جائے ہم کو کچھ مضرت نہیں اگر ہم ان مفقوتوں کی خاطر سے یہ بات  
تسلیم کر لیں کہ معتق نوع غراب ہی سے خارج ہے اور صاف ہدایہ کے ارشاد لایسہی غراب کے  
وہی معنی تسلیم کر لیں جو مفتیانِ خوش فہم نے لیے یا یہ مان لیں کہ موجودہ کو معتق میں داخل نہیں یا یہ موجودہ  
کو الیقع ہے تو بجز اس کے کہ علمائے کثیرین معتبرین کی ایک طرف سے تغلیط کرنی پڑے گی اور کوئی  
نفع نہ ہو گا ہماری معروضات کو فرمائیے کیا گزند پہنچے ہمارا مدعی تو حسب ارشادات فقہاء یہ ہے  
کہ جو کو اخلط کرتا ہے خواہ اس کو معتق کیسے یا الیقع یا کچھ اور وہ عند الامام حلال ہے اور خلط کرنے  
والا کو اہر سہ اقسام مذکورہ میں پایا جاتا ہے ولس ہم کو نہ کسی شکل خاص کے تعین کی ضرورت نہ لون  
صوت خاص کی نہ کوئی لون وغیرہ مدار حلت و حرمت پھر ہم کو ان فضولیات میں پڑنے کی کیا حاجت  
ہے آپ تھوڑا سا تامل و غور فرمائیں گے تو انشاء اللہ ان نزاعاتِ دوراز کار کو بعینہ ایسا سمجھیں  
گے جیسا چند نابینا ہاتھی پر ہاتھ پھیر کر بوجہ اختلاف بیانات لڑنے مرنے کو موجود ہو گئے تھے  
اور ایک آنکھوں والے نے اگر سب کو مطلب سمجھا کر موافق بنادیا تھا۔ یہ تو ان حضرات کا مبلغ  
پر داز ہے جو روایاتِ فقیہہ معتبرہ میں خواہ مخواہ کے نزاعات پیدا کر کے اپنی مفت کی  
سرخروٹی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بعض صاحبِ بوقت ضرورت و تنگی فقہ کو یک لخت بالائے  
طاق رکھ کر احادیث کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور لفظ فواسق جو دربارہ غراب وغیرہ احادیث  
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہے اس سے تا ئید اپنی رائے کی بیان کرتے ہیں مگر قطع نظر  
اس سے کہ یہ طرز مقلدین ائمہ کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اور اس طرز کو ہمارے یہی



منقیانِ باکمال کلم کھلا بہت سے مواقع میں ناپسند فرماتے ہیں بلکہ اس طریقہ پر چلنے والوں کو  
 غیر متقلد فرماتے ہیں بڑا سقم اس میں یہ ہے کہ لفظ فاسق کے معنی اصلی اور حقیقی تو حرام کے  
 انشاء اللہ تھوڑے علم و فہم والا بھی نہیں کہہ سکتا اب اگر فسق سے حرمت نکالی جائے گی تو لامحالہ  
 عقلاً اور التزاماً نکالی جائے گی جس کا مطلب صاف یہ ہوگا کہ ان صاحبوں کی عقل میں فسق حرمت  
 کو مستلزم ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ استلزام صحیح نہیں اور یہ مدعیانِ استلزام  
 جب اس استلزام کو کسی دلیل قابل قبول سے ثابت فرمادیں گے اس وقت انشاء اللہ اہل فہم کو  
 اس کی حقیقت خود معلوم ہو جاوے گی، روایات مذکورہ میں فسق کے معنی میں جو اقوال متعددہ موجود  
 ہیں بروئے انصاف تو انشاء اللہ وہی اختلاف کافی ہوگا بشرطیکہ قواعد علمیہ کے موافق چلیں اور  
 یوں دہنیکادہ ہنسی کا تو کوئی علاج نہیں مگر آپ جانتے ہیں کہ دہنیکادہ ہنسی کس کو نہیں آتی اور بعض  
 صاحب جو ترقی فرماتے ہیں اور جان لینے ہیں کہ نہ فقہ سے کام چلا نہ حدیث سے مطلب  
 نکلا تو حدیث و فقہ دونوں کو چوم چاٹ کر چھوڑ دیتے ہیں اور محض عقل پر اعتماد کر کے فرماتے  
 ہیں کہ کوڑا بڑا موزی ہے کہیں روٹی وغیرہ اٹھا بھاگتا ہے کہیں زخمی جانوروں کو ستاتا ہے الی  
 غیر ذلک مگر اول تو یہ نواہی بجا و قاعدہ کہ اس قسم کی ایذا بھی علتِ حرمت ہے نہ حدیث میں موجود  
 نہ فقہ میں مذکور دوسرے انصاف سے دیکھیں گے تو مرغی میں بھی ضرور یہ اوصاف ملیں گے اور  
 اہل عقل و انصاف کو تو اتنی ہی بات کافی ہے کہ یہ باتیں یعنی فسق و ایذا بالکل ایجا و بندہ ہے ابو  
 حنیفہؒ اور خود امام ابو یوسفؒ میں جو گفتگو ہوئی کسی کو بھی اس قسم کی عقلِ غریبہ عجیبہ نہ سوچیں فقط اکل و  
 خلطِ نجاست ہی کی بنا پر ہر دو حضرات نے اپنی اپنی رائے قائم فرمائی اور تمام شراح و مصنفین  
 بھی اسی کو نقل فرماتے چلے آئے ان سب امور سے فراغت پا کر اور فقہ حدیث اپنے نام  
 کی عقل کے مراحل طے کر کے بعض نے یہاں تک بیباکی پر مکر باندھی کہ سب باتوں سے طبع الفدا



ہو کر میرزا رفیع السودا وغیرہ کے اشعار جو علمائے اہلسنت کی ہجو میں اسی بارہ میں لکھے گئے ہیں، انہیں کو پڑھ کر اور دیکھ کر ہنس ہنسا لیتے ہیں خدا خیر کرے ابھی تو روافض اور متبدعین کے اشعار سے ابو حنیفہؒ کے مذہب کے ابطال اور اس پر تمسخر کی نسبت اتنی خدا نخواستہ اگر جہالت و تعصب میں کچھ اور ترقی ہو گئی تو کلام الہی اور حدیث نبوی کی بھی خیر نظر نہیں آتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ اب میں کہاں تک آپ کی سمع خراشی اور اپنی خامہ فرسائی کیسے جاؤں بشرط فہم والوصاف تو ایسی لغویات کی تردید کرنی بھی عالی از لغویۃ نہیں یا للعجب ولضیقۃ الادب۔ شعر

امد کے از غم خود گفتم و خاموش شدم کہ دل آرزوہ شوی ورنہ سخن بسیار است  
والسلام علیکم وعلیٰ من لیکم فقط

اللہ عاقبت محمود گردان

بندہ محمود

فتوے جناب مولانا مولوی میرا محمد حسن صاحب محدث امروہی مدرس اول

مدرسہ اسلامیہ امروہہ ضلع مراد آباد

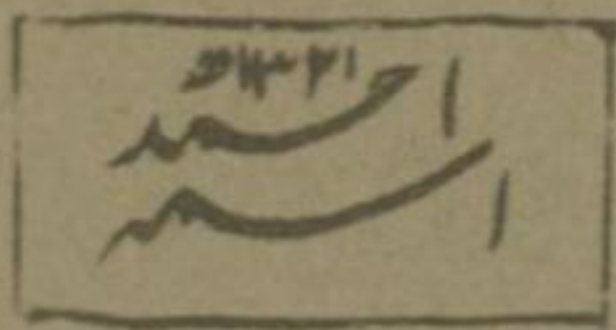
### الجواب

گو تصریح نہیں اور نہ جزاً ثابت مگر فقہار علیہم الرحمۃ نے جن صفات و جن علامات کے ساتھ بتلایا ہے مثلاً یہ کہ دانہ و مردار دونوں کھاوے یا اس کی گردن و سینہ پر سفیدی ہو ظاہر مراد اس سے یہ ہی کو موجودہ فی دیار نامعلوم ہوتا ہے اور جو کہ ان صفات اور ان علامات کے ساتھ ہو۔ بحکم ظاہر روایات فقہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک کھانا اس کا مباح ہے امام ابو یوسفؒ کا خلاف اکثر نے لکھا ہے اور بعض نے امام محمد صاحب کانیز جہما اللہ تعالیٰ یہ دونوں حضرات یعنی صاحبین ان اوصاف اور ان علامات کے کوئے کو مکروہ فرماتے ہیں اور فی الکراہت بحکم جلالہ مگر حرام



نہیں فرماتے بالجملہ اختلاف بین الاباحۃ والکراہتہ ہے نہ فی المحل والحرمتہ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واعلم۔

حررہ خادمہ الطالبہ حقیر الزمن احمد حسن غفرلہ



فتوے جناب مولانا راسل المتکلمین قانع اساس المبتدیین مولوی خلیل احمد صاحب

مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور

### الجواب

یہ دہی کو ابھو ہندوستان کی بستیوں میں پایا جاتا ہے مذہب حنفیہ کے موافق حلال ہے کیونکہ ایک تو وہ جانور ہیں جو مخصوص بالتحريم ہیں اور ان کی حرمت کی علت بیان نہیں ہوئی اور ایک وہ ہیں جن کی حرمت معلل بعلت ہے اور قاعدہ کلیہ کے تحت میں ان کی حرمت داخل ہے۔ جن جانوروں کی حرمت کو شارح نے معلل بعلت فرمایا ہے یا علت خبث قرار دی ہے۔ لقولہ تعالیٰ و یحرم علیہم الخبائث یا ذی ناب اور ذی غلب ہونا فرمایا ہے:

کما فی الحدیث نہی عن کُلِّ ذی نابٍ  
حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھلی  
مِنَ السَّبْعِ وَذِی مَخْلَبٍ  
والے درندوں اور پنچوں سے ہوا میں شکار کرنے  
مِنَ الطَّیْرِ۔  
والے پرندوں کے (کھانے) سے منع فرمایا ہے۔

۱۳ بعض کاغذوں میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے یہ مہر غلط یعنی "احقر احمد حسن" شائع ہو گئی بعد میں جب مولانا ممدوح کے خط سے صحیح مہر کے الفاظ معلوم ہوئے تو مہر کو صحیح کر دیا گیا اس پر بھی اگر کسی کو شبہ ہو تو بذریعہ تحریر مولانا ممدوح سے تصدیق کر کے پورا اطمینان کرے ۱۲



اور تصریح فقہار سے واضح ہے کہ نجث سے مراد وہ نجث ہے جو حلقی اور ذاتی ہو نہ عارضی  
 کیونکہ نجث عارضی موجب حرمت نہیں ہوتا بلکہ نجث عارضی کی وجہ سے کراہت اس وقت تک  
 رہتی ہے جب تک وہ عارض باقی رہے اور جب عارض زائل ہو جاتا ہے تو کراہت بھی جاتی  
 رہتی ہے۔ دیکھو اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، مرغی، جلالہ نجاست خوار کی کراہت اسی وقت  
 تک رہتی ہے جب تک نجاست کا اثر باقی ہو اور جب اثر نجاست زائل ہو جاتا ہے کراہت  
 بھی زائل ہو جاتی ہے۔

کفایہ میں ہے:۔

وَهُوَ قَدْ يَكُونُ خَلْقًا كَمَا فِي الْحَشَرَاتِ      کہ نجث کبھی خلقی ہوتا ہے جیسا کہ حشرات الارض اور  
 وَالْهُوَامِ وَقَدْ يَكُونُ بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَالَةِ      ہوام میں اور کبھی عارضی جیسا کہ جلالہ میں۔ (شامی)  
 شامی اور نجث حلقی چونکہ زوال پذیر نہیں لہذا اس کی حرمت بھی زوال پذیر نہیں۔ اگر گرس کو ابتدا  
 سے دانہ اور حلال مذبوح کا گوشت کھلا کر پرورش کیا جائے تاہم حرام ہی رہے گا تو اس علت  
 کی وجہ سے تمام جانوران مردار خوار اور تمام حشرات الارض اور تمام ہوام ذوات السم اور تمام غیر ذی  
 دم اور تمام جانوران بحری سوائے سمک حرام ہوئے۔ اور دوسری علت کی وجہ سے تمام سباع طیور  
 حرام ہوئے بلکہ اگر تدبیر کی نظر سے دیکھا جاوے تو یہ کوئی دوسری علت نہیں ہے بلکہ اصل علت  
 نجث ہے۔

یہ کہ کو اجو بلاؤ ہند میں پایا جاتا ہے چونکہ نہ منصوص بالتحريم ہے نہ صرف مردار خوار ہے نہ  
 حشرات میں ہے نہ ذوات السم میں سے ہے نہ غیر ذی دم ہے نہ حیوانات بحر سے ہے نہ  
 سباع میں ہے بلکہ دانہ اور مردار دونوں کھاتا ہے لہذا حلال ہوا جیسے دجاہد کہ دانہ و نجاست  
 کھاتی ہے اور حلال ہے اسی وجہ سے جناب شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لحم دجاہد تناول



فرما کر امت کو بتلادیا کہ یہ خبث جو جیفہ خواری اور دانه خواری سے پایا جاتا ہے مستوجب حرمت کو  
ہیں ہے بناؤ علیہ ہمارے فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے تمام ان جائیدادوں کو جو نہ منصوصاً تحریم ہیں  
اور نہ علیٰ مذکور میں سے کسی علت کے نیچے داخل ہیں بلکہ ایسے غراب کو جو مردار بھی کھاتا ہے  
اور دانه بھی کھاتا ہے بالتصریح حلال فرمایا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

وَلَا يُوَكَّلُ الْاِبْقَعُ الَّذِي يَأْكُلُ الْجِيْفَ وَ  
كَذَلِكَ الْغَدَا فَاَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ لَا بَاسَ  
يَا كُلُّ الْحَقِّقِ لَا تَخْلُطُ فَاشْبَهَ  
الَّذِي جَاءَتْ عَنْ أَبِي يُوسُفَ اَنَّهُ  
يَكْدَهُ لِأَنَّ غَالِبَ أَكْلِهِ  
الْجِيْفُ۔  
کہ ابقع کو اجو کہ مردار کھاتا نہ کھایا جائے اور ایسے  
ہی غداف (بھی نہ کھایا جائے) امام ابو حنیفہؒ نے  
فرمایا کہ عقیق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ  
مردار اور دانه دونوں کھاتا لہذا منعی کے مشابہ ہوا  
اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے  
کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔

ماتنؒ نے ابقع اور غداف کی حرمت کی طرف ۱ الذی یا کل ۲ الجیف بڑھا کر اشارہ فرمایا کہ  
اس میں حرمت کی وجہ وہ خبث ہے جو جیفہ خواری سے پیدا ہوا ہے اس پر یہ شبہ ہوتا تھا کہ  
جس میں جیفہ خواری پائی جائے وہ حرام ہو تو عقیق میں بھی جیفہ خواری مستحق ہے وہ بھی حرام  
ہو اس لیے لا باس با کل ۲ الحقیق اس کے بعد لکھ کر فارق کی طرف اشارہ کیا کہ ابقع اور  
غداف کی جیفہ خواری جو مستوجب حرمت ہے وہ اور ہے اور عقیق کی جیفہ خواری جو مستلزم  
حرمت نہیں دوسری ہے شارح رحمۃ اللہ نے اپنی دلیل کے بیان میں اس فارق کی تصریح فرمائی  
اور کلا نہ یخلط لکھ کر ظاہر فرمایا کہ عقیق کی جیفہ خواری چونکہ وہ خلط کرتا ہے خبث کو حرمت  
کی حد تک نہیں پہنچاتی اور ابقع و غداف کی جیفہ خواری معصہ اور طبعی جیفہ خواری ہے لہذا وہ مستوجب



حرمت ہوگی اور اس کے ثبوت میں دجاہ کو پیش کیا جس کی حلیت نصی مٹتی گویا ثابت کر دیا کہ جو  
جانور جو بوجیفہ کھانے میں خلط کرے وہ شرعاً حلال ہے۔ چنانچہ شرح ہدایہ اور دیگر فقہاء  
نے اس کی تصریح فرمائی۔

علی بنی حاشیہ ہدایہ میں ہے۔

قَالَ الْقُدُّورِيُّ فِي تَرْجِمِهِ لِمَخْتَصَرِ  
 الْكَرْخِيِّ قَالَ أَبُو يُوسُفَ سَأَلْتُ  
 أَبَا حَنِيفَةَ عَنِ الْعَقَقِ فَقَالَ لَا  
 بَأْسَ بِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَأْكُلُ  
 الْحَيْفَ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْلُطُ بَشْتِي  
 آخِرَ فَحَصَلَنِي قَوْلُ  
 أَبِي حَنِيفَةَ ۛ أَنَّ مَا  
 يَخْلُطُ لَا يَكْرَهُ  
 أَكُلَهُ

قدوری نے مختصر الکرنجی کی شرح میں بیان فرمایا ہے  
 کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے امام ابو  
 حنیفہؒ سے عقق کے کھانے کے بارے میں سوال  
 کیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے کہا کہ وہ  
 گندگی کھاتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے  
 ساتھ دوسری پاک اشیا بھی کھاتا ہے لہذا کوئی  
 حرج نہیں۔ پس امام ابو حنیفہؒ کے قول سے ثابت  
 ہوا کہ جو کوئی دونوں چیزیں کھائے اس کا کھانا مکروہ  
 نہیں ہے۔

ہدایہ اور علی کی عبارت سے واضح ہے کہ جو حقیقہ نوار جانور خلط کرتا ہو۔

اور حیضہ اور دانہ دونوں کھاتا ہو حلال ہے جیسے دجاہہ اور عقیق اور یہ دیسی کوّا بھی حلال  
 کرتا ہے تو یہ بھی حلال ہوا ہاں صرف امام ابو یوسفؒ نے عقیق کے بارے میں خلاف کیا اور مکروہ  
 فرمایا اور دلیل یہ فرمائی ہے۔ کلاب غالب اکل الجیف اسی وجہ سے دجاہہ کو جس کا  
 غالب اکل نجاست نہ ہو مکروہ نہیں فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک  
 حرمت میں وہ حیضہ خواہی بھی موثر ہے جو غالب ہو اگرچہ اس بارے میں راجح اور معتبر قول امام اعظمؒ



ہے کیونکہ اسی کو فقہاء نے اصح اور صحیح فرمایا ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ غیر مفتیٰ بہ اور  
مرجوح ہے تاہم یہ کوادیسی جیسے بقول امام اعظمؒ حلال ہو اسی طرح امام ابو یوسفؒ کے قول پر  
بھی حلال ہو کیونکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ جیفہ خواری موثر فی المحرمات ہے جو غالب ہو چنانچہ  
ان کی تعلیل سے جو عققت کی کراہت میں فرمائی ہے عیاں ہے اور مشاہدہ شاہد ہے کہ اس دیسی کوٹے  
کی غالب غذا جیفہ نہیں ہے۔ بلکہ غالب غذا جوب ہیں۔ کھیتی کے زمانہ میں جماعت جماعت  
کھیتوں میں رہتے ہیں اور اناج کھاتے ہیں اور جب کھیتی کا زمانہ نہیں ہوتا تو بستیوں میں چلے آتے  
ہیں اور گھروں میں سے تلو اور روٹی کھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ گوبر میں سے بھی دانہ ہی چن کر کھاتے ہیں  
اور جیفہ بہت ہی کم کھاتے ہیں بلکہ مرغی یہ نسبت کوٹے کے زیادہ نجاست کھاتی ہے لہذا یہ دیسی  
کو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی مکروہ نہ ہوا اور مختلف فیہ صرف عققت ہی رہا اور اگر اس دیسی کوٹے  
کو عققت تسلیم کیا جاوے جیسا کہ اکثر فقہاء نے تصریح فرمائی اور اطلاق لغوی دال ہے اگرچہ عرف میں  
عققت جدا نام ہو گیا ہے۔

بحر الرائق میں ہے :

آفَا الْغَرَابُ لَا يَبْقَعُ فَلَانَهُ يَأْكُلُ الْجِيفَ  
فَصَارَ كِسْبَاعُ الطَّيْرِ وَالْغَرَابُ ثَلَاثَةٌ  
أَنْوَاءُ نَوْعُ يَأْكُلُ الْجِيفَ فَحَسَبَ قَانَهُ  
لَا يُرَكَّلُ وَنَوْعُ يَأْكُلُ الْحَبَّ فَحَسَبَ  
قَانَهُ يُرَكَّلُ وَنَوْعٌ يَخْلُطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ  
هُوَ أَيْضًا يُرَكَّلُ عِنْدَ الْأَمَامِ وَهُوَ  
الْحَقُّ لَانَهُ كَالِدَجَةِ جِرْ وَعَنْ

کہ غراب البقع چونکہ مردار کھاتا ہے لہذا وہ درندہ پرندوں  
کے حکم میں ہے اور کوٹے کی تین قسمیں ہیں۔ اول جو فقط  
مردار کھاتا ہے یہ نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو فقط دانہ  
کھاتا ہے یہ کھایا جاتا ہے۔ سوم جو مردار اور دانہ  
دونوں کھا لیتا ہے یہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک  
کھایا جاتا ہے اور اسی کو عققت کہتے ہیں کیونکہ یہ مرغی  
کے مانند ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے



ابن یوسف اَنَّهُ يَكْرَهُ لَاقَ غَائِبٍ      کہ اس کا کھانا مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار

اکلہ الْجِيفُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ      ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کا قول زیادہ صحیح ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جو کوّا اخلط کرتا ہے وہ معتق ہے تو یہ دیسی کوّا بھی خالط

ہے تو یہ بھی معتق ہوا۔

در مختار میں ہے۔

وَالْحَقُّ هُوَ غَرَابٌ يَجْمَعُ بَيْنَ أَكْلِ جِيفٍ وَحَبٍّ وَالْأَحْمَ حَلْدٌ۔

شامی میں ہے۔

قَالَ فِي الْعُنَايَةِ أَمَّا الْغَرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْأَسْوَدُ فَهُوَ أَنْوَاعُ ثَلَاثَةِ نَوْعٍ

يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجِيفَ وَلَيْسَ بِمَكْرُوهٍ وَنَوْعٌ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجِيفَ وَهُوَ

الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصْنَفُ الْأَبْقَعُ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ وَنَوْعٌ يَخْلُطُ بِأَكْلِ الْحَبِّ مَرَّةً وَالْجِيفَ أُخْرَى

وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ هُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ عِنْدَهُ مَكْرُوهٌ عِنْدَ ابْنِ يَوْسَفَ وَالْآخِرُ هُوَ الْحَقُّ كَمَا فِي الْمَنْعِ

ان عبارات سے جیسا یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ دیسی کوّا معتق ہے۔ اسی طرح یہ بھی تبصریح

ثابت ہوتا ہے کہ معتق غراب کی ایک نوع ہے جو ان اقسام ثلاثہ میں داخل ہے اور یہ بھی

ثابت ہوتا ہے کہ غراب ان اقسام ثلاثہ میں منحصر ہے۔ اس کی کوئی نوع اقسام ثلاثہ مذکورہ سے

خارج نہیں ہے اور انواع ثلاثہ میں سے جس نوع کی حرمت ہے وہ صرف بوجہ جیفہ خواری ہے

لا غیر تو اس صورت میں گویا ہر عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دیسی کوّا جو معتق ہے فیما بین

الشیخین مختلف فیہ ہے مگر یہاں بھی اگر امام ابو یوسف کی تعلیل کو دیکھا جاتا ہے تو اس سے

صاف ثابت ہوتا ہے کہ معتق کی نوع میں وہ صنف مختلف فیہ ہے جس کا غالب اکل

مردار ہو اور جس صنف کا غالب اکل مردار نہ ہو گا وہ بالاتفاق حلال ہوگی اور یہ دیسی کوّا



اصناف معتق میں سے غالب مردار نہیں کھاتا بلکہ غالب اناج کھاتا ہے لہذا اس کی حلت مختلف  
 فیہ نہ ہوگی بلکہ متفق علیہ ہوگی۔ بالجملة حلت و حرمت کا کسی سمیاد کسی علیہ اور کسی رنگ پر نہیں ہے اس کا  
 مدار صرف کھانے پر ہے خواہ اس کا نام معتق ہو یا نہ ہو اس کا علیہ اور رنگ کسی طرح کا ہو اگر اس کی  
 غذا صرف مردار ہے تو بالاتفاق حرام ہے اور اگر اس کی غذا صرف دانہ ہے تو بالاتفاق حلال ہے  
 اور اگر مردار اور دانہ دونوں غذا ہیں اور مردار غالب ہے تو مختلف فیہ ہے۔ بقول راجح حلال  
 ہے اور بقول امام ثانی مباح مکروہ ہے اور غالب غذا دانہ ہے تو وہ بھی بالاتفاق حلال ہے  
 اور چلپی نے حاشیہ شرح وقایہ میں تبیین سے غراب کی رباعی تقسیم نقل کی۔

اعلم ان الخراب اربعة انواع نوع یاكل المحبوب فقط يقال له غراب  
 الذرع كما سياتي فهو حلال اتفاقا لانه ليس من سباع الطيور ولا ياكل  
 الجيف ونوع یاكل الجيف فهو حرام اتفاقا ونوع معدود من سباع  
 الطير فهو حرام اتفاقا ايضا ونوع يجمع بين الحب الجيفة وهو حلال عند الاعظم  
 وهو العفوق يقال له بالفارسية عكة لانه كالذجاجة وعن الثاني انه يكره لان  
 غالب اكله الجيف والاول اصل كذا في التبيين وفيه نوع مخالفة للعناية۔

قطع نظر اس سے کہ یہ تقسیم صحیح ہے یا غیر صحیح اور موافق جمہور ہے یا مخالف۔ چنانچہ خود چلپی  
 نے مخالفت عنایہ کو ظاہر کر کے اس کے عدم اعتبار کو ظاہر کر دیا اور متبوع پر مخفی نہیں کر یہ رباعی  
 تقسیم صرف عنایہ کے ہی مخالف نہیں بلکہ تمام کتب معتبرہ شروح ہدایہ و شروح کنز اور فتاویٰ کے  
 مخالف ہے تاہم اس دیسی کو سے کی حلت کو مثبت ہے کیونکہ نوع بلع جو خالطین اکل  
 الحب والجيف ہے اس کو معتق لکھ کر بقول امام اعظم اصح حلال لکھا اور تقابل اقسام سے واضح کر دیا  
 کہ حلت حرمت یا اکل جیف ہے یا سبیحة اور اس میں دونوں منقود ہیں مردار خواری کا نہ ہونا



تو ظاہر ہے کہ یہ خالط ہے اور صرف مردار خوار نہیں ہے اور سبعتہ کا نہ ہونا بھی مشاہدہ سے واضح ہے کیونکہ طيور کی سبعتہ ذی غلب اور ذی حطفہ ہونے پر ہے اور اس کی فقہاء نے یہ تشریح فرمائی ہے۔

در مختار میں ہے:

وَالسَّبُعُ كُلُّ مُخْطَفٍ مُنْتَهَبٍ جَارِحٌ قَاتِلٌ عَادَةً۔  
 درندہ ہر وہ جانور ہے جو عادتاً اچکنے لوٹنے زخمی کرنے اور قتل کرنے والا ہو۔

اور شامی میں ہے:

هُوَ حَيَوَانٌ مُنْتَهَبٌ مِنَ الْأَرْضِ مُخْطَفٌ مِّنَ الْهَوَاءِ جَارِحٌ قَاتِلٌ عَادَةً فَهَسْتَانِي  
 درندہ وہ حیوان ہے جو عادتاً زمین سے لوٹنے اور ہوا سے اچکنے زخمی اور قتل کرنے والا ہوتا ہے۔

تمام دنیا جانتی ہے کہ یہ دیسی کوا ہوا اور خلا میں پنچہ سے شکار نہیں کرتا اور نہ اس کے پنچہ میں اتنی قوت ہے۔ چڑیا کا پنچہ بھی اگر لے جاتا ہے تو چوچرخ میں پکڑ کر لے جاتا ہے ہاں بعض اوقات پنچہ سے پکڑ کر کھاتا ہے جیسا طوطا بھی پنچہ میں پکڑ کر کھاتا ہے اور سبعتہ کو مثبت مستلزم نہیں اور نیز ہدایہ میں ہے:

فَيَتَنَاوَلُ سِبَاعَ الطُّيُورِ وَالْبَهَائِمِ لَا كُلَّ مَالَةٍ مُخْلَبٍ أَوْ نَابٍ۔  
 یہ شامل ہوگا درندہ پرندوں اور چوپایوں کو نہ ہر اس پرندہ کو جو پنچوں اور کھلی والا ہو۔

اس پر حاشیہ کفایہ میں لکھا ہے:

قَوْلُهُ لَا كُلَّ مَالَةٍ مُخْلَبٍ أَوْ نَابٍ فَالْمَخْلَبَةُ لَهَا مُخْلَبٌ وَالْبَعِيرُ لَهُ نَابٌ وَالْبَقَرُ كَذَلِكَ وَقَالُوا الْمُرَادُ بِالنَّابِ وَالْمُخْلَبِ  
 صاحب ہدایہ کا قول کہ لا كل مال مخلب أو ناب پس کبوتر کے پنچے ہیں اور اونٹ و گائے کی کھلیاں ہیں فقہاء نے فرمایا ہے کہ کھل اور پنچوں سے مراد وہ کھلی اور



مَا هُوَ سَلَاحٌ مِنْهُمَا بَإَنْ يَصِيدَ بِهِمَا فَذُو النَّارِ  
 مِنَ السَّبَاعِ الْأَسَدُ وَالذِّئْبُ وَالنَّمْرُ  
 وَالْفَهْدُ وَالْتَّعْلُبُ وَالضَّبُعُ وَالْكَلْبُ  
 وَالسِّنُّورُ الْبَرِّيُّ وَالْأَهْلِيُّ  
 وَذُو الْمَخْلَبِ مِنَ الطَّيْرِ الْقَصْرُ وَ  
 الْبَكَزِيُّ وَالْعَقَابُ وَالشَّاهِيْنُ -  
 پنچے ہیں جو ان جانوروں کے لیے بمنزلہ ہتھیار ہو  
 کہ وہ ان سے شکار کرتے ہوں پس درندوں میں سے  
 کچل والے شیر، بھیڑیا، چیتا، تیندوا، لومڑی، بچو  
 کتا اور جنگلی دیا التوبی (وغیرہ) ہیں۔ پرندوں میں سے  
 پنچوں والے شکار، باز، عقاب اور شاہین (وغیرہ)  
 ہیں۔

اور جب اس کا پنچہ سلاح نہیں اور نہ اس سے شکار کر سکتا ہے تو یہ کوّا نہ ذی غلب ہوا  
 اور نہ سباع طیور میں داخل ہوا لہذا اس قول کے موافق بھی حرام نہ ہوا بلکہ متفق علیہ حلال ہوا کیونکہ  
 امام ابو یوسفؒ کا خلاف اس غراب عفتق میں ہے جو با اعتبار غالب عادت کے مردار نحرار  
 ہے نہ اس میں کہ جس کی مردار نحراری مغلوب ہے اور غالب غذا اس کی جوب ہیں تو تمام روایات  
 سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوّا حلال ہے اور اگر مختلف فیہ تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم حسب  
 قول راجح مفتی بہ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ حلال ہے اور بمقابلہ اس کے امام ابو یوسفؒ  
 کی روایت مروج ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو فاسق فرمایا اور حرم و احرام میں اس کے  
 قتل کو مباح کیا۔

بخاری شریف میں مروی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ  
 كُفْرُهُنَّ فَاسِقٌ يَقْتُلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ الْحَدِيثُ  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور فاسق ہیں ان کو حرم میں (بھی)  
 قتل کر دیا جائے ان میں ایک کوّا ہے۔ الحدیث



یہ اس کی حرمت اکل کو مستلزم نہیں کیونکہ اس میں تو ایک لفظ فسق کا اطلاق فرمایا ہے اور  
یہ لفظ چند معانی میں مستعمل ہوتا ہے اس لیے کہ فسق کے اصل معنی خروج کے ہیں۔ چنانچہ  
بولتے ہیں۔

فَسَقَتِ الدَّطْبَةُ عَنْ قَشْرِهَا اے  
فَسَقَتِ الدَّطْبَةُ عَنْ قَشْرِهَا کے معنی ہیں خُرَجَتْ  
الدَّطْبَةُ یعنی کھجور اپنے پھلے سے نکل گئی۔

اور خروج کا تحقق مختلف طور پر ہو سکتا۔

نیل الاوطار میں ہے:

فَرُصِفَتْ بِذَلِكَ لِحُدُوجِهَا عَنْ  
حُكْمِ غَيْرِهَا فِي تَحْرِيرِ قَتْلِهِ  
اَوْحَلَّ اَكْلُهُ اَوْ خُرُوجُهَا  
بِاِلَیْكَ اَوْ لَا فساد۔

ان (پانچ جانوروں) کو فسق کے ساتھ موصوف کیا  
گیا ہے کیونکہ یہ اپنے علاوہ دوسرے جانوروں کے  
حکم (حرم میں مانعت قتل یا حلت اکل) سے خارج  
ہیں یا اس لیے کہ موزی اور مفسد ہونے کی وجہ سے

دوسرے جانوروں سے خارج ہیں۔

چنانچہ اسی وجہ سے کہ اس جگہ خروج کا تحقق مختلف اوصاف کے لحاظ سے ہو سکتا ہے تنہیدین  
امت اس کے حکم میں مختلف ہوئے۔

فتح الباری میں ہے:

وَذَهَبَ الْجَمْعُ هَوْرًا كَمَا تَقَدَّمَ إِلَى الْحَقِ  
غَيْرِ الْخَسْرِ بِهَا فِي هَذَا الْحُكْمِ إِلَّا أَنَّهُمْ اِخْتَلَفُوا  
فِي الْمَعْنَى فَيَقِيلُ لِكُونِهَا مَوْذِيَةً فَيَجُوزُ  
قَتْلُ كُلِّ مَوْذٍ وَهَذَا أَقْضَى مَذَاهِبِ

جمہور اس بات کی طرف گئے ہیں کہ بعض جانور بھی ان  
پانچ کے ساتھ ملحق ہیں البتہ علت الحاق میں ان کا  
اختلاف ہے امام مالک کے نزدیک علت ایذا  
ہے لہذا ان کے نزدیک ہر موزی کا قتل (حرم میں)



مَا لَيْكَ وَقِيلَ يَكُونُهَا مَا لَا يُؤْكَلُ فَعَلَىٰ هَذَا  
 كُلُّ مَا يَجُوزُ قَتْلُهُ لَا فَرْقَ بَيْنَهُ عَلَى الْمَحْرَمِ  
 فِيهِ وَهَذَا أَقْضَىٰ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ  
 ثُمَّ قَالَ وَخَالَفَ الْحَنَفِيَّةَ فَقَتَلُوا  
 عَلَى الْخَمْسِ إِلَّا أَنَّهُمُ الْحَقُّوْا بِهَا  
 الْحَيَّةَ لِثُبُوتِ الْخَيْرِ وَالذِّئْبَ بِمُتَشَارَكَيْهِ  
 لِلْكَلْبِ فِي الْكَلْبِيَّةِ وَالْحَقُّوْا  
 بِذَلِكَ مَنْ لَا يَتَدَأُ  
 بِالْعُدْوَانِ -

جائز ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک علت غیر  
 ماکول ہونا ہے۔ بہر حال جس جانور کا قتل محرم کے  
 لیے جائز ہے اس کا فدیہ بالکل نہیں ہوگا۔ احناف  
 کا اختلاف ہے وہ پانچ ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔  
 البتہ ایک اور حدیث کی بناء پر سانپ کو ان کے ساتھ  
 شامل کرتے ہیں۔ اور بھیڑیے کو ان کے ساتھ شامل  
 کرتے ہیں کیونکہ وہ کاٹنے پر کتے کے ساتھ  
 شریک ہے۔ اور احناف کے نزدیک ان کے  
 ساتھ وہ جانور بھی شامل ہے جو ابتداءً حملہ کرے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے جیسا یہ ثابت ہوا کہ بوجہ اختلاف محتملات  
 مجتہدین امت اس کے حکم میں مختلف ہوئے اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ امام الائمہ امام اعظم  
 رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم کو معطل بعلة حرمت اکل معتبر نہیں فرمایا تو نہ حرمت اکل اس کے حکم  
 میں موثر ہوئی اور نہ یہ فسق حرمت اکل میں موثر ہے کیونکہ فسق کے اس جگہ معنی خدو جہن  
 المحرمۃ التي لغيرهن مراد ہیں۔

یعنی نے بخاری کی شرح میں فرمایا ہے:  
 وَمُتِمَّتْ هَذِهِ الْخَمْسُ فَوَاسِقَ الْخُرُوجِ  
 عَنِ الْحُرْمَةِ الَّتِي لِغَيْرِهِنَّ وَإِنْ  
 قَتَلَهُنَّ لِلْمَحْرَمِ وَفِي الْحَرَمِ  
 مباح۔

کہ ان پانچ کا نام فاسق اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ  
 اس حرمت (اعزاز) سے نکلے ہوئے ہیں جو دوسرے  
 جانوروں کے لیے ہے اور حرم میں نیز محرم کے لیے  
 ان کا قتل جائز ہے۔



اور خروج عن الحرمت اور اباحت قتل مبتدی بالاذی ہونے کی وجہ سے قرار دیا اور مبتدی بالاذی ہونا غراب کا بایں صورت ہے جس کی عینی شارح بخاری نے تسریح فرمائی ہے۔

فَالْغَرَابُ يَنْقَرُ ظَهْرَ الْبَعِيرِ وَيَنْزِعُ  
عَيْنَهُ إِذَا كَانَ حَسِيرًا وَيَخْتَلِسُ  
أَطْعِمَةَ النَّاسِ۔

کہ کوٹا اونٹ کی پیٹھ پر چوڑی مانتا ہے اور اس کی آنکھ نکال لیتا ہے جب کہ وہ کمزور اور تھکا ہوا ہو۔ اور لوگوں کا کھانا چپک لیتا ہے۔

ابتدا بالاذی حرمت اکل کے لیے علت کافی نہیں کیونکہ اول تو اگر یہ کافی ہوتا تو فقہاء رحمہم اللہ اس کے حرمت کی دلیل میں فسق کو فرماتے جو مخصوص حقّی لحوق بالجہائش کی ضرورت نہ ہوتی۔ دوسرے یہ کہ حرمت میں جو ایذا موثر ہے وہ ایذا ہے جو ذی ناب اور ذی غلب میں ہے نہ مطلق ایذا۔ کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے۔

وَالْمَوْثِرُ فِي الْحُرْمَةِ إِلَّا يَذَاعُ فَهُوَ طَوْرًا يَكُونُ  
بِالنَّابِ دِتَارَةً يَكُونُ بِالْمُغْلَبِ أَوِ الْخُبْثِ  
وَهُوَ قَدْ يَكُونُ خُلُقَةً أَوْ خُلُقَةً

کہ حرمت میں موثر ایذا یا خبث ہے ایذا رکھی کھلی کے ذریعہ ہوتی ہے اور کبھی پیچوں کے ذریعہ۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ صاحب کفایہ نے علت حرمت اکل کو دو فردوں میں منحصر فرمایا۔ ایک ایذا دوسری خبث اور ایذا کی نسبت فرمایا کہ وہ کبھی ناب کے ساتھ ثابت ہوتی ہے اور گاہے غلب کے ساتھ اس کا تحقق ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ علت اکل میں صرف وہ ایذا موثر ہے جو ناب اور غلب کے ساتھ متحقق ہو غراب کی ایذا موثر فی الحرمت نہیں ہے اور اگر مطلق ایذا موثر فی الحرمت ہو تو وزع کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوسق فرمایا ہے اس کی حرمت کی علت بھی ایذا ہو حالانکہ اس کی حرمت کی علت خبث لکھتے ہیں نہ ایذا علاوہ ازیں اگر فسق کا اطلاق مستوجب حرمت ہو تو لفظ شیطان کا



اطلاق جو مقتضیِ جہت اور ایذا دونوں کو ہے زیادہ مستوجبِ حرمت ہوگا چنانچہ اونٹوں کے بارہ میں ارشاد ہے۔

فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ  
ماجہ وغیرہ للمحدثین  
کہ یہ شیطانوں سے پیدا کئے گئے ہیں جس طرح روایت  
کیا ابن ماجہ اور دوسرے محدثین نے۔

اور ظاہر ہے کہ جس کی خلقت شیاطین سے ہوگی وہ کس درجہ جہت اور موزی ہوگا تو وہ بالاولیٰ حرام ہونا چاہیے اور حمام کے بارے میں وارد ہے شیطان تبع شیطانہ۔ اور نیز کلبِ اسود کو شیطان فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ کافر کا شکار کیا ہوا جانور حرام ہے۔ تو رئیس الکفار کا یعنی شیطان یا مثیل شیطان کا شکار کیا ہوا کیونکر حلال ہوگا حالانکہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حلال فرماتے ہیں:

”تو ثابت ہوا کہ اس قسم کے اطلاقات لسانِ شرع میں عند الحنفیہ حرمتِ اکل کو مستلزم نہیں بلکہ حرمتِ اکل کا ثبوت بعد اطلاقاتِ مذکورہ محتاجِ دلیل خارجی کا ہوتا ہے۔ اگر کسی محرمِ دلیل سے حرمت ثابت ہوگئی فہا ورنہ حلال رہے گا۔“

چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باوجودیکہ حکمتِ قتل کی علت ایذا کو فرمایا ہے تاہم غرابِ البقع بلکہ چیل کو بھی حلال فرمایا۔  
یعنی میں ہے:

وَعَنْ أَبِي مُصْعَبٍ فِيمَا ذَكَرَهُ ابْنُ  
العَرَبِيِّ قَتَلَ الْغُرَابَ وَالْحِدَاةَ  
وَإِنْ لَمْ يَبْتَدِ بِأَيِّ كَذِبٍ وَ  
ابو مصعب سے مروی ہے اس روایت میں جس کو  
ابن عربی نے ذکر کیا ہے کہ چیل، کوئے کو قتل کیا  
جائے گا اگرچہ ایذا دینے میں ابتداء نہ کریں اور



يُؤْكَلُ لَحْمُهَا عِنْدَ مَالِكٍ

مالک کے نزدیک ان کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

دوسرے لفظ یقتلن فی العمل والحرم یا جو اس جیسے الفاظ وارد ہوئے ہیں اس سے بوجہ قلت  
فہم وتدبر خیال ہو سکتا ہے کہ جب شارح نے ان کے قتل کا حکم حل اور حرم میں فرمایا اور نیز  
بموجب بعض روایات کے احرام میں بھی تو وہ کیونکر حلال ہو سکتے ہیں، اگر وہ حلال ہوتے تو شارح  
ان کے قتل کا حکم کیوں فرماتا اور ان کو قتل کرا کر کیوں ضائع کرتا۔ جواب اس مغلطہ کا یہ ہے کہ یہاں  
مغلطی اس وجہ سے پیش آئی کہ یقتلن کے معنی تو عام ہیں ذبح کو بھی شامل ہیں جس کے یہ معنی ہوں  
گے کہ قتل مباح ہے اگر ماکول ہے تو قتل کھانے کے لیے بھی مباح ہے اور اگر غیر ماکول  
ہے تو قتل بدون حلت اکل مباح ہے اور لفظ یقتلن کے معنی یہ اختیار کیے ہیں کہ صرف ضائع  
کرنے کے لیے قتل کئے جائیں نہ کھانے کے لیے گویا قتل کو ایک اس کی فرد خاص میں منحصر  
کر لیا ہے جس کی وجہ سے مغلطی واقع ہو گئی اور قتل کا اطلاق کھانے کے لیے ذبح کرتے پر  
خود قرآن پاک میں موجود ہے۔

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ

اور شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام

مُرْمٍ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ

میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر

مَتَعِدًا أَخَذَ أَعْمَلُ مَا قَتَلَ

قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ

مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ

مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا

مِنْكُمْ

ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں۔

مِنْكُمْ

اس جگہ قتل عام ہے ذبح کو بھی شامل ہے جو کھانے کے لیے ہو۔ جب یہ ہوا تو  
حرمت اکل کسی طرح ثابت نہ ہوئی اور یہ تو جیہ اس روایت کے بموجب ہے جس کے  
مطابق عقق بھی اباحت قتل کے حکم میں داخل ہے یا خالط بین الحب والحبیف سے جدا



کر کے البقع جیفہ نوار کے حکم میں داخل کیا گیا ہے اور اگر معتق کو اباحت قتل کے حکم سے جدا کیا جاوے جیسا کہ ظاہر الروایہ کا حکم ہے اور معتق کو خالط بین الحب والجمیف کے ساتھ متحد اور اس کا ایک فرد قرار دیا جاوے تو اس صورت میں نہ استدلال صحیح ہوگا اور نہ جواب کی ضرورت ہوگی بلکہ یقین فی الحل والحرم کا مصداق صرف کو انجاست خود ہی رہے گا۔ دلیس خالط بین الحب والجمیف جو معتق ہے اس حکم سے خارج ہو جائیگا۔

چنانچہ ابو داؤد کی روایت یرمى الغراب ولا يقتله کا مصداق اس صورت میں یہ ہی معتق اور غراب الزرع ہوگا بالجملہ اس حدیث سے کسی طرح دیسی تراغ کی حرمت پر استدلال صحیح نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوئے بموجب اصول حنفیہ حلال ہیں فقط۔  
واللہ تعالیٰ اعلم وعلماؤہم واحکم محررہ خلیل احمد عفی عنہ مدرس مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح

ہذا الجواب اصح

ما احسن الجواب

عزیز احمد عفی عنہ

محمد اسماعیل عفی اللہ عنہ

فی مسئلۃ الغراب

لشہدر الجمیب

منظم خیدہ مدرسہ مظاہر العلوم

ثابت علی عفا عنہ مدرس

عنایت الہی عفی عنہ

مدرسہ مظاہر العلوم

حق آیا اور باطل چلا گیا واقعی باطل چیز تو جانے ہی

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَنَ الْبَاطِلُ

والی ہوتی ہے اور ہم ایسی چیز یعنی قرآن نازل کرتے

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا

ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شرفاء و رحمت ہے

نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ

اور نا انصافوں کو اس سے اور لٹا نقصان بڑھتا

وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ

ہے۔

الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝۲۱

العبد محمد احکم عفی عنہ



قَدْ اثْبَتَ الْمُجِيبُ الْعَلَامَةُ  
 الْفَقَاهَةُ حِلَّةَ الْغُرَابِ  
 كَالشَّمْسِ فِي الضُّحَى الْكُبْرَى  
 فَلَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مَنْ زَاغَ قَلْبُهُ  
 عَنْ قُبُولِ الْحَقِّ أَوْ كَانَ غَيْبًا  
 فِي الدَّرَجَةِ الْقُصْوَى -  
 جواب دینے والے علامہ فہامہ نے کوئے کے  
 حلال ہونے کو اس طرح ثابت کر دیا ہے جیسے  
 سورج صبحۃ الکبریٰ میں۔ لہذا اب اس کا کوئی بھی انکار  
 نہیں کرے گا۔ سوائے اس کے جس کا دل حق کے  
 قبول کرنے سے پھر گیا ہو یا جو انتہائی درجہ کا غیبی  
 ہو۔

العبد عبد الکریم ہزاروی نزیل سہارنپور عفی عنہ

فتویٰ جناب مولانا زبدۃ الکملۃ و قدوۃ العلماء مولوی شرف علی صاحب تھانوی بن

مدرس اول مدرسہ اسلامیہ کانپور

ہواہادی

کتب فقہ میں مصرح ہے کہ جو کوّا صرف غلہ کھاتا ہو بالاتفاق حلال ہے اور جو صرف نبات  
 کھاتا ہو بالاتفاق حرام ہے اور جو دونوں چیزیں کھاتا ہو وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک  
 حلال ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔

فِي الدَّرَجَةِ الْمَخْتَارَةِ (حَلَّ (غُرَابُ الذَّرْعِ) الَّذِي يَأْكُلُ  
 الْحَبَّ وَالْأَرْنبَ وَالْعَقَّعُ) هُوَ غُرَابٌ يَجْمَعُ بَيْنَ أَكْلِ جَيْفٍ وَ  
 حَبِّ وَالْأَصَحُّ حِلُّهُ اهْ فِي رَدِّ الْمُحْتَارِ قَالَ فِي الْعُنَايَةِ وَأَمَّا الْغُرَابُ  
 الْأَبْقَعُ وَالْأَسْوَدُ فَهُوَ أَنْوَاعُ ثَلَاثَةٌ نَوْعٌ يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَلَيْسَ  
 مَكْرُوهٌ وَنَوْعٌ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجَيْفَ وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصَنِّفُ الْأَبْقَعُ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ وَنَوْعٌ



يَخْلُطُ بِأَكْلِ الْحَبِّ مَرَّةً وَالْجَيْفَ أَخْرَى وَلَمْ يَذْكُرْهُ فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ  
عِنْدَ مَكْرُوهٍ عِنْدَ ابْنِ يَوْسُفَ وَفِي الْعَالَمِ الْكَبِيرَةِ عَنِ الْبَدَائِعِ وَقَاضِي خَانٍ وَالْمَبْسُوطِ وَنَحْوِهِ -

پس اگر کسی عالم نے ایسے کوٹے کو جو نجاست اور داندہ دونوں کھاتا ہے بنا بر فتویٰ امام ابو  
حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جن کے ہم لوگ اصل میں مقلد ہیں حلال کہہ دیا تو اس میں براہِ نفسانیت بلا  
کسی دلیل شرعی کے طعن و تشنیع کرنا کسی کو بالخصوص مقلدینِ امام صاحب کو کس طرح جائز ہوگا  
اور اگر کوئی امام ابو یوسفؒ کے قول کی بنا پر مخالفت کرے تو اول تو سی امام یا مفتی کے قول  
کو اپنی ہوائے نفسانی کی اتباع کا حیلہ اور ذریعہ بنانا کب جائز ہے۔ دوسرے امام ابو یوسفؒ  
کوٹے اور مرغی کو ایک حکم میں فرماتے ہیں اور دونوں کی کراہت کے قائل ہیں۔

فِي الْعَالَمِ الْكَبِيرَةِ عَنِ فِتَاوَى قَاضِي خَانٍ وَقَالِي أَبُو  
يُوسُفَ يَكْرَهُ الْعَقَقُ كَمَا تَكْرَهُ الدَّجَاجَةُ قُلْتُ  
وَقَدْ مَرَّ تَفْسِيرُ الْعَقَقِ عَزْرُ الْمُحْتَارِ  
عَالِمِ الْكَبِيرَةِ فِي بَحْوَالِهِ قَاضِي خَانٍ هِيَ كَهَامِ ابْنِ يَوْسُفَ  
نَعْنِي فَرَايَا كَهَامِ عَقَقُ كَرُوه هِيَ جِيسَا كَهَامِ مَرْغِي كَرُوه هِيَ  
اور عَقَقُ كِي تَفْسِيرُ شَامِي كِي حَالِه سِي كَذِرْ كِي كِي جُو  
بِمَا يَخْلُطُ أَنْفًا -  
مردار اور داندہ دونوں کھائے۔

تو چاہیے کہ مرغی میں بھی مثل کوٹے کے کراہت کو تسلیم کریں، تیسرے اگر کوئی امام ابو یوسفؒ  
کے قول پر عمل کرنا چاہتا ہے تو خیر وہ اپنے فعل کا مختار ہے مگر متبعینِ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ  
علیہ پر جو بنا پر دلیل شرعی کے حکم کر رہے ہیں طعن و تشنیع کرنا کون سی دلیل شرعی سے جائز  
ہو سکتا ہے۔

وَأَنَّ رَبَّكَ حَذَّاءٌ أَنْ يَقْلَ الشَّامِي عَزْرُ  
الْأَفْكَارِ وَأَمَّا الدَّبْسِيُّ وَالصُّلْصُلُ  
الْأَقْلَقُ وَاللَّحَامُ فَلَا يَسْتَحِبُّ  
اور اگر کسی کو شامی کی عزرا الافکار سے نقل کردہ یہ  
بات شبہ میں ڈالے کہ فاختہ، عقق، سارس  
کا کھانا مستحب نہیں ہے اگرچہ حقیقتاً حلال ہیں۔



اَكْثَرُهَا دَرَانٌ كَانَتْ فِي الْاَصْلِ  
حَلَالًا لِنَتَعَارَفِ النَّاسِ بِاَصَابَةِ  
اَفَةٍ لَا يَكِلُهَا فَيَنْبَغِي اَنْ يُتَحَرَّزَ عَنْهُ  
فَيُزَاحُ بِاَنَّ لَيْسَ بِحُكْمٍ شَرْعِيٍّ بَلْ مُحْضٌ  
مَشْوَرَةٌ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ اَلَا سَتَدُّ لَالٌ يَقُولُ  
لِنَتَعَارَفِ النَّاسِ الْخَ فَلَاحُجَّةٌ فِيهِ.

کیونکہ لوگوں میں مشہور ہے کہ اس کے کھانے ٹالے  
کو تکلیف پہنچتی ہے لہذا ان کے کھانے سے  
بچنا مناسب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ  
کوئی حکم شرعی نہیں ہے محض مشورہ ہے جیسا کہ  
تعارفِ ناس سے استدلال اس پر دال ہے۔ لہذا  
اس قول میں (شرعاً ممانعت کی) کوئی دلیل نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اگر کوئی شخص اعتقادِ حلت کے ساتھ کھانے سے طبعاً منقبض ہو اس پر  
کوئی جبر و ملامت نہیں مگر شرط یہ ہے کہ حلال سمجھنے والوں یا کھانے والوں پر طعن و تشنیع نہ کرے  
کہ یہ امر گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَسْتَحْيُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ وَقَالَ  
تَعَالَى وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا  
بِالْأَلْقَابِ وَقَالَ تَعَالَى وَلَا يَغْتَبِ  
بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ  
وَفِي الْبَابِ مِنَ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ  
مَا لَا يَحْصِي عِدَادُهُ وَلَا يَقْطَعُ مَدَدُهُ وَاللَّهُ  
الْمَوْفِقُ وَالْهَادِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک قوم دوسری پر نہ  
ہنسے۔ اور فرمایا کوئی ایک دوسرے کو طعنہ نہ  
دے اور نہ بُرے لقب سے پکارے، اور  
فرمایا کہ کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالیاں دینا  
فسق ہے۔ اس باب میں بے شمار آیات و  
احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سیدھے راستے  
کی توفیق اور ہدایت دینے والے ہیں۔

کتبہ اشرف علی تھانوی نزیل لکھنؤ



فتوے جناب مولانا مولوی حاجی حافظ محمدناظر حسن صاحب مدرس اول

مدرسہ محمودیہ یاسرست چٹھاری سابق مدرس اول مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

الجواب

واضح ہو کہ صحیحین و دیگر کتب میں آیا ہے:

خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحَرِّمِ  
فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ أَلْعَقَرَبُ وَالْفَارَةُ  
وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ  
پانچ جانور ایسے ہیں جن کے قتل کرنے میں محرم  
پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ بچھو، چوہا، باؤلاکتا،  
کوا، اور چیل۔

اگرچہ اس حدیث سے حرمت پر استدلال محل تامل ہے کیونکہ موجبات قتل و عدم  
قتل نظر شارع میں اور ہیں اور موجبات حرمت اکل اور ہیں، دیکھو ہڈ اور صر و لغنی مولا حلال  
ہیں مگر ان کے قتل کی ممانعت ہے اور کتا شکاری و بقی حرام ہیں۔ مگر ان کے قتل کی بھی ممانعت  
ہے۔ الغرض قتل سے حرمت سمجھنا اور ممانعت قتل سے حلت خیال کرنا گہری نظر والوں کا کام  
نہیں مگر تاہم متبادر اس حدیث سے یہی ہے کہ ان اقسام مذکورہ کا قتل بوجہ حرمت ہے اگر  
یہی مانو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غراب مطلقاً حرام ہے۔ مگر ابو داؤد میں خاص اسی بارہ میں  
ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غراب مطلقاً ممنوع القتل ہے۔ اس سے لازم  
آتا ہے کہ وہ مطلقاً حلال ہو وہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِيلَ عَمَّا يُقْتَلُ الْمُحَرِّمُ قَالَ  
الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَوْسِقَةُ وَيَدْرِي  
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کس جانور کو قتل کر سکتا  
ہے۔ فرمایا سانپ، بچھو اور چوہا اور کوسے کو



الْغُرَابُ وَلَا يَقْتُلُهُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ  
الْحِدَاةُ وَالسَّبْعُ الْعَادِيُّ  
شکار کر سکتا ہے قتل نہیں۔ باؤ لاکتا، چیل اور  
حملہ کرنے والے ورنہ کو قتل کر سکتا ہے۔

جب یہ دونوں حدیث دربارہ غراب متناقض ٹھہریں تو فقہاء محدثین کو جمع بین الحدیثین  
کی فکر ہوئی تلاش ہو گیا تو بخاری و مسلم و ابن ماجہ میں یہ حدیث بالفاظ ذیل پائی۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يَقْتُلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ  
الْحَيَّةَ وَالْغُرَابَ الْأَبْقَعَ وَالْفَارَةَ  
وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْحِدَايَا.  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا پانچ فاسق جانور ہیں جو حلال و حرام  
دونوں میں قتل کیے جا سکتے ہیں۔ سانپ، غراب  
ایقع، چوہا، باؤ لاکتا اور چیل۔

اس حدیث نے ہر دو سابقہ حدیثوں کو جمع کر دیا اور مراد شارع علیہ السلام کو متعین کر دیا  
یعنی معلوم ہوا کہ وہ غراب کہ نظر شارع علیہ السلام میں جائزہ القتل ہے وہ ہر کوئی نہیں ہے بلکہ  
وہ قسم ہے جو دیار عرب میں باسم البقع مشہور ہے وہ کوئی ہمارے ملک کے کوؤں سے بڑا  
اور رنگ سیاہ و سفید رکھتا ہے شکاری ہے۔ پنجہ سے شکار کرتا ہے۔ اور جہاں بیٹھتا  
ہے نہایت بے چین بیٹھتا ہے اور مردار بھی کھاتا ہے۔ چنانچہ جماعت حجاج نے  
سفر مدینہ اور اطرافِ مدینہ میں اس کا مشاہدہ کیا ہے سو یہ کوئی اکیوں حرام نہ ہو کہ اس میں  
شرعی ضابطہ حرمت یعنی نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل ذی  
مخلب من الطیر

علی بذاتہ عدہ دوم۔

نہی عن اکل المجلدات ہر طرح محقق ہے۔ اس لیے باتفاق فقہاء و محدثین غراب  
ایقع حرام ہے ایسے ہی اور رنگوں کے کوئے خواہ کالے ہوں یا بھورے، چھوٹے ہوں یا



بڑے اگر ان میں یہ دو ضابطہ حرمت موجود ہوں گے تو حرام ہی ہوں گے ہاں جن اقسام میں یہ باتیں نہ ہوں گی تو شرعاً کسی طرح حرام نہیں ہو سکتے بلکہ اصل اباحت پر رہیں گے۔ اب یہ خیال کرو کہ فقہار نے کس خوبی سے جملہ احادیث کو جمع کیا ہے اور خمیر میں سے بال نکالا ہے اس حُسنِ تلاش اور حُسنِ جمع پر ان کی جتنی تحسین کی جاوے وہ سجا ہے برعکس اس کے سفہاء زمانہ کا حال افسوسناک ہے۔ سو ہمارے اس نواح کے دیسی کوڑے جو گھروں میں پائے جاتے ہیں نہ پنجمہ شکاری رکھتے ہیں اور نہ غالباً مردار کھاتے ہیں۔ بلکہ غالب غذا ان کی دانہ و روٹی ہے اس لیے وہ مباح الاکل ہوں گے۔ ان کو حرام کہنا عوام الناس کو خوش کرنا اور رب الناس کو ناراض کرنا ہے اور اس آیت کا مصداق بننا ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا يَصِفُّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل بھوٹ تہمت لگائے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہ دکھلائیں گے۔

باقی یہ شبہ کہ یہ کوڑے بعض جانوروں کے انڈے پتے کھا جاتے ہیں اس لیے حرام ہونے چاہئیں۔ سو گذارش ہے کہ ایسی اینداتو بہت سے حلال جانوروں میں بھی موجود ہے تو چاہیے کہ ان کو بھی حرام کہیں لڑائی کا مرع اپنے مقابل کو جان سے مار چھوڑتا ہے شوخ بکرا اور بیل وغیرہ کتنی کچھ اینداپنچا تے ہیں۔ پالتو مرغی گھروالوں کا ناک میں دم کر دیتی ہے۔ اور موسمِ برسات میں کتنے حشرات الارض مار کر کھا جاتی ہے۔ طاؤس سانپ وغیرہ کھا جاتا ہے نیل کنٹے کتنے کچھ ٹڈے وغیرہ کھاتا ہے۔ پھر بھی سب حلال ہیں۔ سو وجہ کیا ہے کہ شراح علیہ السلام نے ہر چھوٹی بڑی اینداز کو علتِ حرمت قرار نہیں دیا ہے بلکہ طیور میں موزی



بالطبع ہونا اور پنچہ شکاری۔ کھنایا نجاست حوار غالباً ہونا موجب حرمت تجویز کیا ہے  
 سویہ و جوبات ان دیسی کوؤں میں مفقود ہیں۔ ہاں البقع اور اسود دشتی میں موجود ہیں اور دونوں حرام  
 ہیں اب رہی یہ بحث کہ کوّا کون سی قسم میں داخل ہے سو عرض ہے کہ یہ نہ البقع ہے نہ غداف  
 جو حرام ہوتا ہے اس لیے کہ غداف شکاری کوّا ہے۔ چیل کی طرح پنچے سے جانوروں کا  
 شکار کرتا ہے۔ اس کے حرام ہونے میں کچھ شبہ نہیں اس لیے کہ علت حرمت یعنی ہوا میں  
 پنچے سے شکار کرنا اس میں موجود ہے اور یہ کوّا جو کچھ پکڑتا ہے۔ چوہ پنج میں پکڑتا ہے البتہ  
 کھانے میں اعانت پنچہ سے بھی لے لیتا ہے۔

میری رائے میں یہ متعارف کوّا اسود کی قسم خالط ہے جو غراب الزرع سے ملتا جلتا ہے  
 اور بوجہ نپائے جانے موجب حرمت کے مباح الاصل ہے اور یا یہ غراب الزرع ہے  
 کیونکہ اس کی غذا عموماً دانہ روٹی ہے۔ منڈی میں انبار غلہ پر اور وقت ورود خرمنوں پر ان کا کتنا  
 ہجوم ہوتا ہے۔ مردہ جانوروں کی لاش یا گندگی مثل چیل و کرگس وغیرہ کے نہیں کھاتا ہے  
 ہاں اسیانان و زاد عصافیر کو چوہ پنج سے کھالیتا ہے سویہ بات مرغی وغیرہ میں بھی ہے۔

اب جو حضرات محض خیالی دلیلوں سے اس کو حرام کہتے ان کا قول اصول قرآن و حدیث  
 سے دو اور مذاق عوام سے نزدیک ہے جو شرعاً نہایت مذموم ہے اور مصداق .....  
 كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ اَنْ تَقُولُوا مَا  
 لَا تَفْعَلُونَ  
 خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ  
 ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

ہے۔ عقبنی میں جو لوگ حکم شرعی کو عوام کے خوش کرنے کو چھپاتے ہیں۔ اور ناحق بات پراڑ  
 لگاتے ہیں۔ رگام آتشیں ان کے منہ میں پھنایا جاوے گا عافنا اللہ عنہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دیسی کوّا احلال ہے۔ کوئی شخص اگر تنفر طبعی یا بد مزگی کی وجہ سے



نہ کھائے تو کچھ مضائقہ نہیں مجوزین کا یہ منشاء نہیں کہ سب لوگ خواہ مخواہ اس کو کھاویں بہت  
 حلال جانور ہیں جن کے کھانے کا بہت سوں کو اتفاق نہ ہوا ہوگا۔ بلکہ یہ عرض ہے کہ اس کی  
 بابت جو اعتقاد حرمت کے ہوئے ہیں یہ غلط ہے اس اعتقاد سے تعدی حدود لازم آتی  
 ہے جس کی مذمت سے قرآن و حدیث لبریز ہیں۔ غرض ان ضوابط حرمت اور اصول حدیث  
 کو خیال کر کے عبارت فقہاء کا سمجھ لینا بہت آسان اور اس میں اگر کچھ تحائف بھی متبادر ہو  
 اس کا جمع ہونا سہل ہے ہاں جن کا قلب نور بصیرت سے خالی ہے اور تعصب کی پٹی آنکھوں  
 پر رکھتے ہیں وہ رسوم فقہیہ کو حدود حقیقیہ خیال کر کے ان کو ہی مدار حلت و حرمت سمجھتے ہیں،  
 اس لیے مناقشات لفظیہ میں اوقات ضائع کرتے ہیں اور عوام کو حیرانی میں ڈال دیتے ہیں۔ صدق  
 اللہ تعالیٰ۔

ومن لم يجعل الله له نوراً فما له  
 من نور وفقنا الله تعالى وایاکو  
 للحق اجمعین۔  
 جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دیں اس کے لیے نور نہیں  
 اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں اور سب کو حق بات کی توفیق  
 عطا فرمائے۔

واللہ اعلم وکما اقوم فقط۔

محمدناظر حسن

محمدناظر حسن دیوبندی

فتویٰ جناب مولانا مولوی مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی

مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند

الجواب

اقول وبہ نستحین یہ کوادیسی جوان بلاد میں ہوتا ہے امام اعظم رحمہ کے نزدیک



حلال ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ اور قول امام اعظمؒ صحیح ہے کیونکہ یہ کوّا خلط کرنے میں مثل مرغی کے ہے اور مرغی حلال ہے۔ اصل یہ ہے کہ مدار اس کی حلت و حرمت کا غذا پر ہے۔ جو کوّا محض مردار و نجاست نوار ہے وہ بالاتفاق حرام ہے۔ اور وہی تحمل ہے حدیث خمس فواستق الخ کا اور جو کوّا محض دانہ کھاتا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے اور جو کوّا دونوں چیزیں کھاتا ہے۔ دانہ دروٹی وغیرہ بھی اور نجاست بھی جیسے مرغی وہ امام اعظمؒ کے نزدیک حلال و مباح ہے اور یہ ہی صحیح ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ مرغی بھی ان کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

وَأَصْلُ ذَلِكَ أَنَّ مَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ فَلَحْمُهُ نَبَتٌ مِنَ الْحَرَامِ فَيَكُونُ خَبِيثًا عَادَةً وَمَا يَأْكُلُ الْحَبَّ لَمْ يُوْجَدْ فِيهِ ذَلِكَ وَمَا خَلَطَا كَالِدَجَاجِ وَالْعَقَقِ فَلَا بَأْسَ بِكُلِّهِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ الْأَحْمَرُ لِأَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَكَلَ الدَّجَاجَةَ وَهِيَ يَخْلُطُ مَا فِيهَا  
اسی طرح شامی جلد خامس ص ۱۹۴ میں ہے۔

وَأَمَّا الْغَرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْأَسْوَدُ فَهُمَا نَوْعَانِ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَلَيْسَ بِمَكْرُوهٍ وَنَوْعٌ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجَيْفَ وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصْنَفُ الْأَبْقَعُ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ وَنَوْعٌ يَخْلُطُ يَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجَيْفَ أُخْرَى وَلَوْ يَذْكُرُهُ فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ عِنْدَهُ فَكُرُوهُ عِنْدَ أَبِي يُونُسَ رَحِمَهُ

اس عبارت سے واضح ہے کہ مدار حلت و حرمت کا غذا پر ہے نہ رنگ پر اور واضح

ہو کہ مرغی میں جو اختلاف درمیان امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے دربارہ کراہت و عدم کراہت ہے یہ بوجہ جلالہ ہونے کے نہیں ہے کیونکہ جلالہ تو اتفاقاً مکروہ ہے۔ امام اعظمؒ بھی اس کو مکروہ ہی فرماتے ہیں بوجہ متغیر و منتقل ہونے کے اور اس میں مرغی ہی کی تخصیص



نہیں بلکہ اونٹ گائے و بکری جو جانور جلالہ ہو وہ باتفاق مکروہ ہے۔ لہذا فی کتب الفقہ فقط  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الْكَرِيمِ

فتویٰ جناب مولوی محمد شاہ صاحب کشمیری مدرس مدرسہ قومی میرٹھ معہ مواہیر و تحریرات

دیگر مشاہیر علماء سلمہم اللہ تعالیٰ

### الجواب

اس سے پیشتر کہ اصل مسئلہ میں بحث کی جائے تمہید کے طور پر اس کا بیان کر دینا  
مناسب ہے کہ فقہائے حنفیہ کے نزدیک پرند جانوروں میں حرمت کی دو علتیں ہیں ذومغلب  
موزی ہونا اور نجاست غذا پرندے کے ذومغلب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زمین و آسمان  
کے مابین علو یعنی ہوا کے وسیع میدان میں اپنے پنجوں سے کسی جانور کا شکار کرے اسی کو دوسرے  
لفظوں میں ذوالخطفہ کہہ دیا جائے جیسے شکار عقاب و غیرہ نہ یہ کہ زمین پر بیٹھے ہوئے جانور کو  
چونچ یا پنچہ میں داب کراڑ جائے۔

چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں مذکور ہے:

وَفِي الْمَبْسُوطِ الْمُرَادُ بِذِي الْخُطْفَةِ مَبْسُوطٌ فِي لُكْحِهِ هَيْهَاتَ ذِي الْخُطْفَةِ سَعْدُوهُ جَانُورٌ

مَا يَخْتَطِفُ بِبُخْبُكِهِ مِنَ الْهَوَاءِ هُوَ جَائِجٌ لَمْ يَجْعَلْ أَيْدِيَهُ فِي الْهَوَاءِ

کالبازی و العقاب جیسے بازی اور عقاب۔

دوسری علت حرمت یعنی نجاست غذا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ پرند محض نجاست و



مردار کھانے کا عادی ہو خلقۃً یا عادیۃً جیسے کرکس وغیرہ۔ اکثر روایات فقہ اس کی شاہد ہیں کہ  
لیور میں علت حرمت یہی دو امر ہیں جن کی ابھی وضاحت کی گئی ہے۔

چنانچہ کفایہ میں مذکور ہے۔

وَالْمَوْثَرُ فِي الْحَرِّ مَتَّالٍ يَذْأُءُ فَهُوَ طَوْرًا  
يَكُونُ بِالنَّابِ وَتَارَةً يَكُونُ بِمُخْلَبِ  
أَوِ الْخَبْثِ وَهُوَ قَدْ يَكُونُ خِلْقَةً  
كَمَا فِي الْحَشَرَاتِ وَالْهَرَامِ وَقَدْ يَكُونُ  
بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَالَةِ  
۲۔ انتہے۔

اور حرمت میں موثر ایذا ہے اور ایذا کبھی تو کچلی سے  
ہوتی ہے (مثلاً ذندے شیر، بیل یا وغیرہ) اور کبھی  
پنچے سے (جیسے عقاب و بازی وغیرہ) یا موثر حرمت  
نجااست ہے اور وہ کبھی پیدائشی ہوتی ہے جیسے  
حشرات الارض (چوہا، کیچنچوا وغیرہ) اور مہوام (تنبہ  
وغیرہ) اور کبھی عارضی جیسے جلالہ۔

جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے نجاست و مردار کھانے کی ایسی عادت ہو کہ زیادتی نجاست  
تو مردار خوری کی وجہ سے اس کا گوشت بُودار ہو جائے۔

چنانچہ فتاویٰ قاضی خان میں بالتصریح مذکور ہے۔

الْجَلَالَةُ هِيَ الَّتِي تَعْتَادُ أَكْلَ  
الْجُفِيفِ وَالنَّجَاسَاتِ وَلَا تَخْتَلِطُ  
فِيغَيِّرُ لَحْمَهَا فَيَكُونُ  
مُتَنًّا۔

جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے نجاست کھانے  
کی ایسی عادت ہو کہ کبھی اپنی غذا غلط نہ کرے  
پس ایسے جانور کی غذا گوشت کو متغیر کر دیتی ہے  
کہ وہ بُودار ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق اور جلالہ کی توضیح سے صراحتہ ثابت ہو گیا کہ وہ پرند جو فری مخلب  
نہ ہو اور جس کی غذا مخلوط ہو کہ کبھی دانہ کھائے اور کبھی نجاست یعنی میلا وہ جلالہ نہیں  
ہے اور نہ اس میں حرمت کی کوئی علت پائی جاتی ہے جیسے مرغی۔ اسی بنا پر اکثر فقہاء



نے کوٹے کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی قسم وہ کوٹا ہے جس کی غذا صرف نجاست اور مردار ہو اس کا نام البقع ہے۔ اور اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق فرمایا اور حل و حرم میں اس کے قتل کی اجازت دی۔

چنانچہ شامی میں مذکور ہے۔

وَنُوعٌ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجَيْفَ وَهُوَ الَّذِي  
سَمَّاهُ الْمُصَنَّفُ الْبَقْعَ وَانَّهُ  
مَكْرُوهٌ -

ایک قسم کا کوٹا ہے کہ ہوائے مردار کے کچھ کھاتا  
ہی نہیں اور وہی ہے جس کا نام مصنف نے  
البقع بیان کیا ہے اور وہ مکروہ ہے۔

یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس  
موقع پر یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ بعض فقہاء نے غداف اور اعصم بھی کوٹے کی قسمیں بیان  
کی ہیں لیکن علماء محققین نے ان دونوں انواع کو غذا و حکم میں البقع کی مثل قرار دیا ہے۔  
شامی میں لکھا ہے کہ:

وَالْغُدَافُ هُوَ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَهْلِ  
اللُّغَةِ بِالْأَبْقَعِ -

غداف وہی کوٹا ہے جو اہل لغت کے نزدیک  
البقع کے نام سے مشہور ہے۔

اور فتح الباری میں مذکور ہے۔

وَمِنْ أَنْوَاعِ الْخُرْبَانِ الْأَعْصَمُ وَ  
هُوَ الَّذِي فِي رِجْلَيْهِ أَوْ فِي جَنَاحَيْهِ  
بَيَاضٌ أَوْ حُمْرَةٌ وَحُكْمُهُ مِثْلُ الْبَقْعِ -

کوٹے کی ایک قسم اعصم بھی ہے اور وہ کوٹا وہ  
ہے جس کے پاؤں یا بازوؤں میں سپیدی یا سرخی  
ہو اس کا حکم البقع کا سا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس کوٹے کے کھانے کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔

دوسری قسم۔ وہ کوٹا جس کی غذا صرف دانہ ہو اس کو فقہاء غراب الزرع کہتے ہیں اس کا



کھانا یا لاتفاق حلال ہے۔

جیسا کہ بحر الرائق میں مذکور ہے کہ:

وَنَوْعٌ يَّاكُلُ الْحَبَّ فَحَسَبُ  
فَإِنَّهُ يُرَكَّلُ  
کوٹے کی ایک قسم ہے کہ فقط دانہ ہی کھاتا ہے وہ  
بیشک کھایا جاتا ہے۔

تیسری قسم۔ وہ کوٹا ہے جس کی غذا مخلوط ہو یعنی کبھی دانہ کھائے اور کبھی نجاست یہ قسم ہے  
جس کی حلت مختلف فیہ ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کا کھانا مکروہ ہے اور امام  
اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے۔ فقہائے محققین نے امام اعظمؒ کے  
قول کو اصح اور مفتی بہ قرار دیا ہے۔  
عالمگیریہ میں مذکور ہے۔

وَإِنْ كَانَ الْخَرَابُ بِحَيْثُ يَخْلُطُ  
فَيَأْكُلُ الْجَيْفَ تَارَةً وَالْحَبَّ أُخْرَى  
فَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي يَوْسُفَ أَنَّهُ  
يَكْرَهُ وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ لَا بَأْسَ  
بِأَكْلِهِ وَهُوَ الصَّحِيحُ عَلَى قِيَاسِ  
الدَّجَاجَةِ كَذَا فِي الْمَبْسُوطِ  
اور اگر کوٹا ایسا ہے جس کی غذا مختلط ہے کہ کبھی  
مردار کھائے اور کبھی دانہ تو ابو یوسفؒ سے مروی  
ہے کہ اس کا کھانا مکروہ ہے اور امام صاحبؒ  
سے روایت ہے کہ اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ  
نہیں اور یہی قول صحیح ہے مرغی پر قیاس کر کے ایسا  
ہی مبسوط میں مذکور ہے۔

تحقیق اور حق پسند طبیعتوں کو مذکورہ بالا تقریر سے خوب معلوم ہو گیا ہو گا کہ شریعت  
محمدیؐ میں ہر پرند جانور کی حلت و حرمت کا مدار اس کے ذوق و مصلحت ہونے نہ ہونے اور  
خوراک و غذا پر ہے۔ شکل و شباهت یا رنگ و حلیہ کو حلت و حرمت میں کچھ دخل نہیں  
چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں امام صاحبؒ کا کلیہ قاعدہ اس خاص قسم کے کوٹے کی حلت



کے بارے میں جس کا نام عقیق ہے۔ یہی مذکور ہے کہ غذا میں اختلاط کرنے والا جانور حلال ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

عَنْ أَبِي يُوسُفَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنِ الْعَقَقِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَأْكُلُ اللَّجَاسَاتِ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْطُ اللَّجَاسَاتِ بِشَيْءٍ آخَرَ ثُمَّ يَأْكُلُ فَكَانَ الْأَصْلُ عِنْدَهُ أَنَّ مَا يَخْطُ كَالدَّجَاجِ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ كَرَهُ الْعَقَقُ كَمَا تَكْرَهُ الدَّجَاجَةُ كَذَا فِي فِتَاوَى قَاضِي خَانَ۔

ابو یوسف <sup>رحمہ اللہ</sup> سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صاحب سے سوال کیا عقیق کے بارے میں، امام صاحب نے فرمایا کچھ حرج نہیں، میں نے کہا وہ تو نجاست کھاتا ہے فرمایا وہ نجاست کو دوسری شے سے مخلوط کرتا ہے۔ پھر کھالیتا ہے پس امام صاحب کے نزدیک اصل یہ ہے کہ جو جانور اپنی غذا مخلوط کرے وہ مرغی کی مثل ہے اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں، اور ابو یوسف <sup>رحمہ اللہ</sup> فرماتے ہیں کہ عقیق مکروہ ہے جس طرح مرغی مکروہ ہے ایسا ہی فتاویٰ قاضی خان میں مذکور ہے۔

اور اگر کسی فقہی کتاب میں کسی خاص کلمے کا خاص حلیہ بیان کیا گیا ہے وہ محض سمجھانے کی غرض سے ہے حلت و حرمت کا موقوف علیہ بنانے کے خیال سے نہیں غرض تمام مذکورہ بالا تقریر کا حاصل یہ ہے کہ یہ گوا جو عام طور پر بستیوں میں پایا جاتا ہے مذہب حنفیہ میں حلال ہے اس لیے کہ مشاہدہ اس بات کا شاہد ہے کہ یہ نہ اپنے پنجوں سے خلا میں شکار کرتا ہے۔ اور نہ نجاست و مردار کھانے کا ایسا عادی ہے کہ دانہ کھاتا ہی نہ ہو بلکہ مثل مرغی کے ہے کہ دانہ بھی کھاتا ہے اور نجاست بھی کھالیتا ہے۔ اس لیے گوا امام ابو یوسف <sup>رحمہ اللہ</sup> کے



نزدیک مرغی کی مثل مکروہ ہے۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک بلا کراہت حلال ہے اور یہی قول صحیح و مفتی بہ ہے اور درحقیقت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مرغی کی مثل مکروہ ہوتا بھی حلت ثابت کرتا ہے اس لیے کہ مرغی کا کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور حلت کے متافی نہیں واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ محمد شاہ کشمیری عفی عنہ



الجواب صواب

دستخط محمود حسن عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ اسلامیہ شاہی مراد آباد

الجواب صحیح

علی رضا عفی عنہ مدرس مدرسہ مسیحی شاہی مراد آباد

الجواب صواب

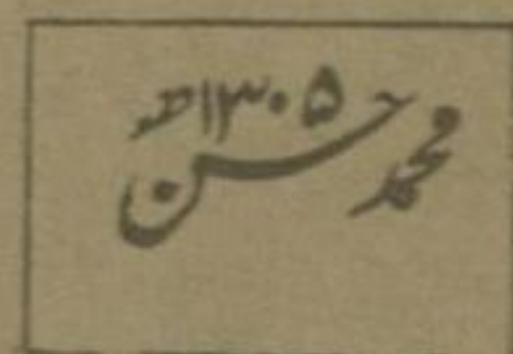
الجواب صحیح والجبیب نیج

واقعی دلائل حلت قوی ہیں درحقیقت دوسرے لوگ تشنیز بہرہ

غلطی کرتے ہیں ورنہ مسئلہ فقہ میں مخفی نہیں ہے۔

الجواب صحیح

مدرس اول مدرسہ مسجد شاہی مراد آباد



محمد حسن عفی عنہ

بند محمد بن مہدی عفی عنہ

مستمر مدرسہ لاٹک فیہ محمد امین

صح الجواب بعون اللہ الملک الوہاب

الجواب صحیح

فقیر محمد امین عفا اللہ عنہ دہلوی

بندہ محمد قاسم عفی عنہ

اصحاب من اجاب

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

عبدالحق پوری عفی عنہ ملازم ریاست ریلوے



الجواب صحیح

جلیلانِ خدای سبب ۱۳۱۳ھ  
بڑھ کر ہی جلیب احمد

جواب صحیح ہے

قدرة اللہ کا ان اللہ

مدرس مدرسہ مراد آباد

مدرس مدرسہ فتحپوری ۱۲

الجواب صحیح

الجواب صحیح

عبداللہ عفی عنہ مراد آبادی

الجواب صحیح

محمد عبد الغفور مدرس مدرسہ

اینیہ دہلی شاگرد مولوی

انظار حسین عفی عنہ

عبداللہ صاحب لکھی پور فیسریہ نوئی رٹی لاہور

مدرس مدرسہ اینیہ دہلی

الجواب صواب

الجواب صحیح

بندہ ضیاء الحق عفا اللہ عنہ

مدرس مدرسہ اینیہ دہلی

محمد کرامت اللہ ۱۳۹۴ھ

الجواب صحیح

واعظ مدرسہ حسین بخش دہلی

محمد اسحاق عفی عنہ

الجواب صحیح

ننوی مدرس اول

رحیم بخش عفا اللہ عنہ

مدیر نکیہ ضلع بجنور

سہارن پوری

الجواب صحیح

الجواب صحیح

غلام رسول عفی عنہ مدرس

بندہ مکین محمد حسین عفی عنہ

مدرس مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند

مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

محمد حسین عفی عنہ ۱۳۰۴ھ



الجواب صحیح

محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ مدرس

مدرسہ عالیہ دیوبند

الجواب صحیح

بندہ محمد حسین نگینوی

مدرس مدرسہ نگینہ

الجواب صحیح

ثابت علی عفی عنہ

مدرس مدرسہ سہارن پور

اعظم الشہزاد حسن اجانب زہاجاد و اصناف

فیما اجاب ۔

عبدلکریم ہزاروی وارد سہارن پوری عفی عنہ

الجواب صحیح

محمد نصیر الدین عفی عنہ

طیب میرٹھ

الجواب صحیح

محمد ریاض الدین عفی عنہ

مدرس اول مدرسہ

رونق اسلام میرٹھ

الجواب صحیح

عبدالرحمان عفی عنہ

مراد آبادی مقام میرٹھ

الجواب صحیح

عبدالمومن عفی عنہ دیوبندی مدرس

اول مدرسہ قومی میرٹھ

الجواب صحیح

محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ

عالیہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح

محمد اسحاق عفی عنہ مدرس

مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ

الجواب صحیح

ابوالحسن عفی عنہ

مہتمم مسجد جامع سہارن پور

الجواب صواب

کتبہ انفق عباد اللہ محمد عبد الشکور عفا عنہ مولانا کاکوری

انہ کان عبد الشکور



فتویٰ جناب مولانا مولوی غلام احمد صاحب مدرس اول مدرسہ نعمانیہ و

دیگر علماء لاہور

الجواب

اصل اول اس قسم کے مسائل کے جواب میں قول ملک جلیل جل جلالہ تحریر علیہم الجواب  
ورسول مقبول ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو مسلم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت  
کیا ہے کہ: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ التَّبَاعِ وَكُلِّ ذِي  
مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ كَذَا فِي الْمَشْكُوتَةِ فِي  
الفصل الاول من باب ما يحل  
أكله وما لا يحل

قاموس میں ہے

الناب السن خلف الرابعية  
یعنی سامنے کے چاروں دانتوں کے پیچھے (دانتے بائیں)  
جو ایک ایک (تیز نوکدار) دانت ہوتا ہے اسے ناب  
کہتے ہیں۔

اور نیز قاموس میں ہے:

السبع بضم الباء وفترها وسكونها  
المفتدس من الحيوان  
یعنی سبع بچاڑ کھانے والے جانور کو کہتے ہیں۔ اور  
افتدس کے معنی قاموس میں اصطیاد کے ہیں۔  
اور مخلب کے معنی قاموس میں اس طرح نگھے ہیں:



المخلب المنجل و ظفر كل سبع من الماشی والطائر او هو لما يصيد من الطیر والظفر لهما لا يصيد۔

پس معلوم ہوا کہ مخلب اسی پرندہ کے ناخن کو کہتے ہیں جو شکاری ہو ورنہ یوں تو ہر پرندے کے ناخن ہوتے ہیں۔

چونکہ کلام برند سب امام ہے لہذا کتب فقہ حنفی سے امام صاحب کا قول لکھا جاتا ہے جو مفتی بہ ہے۔

قدوری میں ہے:

وَلَا يَجُوزُ أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ  
وَلَا ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔

ہر کچلی والے پرندے اور پنجوں (سے) ہوا میں  
شکار کرنے، والے پرندے کا کھانا جائز نہیں۔

جو ہر ذیہ شرح قدوری مطبوعہ مصر جلد دوم کے ص ۲۷۹ میں ہے۔

الْمُرَادُ مِنْ ذِي النَّابِ أَنْ يَتَّكُونَ لَهُ  
نَابٌ يَصْطَادُ بِهِ وَكَذَا مِنْ ذِي الْمَخْلَبِ  
وَالْإِلَّا فَالْحَمَامَةُ لَهَا مَخْلَبٌ وَالْبَعِيرُ لَهُ  
نَابٌ وَذَلِكَ لَا تَأْخِيرَ لَهُ

مراد ذی ناب سے یہ ہے کہ جس کے لیے ایسی  
کچلیاں ہوں جن سے وہ شکار کرے اور ایسے ہی  
ذی مخلب سے (مراد وہ ہے جس کے لیے  
ایسے پنچے ہوں جن سے وہ شکار کرے) ورنہ تو  
کبوتر کے پنچے اور ادنٹ کی کچلیاں ہوتی ہیں حالانکہ  
(حرمت میں) ان کو کوئی تاثیر نہیں ہے۔

ہدایہ میں قدوری کی عبارت مذکورہ بالا کی دلیل میں حدیث کا لفظ اس طرح نقل کیا ہے۔

لَا تَنْتَهِى النَّبَى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهَى  
عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ  
الطُّيُورِ وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنْ السَّبَاعِ

اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پنجوں (سے)  
ہوا میں شکار کرنے، والے پرندے اور ہر کچلی  
والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا



وَقَوْلُهُ مِنَ السَّبَاعِ ذَكَرَ  
عَقِيبَ السَّبْعِ فَيَنْصَرِفُ  
إِلَيْهِمَا فَيَتَنَاوَلُ سَبَاعَ الطَّيُورِ  
وَالْبَهَائِمِ كُلِّ مَالِهِ  
مُخْلِطٌ وَنَابٌ

ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ من السباع کو  
دونوں نوعوں کے بعد ذکر کیا ہے لہذا اس کا تعلق  
دونوں نوعوں کے ساتھ ہوگا اس لیے یہ ارشاد درندہ  
پرنندوں اور درندہ بہائم ہی کو شامل ہوگا نہ ہر اس  
جانور کو جس کے پنجے اور کچلیاں ہوں۔

کفایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے:

وَالْمَوْثَرُ فِي الْحَرَمَةِ الْإِيذَاءُ فَهُوَ طَوْرًا يَكُونُ بِالنَّابِ وَ  
تَارَةً يَكُونُ بِالمُخْلِطِ أَوِ الْخَبْثِ وَهُوَ قَدْ يَكُونُ خِلْقَةً كَمَا فِي الْحَشَرَاتِ  
وَالْهَوَامِّ وَقَدْ يَكُونُ بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَلَا كَتَرِ .

اس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک تاثیر حرمت میں صرف دو  
ہی چیزوں کو ہے۔ ایک تو ایذا بحکم حدیث متفق علیہ ہے۔ دوم نجس بحکم آیت قرآن اور یہ  
بھی معلوم ہوا کہ ایذا شرعاً وہی معتبر ہے جو ناب یا مخلیط سے ہو اور ناب اور مخلیط بھی  
وہی معتبر ہیں جو ان جانوروں کے سلاح اور ہتھیار اور شکار کے اوزار ہوں مطلقاً ناخون  
اور کچلی کا کچھ اختیار نہیں اور نجس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلقی جیسے حشرات الارض و ہوام میں  
دوسری عارضی جیسے جلالت نجاست نور جانوروں میں۔ پس جب علت حرمت یہی دو چیزیں ہیں،  
تو اب دیکھنا چاہیے کہ اس دیسی کو سے میں علت حرمت موجود ہے یا نہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے  
کہ علت اول یعنی ایذا شرعاً معتبر ہے وہ اس دیسی کو سے میں ہرگز نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ نہ  
سباع طیور میں سے ہے نہ سباع بہائم سے کیونکہ سباع کی عام تعریف ہدایہ میں اس طرح  
لکھی ہے۔ وَالسَّبْعُ كُلُّ مَنَتهَبٍ مُخْتَلِفٍ جَارِحٍ قَاتِلٍ عَادٍ عَادَةً۔



اور کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

تُمَّ الْفَرَقُ بَيْنَ الْأَخْطَافِ وَالْإِنْتَهَابِ  
هُوَ أَنَّ الْأَخْطَافَ مِنْ فِعْلِ الطَّيُورِ  
وَالْإِنْتَهَابُ مِنْ فِعْلِ السَّبَاعِ غَيْرِ  
الطَّيُورِ وَفِي الْمَبْسُوطِ الْمُرَادُ بِذِي  
الْمَخْطَفَةِ مَا يَخْطُفُ بِمَخْلَبِهِ مِنْ  
الْهَوَاءِ كَالْبَازِي وَالْعَقَابِ وَمِنْ ذِي  
الْمَنْهَبَةِ مَا يَنْتَهَبُ بِنَابِهِ مِنَ الْأَرْضِ

پھر فرق اختطاف و انتہاب کے درمیان یہ ہے کہ  
اختطاف پرندوں کا فعل ہے اور انتہاب ان  
درندوں کا جو پرندے ہوں ملبسوط میں ہے کہ  
مراد ذی المخطفہ سے وہ جانور ہے جو اپنے پنجوں  
سے ہوا میں اچک لے جیسے باز اور عقاب  
اور ذی المنہبہ سے مراد وہ جانور ہے جو اپنی کھلیوں  
کے ذریعہ زمین سے جھپٹ کر اچک لے۔

نعمتی کہ سبع (درندہ) اسی جانور کو کہتے ہیں جو حملہ کر کے جھپٹا مار کر چیز کو لے جائے اور زخمی  
کر کے قتل کر ڈالے اور یہ صفت اس دیسی کوڑے میں نہیں پائی جاتی۔ چونچ سے چڑیا کا انڈا یا بچہ  
اٹھا کے لے جانے یا پنجنہ سے ہڈی یا ٹکڑا اٹھا کر کھانے سے سبع یا موزی یا قسکاری  
جانور نہیں کہلا سکتا۔ یہی دوسری علت یعنی نجبت خلقی تو اس دیسی کوڑے میں نہیں پائی جاتی۔ البتہ  
نجبت کی دوسری قسم یعنی نجبت عارضی سو وہ جنس غراب کے بعض اصناف میں پائی جاتی ہے۔

ہدایہ میں ہے:

قَالَ وَلَا بَأْسَ بِغُرَابِ الذَّرْعِ لَأَنَّهُ يَأْكُلُ الْحَبَّ وَلَيْسَ مِنَ سَبَاعِ  
الطَّيُورِ قَالَ وَلَا يُرَكَّلُ الْأَبْقَعُ الَّذِي يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَكَذَا الْعُذَافُ قَالَ  
أَبُو حَنِيفَةَ لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْعَقَقِ لِأَنَّهُ يَخْلُطُ فَاشْبَهَ الدَّجَاجَةَ وَعَنْ  
أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ يَكْرَهُ لِأَنَّهُ غَالِبٌ أَكَلَهُ الْجَيْفُ۔

پس ہدایہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے عقق کی کراہت



میں ایک روایت ہے کیونکہ صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ من وہیں کہتا ہے جہاں دو روایتیں ہوں ورنہ عند کہتا ہے اور نیز معلوم ہوا کہ باعتبار حکم شرعی یعنی حلت و حرمت کے جنس غراب کی تین قسمیں ہیں۔ حلال بالاتفاق جیسے غراب الزرع۔ دوسری حرام بالاتفاق جیسے البقع وغیرہ تیسری مختلف فیہ بین الاظمہ والثانی فی روایتہ عنہ جیسے عتق اور جو اس کے حکم میں ہے۔ اور ان اصناف کی حلت یا حرمت کی علت یہی نسبت عارضی کا عدم یا وجود ہے۔ پس چونکہ غراب الزرع میں علت حرمت مطلقاً نہیں پائی جاتی اس لیے بالاتفاق حلال ہے اور البقع و غلاف میں چونکہ علت موجود ہے اتفاقاً حرام ہے اور عتق میں چونکہ علت حرمت امام صاحب کے نزدیک نہیں پائی جاتی ہے اس لیے بلاکر اہت حلال ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک روایت میں چونکہ علت حرمت موجود ہے اس لیے مکروہ تحریمی ہے اور شیخینؒ کے عتق میں اختلاف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ قاعدہ لاکثر حکم الكل کو معمول بہا مٹھراتے ہیں اور امام صاحبؒ اس قاعدہ کا اعتبار نہیں کرتے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ کی تعلیل سے ظاہر ہے کیونکہ امام صاحبؒ کے مذہب کی دلیل میں لکھا ہے لا ینخلط فاشبہ الدجاجة اور امام ابو یوسفؒ کے مذہب کی تعلیل میں کہا کہ ان غالباً کلہ الجیف اب اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ علت حرمت غیر فساد پرندوں میں جہاں ہوگی نسبت عارضی ہوگی، پس کوئی پرندہ خواہ کسی قسم کا کیوں نہ ہو جب اس کی غذا بالکل نجاست ہوگی وہ حرام ہوگا۔ اور جس میں یہ بات نہ پائی جائے گی وہ امام صاحبؒ کے نزدیک حلال ہوگا۔ اگرچہ خالط میں ابو یوسفؒ کا خلاف ہے۔ اور صحیح اور مفتی بہ قول امام صاحبؒ کا ہے۔ چنانچہ صاحب بحر وغیرہ فقہاء نے تصریح کی ہے۔ کیونکہ مرغی بالاتفاق حلال ہے اور وہ خالط ہے پس اگر خالط سے نجاست عارضی (جو مؤثر فی الحرمت ہے) پایا جاتا ہے تو مرغی بھی حرام ہوتی واذلیس فلیس پس اب ہمیں اصناف غراب کے ناموں اور علیوں



کی تفصیل اور ان اصناف کے تعین مصادیق کی بلا طائل تطویل کی کچھ حاجت نہ رہی کیونکہ مدارِ  
حلت و حرمت نہ نام پر ہے نہ صورت پر بلکہ کلیۃً نجاست نوار ہونے یا نہ ہونے پر  
ہے۔ پس اگر بالفرض والتقدیر کوئی فرد صنف البقع کا (بشرطیکہ ذی مخلب نہ ہو) مطلقاً نجاست  
نہ کھائے۔ چنانچہ کوئی شخص پنجرہ میں اُسے پالے اور دانہ اناج ہی کھلائے نجاست نہ  
کھانے دے تو وہ حلال ہوگا اور صنف غراب الزرع یا عتق کا کوئی فرد اگر بالکل نجاست  
ہی کھانے لگ جائے اور دانہ وغیرہ کچھ نہ کھائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام  
ہوگا۔ چنانچہ محیط کی عبارت ذیل سے (جو شیخ ابوالکلام نے شرح مختصر وقایہ میں ماتن کے قول  
ولا الا بقع الذی یا کل الجیف کے تحت میں نقل کی ہے)۔ یہ امر ظاہر ہے۔

محیط میں ہے کہ:

وفي المحيط أَنَّ الخرابَ البقعَ و  
الاسودَ والذاعَ ثلثةُ أنواعٍ نوعٌ یا کل  
الحبَّ لا الجیفَ وهو غیر مکروہ  
ونوعٌ آخرٌ لا یا کلَ الا الجیفَ  
وان مکروہٌ ونوعٌ آخرٌ لخلط الحب والجیف وهو  
غیر مکروہ عند ابی حنیفۃ مکروہ عند  
ابی یوسف فَرُصِفَ لَابَقَعُ بِأَذْكَرِ لِلتَّقْيِيدِ  
للمجرد الاشارة الى عدة الحرمة انتهى ما  
اور صاحب عتایہ اور کفایہ اور قستانی وغیرہ نے ذخیرہ سے اس کے قریب قریب  
مضمون نقل کیا ہے۔ پس جب ان نقول معتبرہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ امام صاحب

مضمون نقل کیا ہے۔ پس جب ان نقول معتبرہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ امام صاحب



کے نزدیک خالط حلال ہے۔ اور اس دیسی کوٹے کے خالط ہونے میں کسی کو شک نہیں تو  
اب کا شمس فی رابعة النهار ظاہر و روشن ہو گیا کہ یہ دیسی کوٹا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب  
میں حلال ہے بلا کر اہت اور یہی مطلوب ہے۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ الاحد ابو محمد احمد الجکوالی مولد اللہ ہوری منزل

غرابیکہ خالط بین الحب والجیف است  
حکمش ہمین است کہ در جواب مرقوم شدہ کما یدل  
علیہ عبارت الذیل۔  
دانہ اور مردار دونوں کھانے والے کوٹے کا حکم  
یہی ہے جو۔ جواب میں مرقوم ہوا جیسا کہ اس پر  
عبارت ذیل دلالت کرتی ہے۔

ابراہیم سے مروی ہے:

قال کانوا یکرهون کل ذی مخذب  
من الطیر وما اکل الجیف و ما  
فاخذ فان ما یا کل الجیف کالغذاف  
والغراب الا بقع ینتخبث طبعاً فاما  
الغراب الذرعی الذی یلتقط  
الحب مباح وان کان  
الغراب یحبث یخلط فیاکل الجیف  
تارة والحب اخری فقد روی عن  
ابی یوسف انہ یکره و وعد  
کہ انہوں نے فرمایا کہ فقہار مکروہ سمجھتے ہیں ہر اس  
پرندے کو جو پنجوں (سے) ہوا میں شکار کرنے  
والا ہو۔ یا جو مردار کھائے اسی مذہب کو ہم اپنا  
میں کیونکہ جو کوٹا مردار کھاتا ہے وہ غذاف کی  
طرح ہے اور غراب البقع طبعاً گندہ ہے اور  
غراب ذرعی جو صرف دانہ چکاتا ہے مباح ہے  
اور اگر کوٹا ایسا ہو جو مردار اور دانہ دونوں کھالیا  
ہو تو اس کے بارے میں امام ابو یوسف سے  
مروی ہے کہ مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ



## ضمیمہ

منقول از احسن الفتاویٰ کامل : ص ۵۲۸ تا ۵۳۹ :

سوال ( ۳۹۷ ) شکار پور بندھ کے علماء نے کوڑے کی حرمت پر ایک تحریر لکھی ہے جو ارسال خدمت ہے یہ تحریر چونکہ جمہور کے مسلک کے خلاف ہے اسلئے اس سے متعلق بعجلت ممکنہ تحقیق فرما کر ممنون فرمائیں اس تحریر کے سوال و جواب حسب ذیل ہیں۔

سوال غراب ملکی حلال است یا حرام ؟ بینوا تو جروا۔  
جواب غراب ملکی حرام است از جملہ فواسق و موزیات است۔ در حدیث شریف فی الموطا امام مالک۔

رو عن نافع عن عبد الله بن عمران رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خمس من الدواب ليس على المحرم في قتلهن جناح الغراب والحدأة والعقرب والفارة والكلب العقور۔  
و موطا امام مالک : ص ۳۷۲

۱۔ یہ تحریر کافی ایام تک بندہ کے پاس پڑی رہی مگر جواب کی فرصت نہ ملی۔ بالآخر -  
(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)



وور حاشیہ مصنفی علی الموطا۔

قال البغوی اتفق اهل العلم على انه يجوز للمحرم  
قتل هذه الاعيان ولا شيء على قتلها  
في الاحرام والحرمة لان الحديث يشتمل على اعيان  
بعضها سبع وبعضها هوام وبعضها لا يدخل في  
معنى السباع ولا هي من جملة الهوام وانما هو  
حيوان مستخبت اللحم وتحريم الاكل يجمع  
الكل وقالت الحنفية لاجزاء بقتل ما ورد في  
الحديث وقاسوا على الذئب وقالوا في غيرها من  
الفهد والنمر والخنزير وجميع مالا يوكل لحمه  
على الجزاء بقتلها الا ان يتد به شيء فيدفعه  
عن نفسه فيقتله فلا شيء عليه

(مسوی ۱ ص ۳۱، جلد اول)

وفي البحر :

» معنى الفسق فيهن خبثهن وكثرة الغرر فيهن «

(البحر الرائق ۱ ص ۳۶، جلد ۳)

در برایہ می آرد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مولوی محمد تقی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کی گئی چنانچہ انہوں نے  
بحمد اللہ تعالیٰ ویسا ہی کافی و شافی جواب تحریر فرمایا جس کی امید ان کی قابلیت سے بھی جس کا انداز  
جواب کے ملاحظہ سے ہو گا۔ زادہ اللہ تعالیٰ علماً و عملاً و صلاحاً۔ ۱۲ رشید احمد عفی عنہ



» والمراد بالغراب الذي يأكل الجيف ويخلط لانه

يبتدى بالاذى « (مدايه ۱ ص ۲۱۵ : جلد اول)

وفي بعض النسخ -

» او يخلط كما نقل عبارتها في البحر « (المجرا لائق ص ۱۳۳)

او يخلط الحب بالنجس معناه يأكل الحب قارة و

النجس قارة كذا في الحاشية للسيد الشامي على البحر

نقلًا عن النهر عن السدائع = قال ابو يوسف

» الغراب المذكور في الحديث الذي يأكل الجيف

او يخلط لان هذا النوع هو الذي يبتدى بالاذى «

(منحة الخالق على البحر ص ۳۶ : جلد ۳)

در مسکین شرح کنز تحت قوله ولا شيء يقتل الغراب می آرد -

» والمراد به الابقع الذي يأكل الجيف ويخلط النجس

مع الطاهر في التناول « (ملا مسکین شرح کنز ص ۱۵۰ : جلد اول)

و در حاشیه علامه ابی السعد می نویسد -

» الواو بمعنى او اذ لا حاجة بضم الخلط الى اكلها

رای اكل ما خالفه، كما ذكره الحموي « انتهى

و فقها کرام دو نوع غراب را از غراب که در حدیث شریف مذکور است استثنا ساخته اند

یک غراب الزرع دیگر عقیق کما فی عامه الكتب بقتل این هر دو نوع بر محرم جزا واجب

است - در رد المختار در تعریف غراب الزرع می نویسد -

عله قال في المجلد الثاني ص ۵۰، في تعريفه « وهو الغراب الصغير الذي

(بقیه حاشیه صفحہ ۲۵)



« وهو الذي يلتقط الحب ولا يأكل الجيف ولا يأتى

فى القرى والأمصاىء »

و در تعریف عقق می آرد -

« هو طائر نحو الحمامة طويل الذنب فيه بياض و

سواد وهو نوع من الغربان يتشاءم به ويعقق

بصره يشبه العين والقاف » در المختار ص ۳۰۸ جلد ۶

پس این هر دو نوع حلال اند - و ازین جا است که فقهای کرام در کتاب « ما یحل اكله

وما لا یحل » همین دو نوع غراب را حلال نوشته اند - و در تنویر الابصار می نویسند -

« وحل غراب الزرع » الذي يأكل الحب والارنب

والعقق هو غراب یجمع بین اكل جیف وحب »

و تنویر الابصار مع الشامی ص ۳۰۴ جلد ۶

ولا شك ان غراب دیارنا غیر العقق و غیر غراب

الزرع فیكون داخل فی الغراب المذکور فی الحدیث

فیكون فاسقاً و حراماً کسائر نظائره و آنچه بعض فضلاء این غراب

علی احلال دانسته و تمسک گرفته بآنچه عبارات فقهای واقع شده - « نوع یا کل

الحب مرة و الاخرى جيفة غیر مکروه عند الامام الاعظم

فانه يتوهم منه فی بادی الرأى ان الغراب المعروف فی

دیارنا غیر مکروه عند الامام لانه یخلط بین الحب و النجاسة

در بقیه حاشیه صفحہ گذشته « یا کل الحب » و فی المجلد السادس ص ۳۰۴ « وهو غراب

اسود صغير یقال له الزاغ و قد یكون محمر المنقار و الرجلین » ناشر



فنقول ان الفقهاء الكرام حصروا هذا النوع في العقعق فقال  
في العناية شرح الهداية -

« اما الغراب الا يقع والا سود انواع ثلاثة نوع يلتقط  
الحب ولا ياكل الجيف وليس بمكروه ونوع منه لا  
ياكل الا الجيف وهو الذي سماه المصنف « الا يقع  
الذي ياكل الجيف وانه مكروه ونوع يخلط ياكل الحب  
مرة والجيف اخرى ولم يذكره في الكتاب و  
هو غير مكروه عند ابى حنيفة « مكروه عند  
ابى يوسف «  
وعناية مع الفتح : ص ٢٩٩ ج ٩

وفي الحاشية السعدية للجلبي

« اقول قال الزيلعي في شرح الكنز ص ١٢٩٥ ج ٥  
ونوع يخلط بينهما وهو ايضا يوكل عند ابى حنيفة «  
وهو العقعق كما في المنح وسياتي «

وفي الحاشية شرح الوقاية -

« نوع يجمع بين الحب والجيف وهو حلال عند  
ابى حنيفة « وهو العقعق الذي يقال له بالفارسية  
« عكه » «

وفي تكملة البحر للعلامة الطرطوسي في شرح قوله الا يقع -  
والغراب ثلاثة انواع الى قوله ونوع يخلط بينهما و  
هو ايضا يوكل عند الامام وهو العقعق «

والبحر الرائق ص ١٩٥ ج ٨



پس ظاهراً شد که این نوع که جامع است در میان حب و جیفه و آن نزد امام  
حلال است منحصر است در عقق و او موزی نیست - و آنچه در هدایه و شرح مسکین آورده  
و یخلط مراد ازال آن است که او موزی باشد و آن حرام است پس غراب که جامع باشد  
در میان حب و جیفه دو صنف است یکی صنف که او موزی نیست و آن حلال  
است منحصر است در عقق و صنف دیگر او مذیست حرام است -

در تفسیر القاری شرح صحیح البخاری می آرد فاسق بودن غراب از آنست که لپشت  
مخرج دواب را چشمش ترا می کند انتهی بزبان سندھی مشهور است که -

« کانو که کی گد و لجنی »

یعنی قستیکه غراب آواز دهد حیوانیکه ریش دارد می لرزد در مصداق آن در دیار  
ما همین غراب معروف است - چنانچه در اوصاف ذمیمه او ظاهراً است و در رد المحتار  
می آرد تحت قوله ولا شئ یقتل غراب -

« الا العقق لان الغراب دائماً تقع علی دبر الدابة »

کما فی غایة البیان «

از این عبارت واضح گردید که این غراب که در دیار ما است موزی است ریش  
دابه را می کند و در دبر دابه می افتد و چشمش ترا می کند حرام است و عقق غیر آنست  
عقق را در سندھی متاه گویند - والله اعلم بالصواب -

المحرر فقیر عبد کیم

صند مدرس مدرسه اشرفیه شکارپور

اسماء گرامی مصدقین بالالفاظ المذكورة فی الاصل

محمد فضل الله مهتم مدرسه اشرفیه ؛ عبدالقادر ثانی مدرس ؛ الفقیر عبدالفتاح ؛ مولوی



عبدالحق : مولوی غلام مصطفیٰ : مولوی عبدالمالک : مولوی تاج محمد : مولوی مظفر  
 سومرو : مولوی عزیز اللہ : الفقیر محمد عظیم : عبدالحی جتوئی : عبدالحکیم چشتی :  
 محمد عارف چٹھوی : امید علی جکیب آباد : محمد اسماعیل عمودوی ثم الشکار فوری : انا عبد العزیز  
 الباندوی : العبد عبد الغنی : حامد اللہ بلوچستانی اجمیری : عطاء اللہ الفتلابی :  
 مولوی مظہر الدین مدرسہ ہاشمیہ : عبد العزیز جتوئی ۔

العبارات والروایات المزیدة عالمگیری اردو ص ۴۴ ج ۸  
 ” جو پرندے بے نجس و مردار خور ہیں جیسے دلیسی کو اس کو طبیعت پاکیزہ  
 پلید و خبیث جانتی ہے “ انتہی ۔

” عن هشام عن عروة عن ابيه انه سئل عن اكل الغراب  
 فقال ومن يا كله بعد ما سماه رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم فاسقا يريد به الحديث المعروف خمس فواسق  
 يقتلن في الحل والحرم “

کتاب المخصص للاندلسی ۔

” يقال للغراب ابن دايه سعى بذلك لانه مولع بالوقوع  
 على الدبر التي على دايات ظهور الابل والعقوق طائر  
 كالغراب يجمل حجلانا والانشى عققه وهو يدجن و  
 الغراب لا يدجن والعقوق يسرق كل شئ من  
 الدراهم والدنانير “ (مخصص سفر ثامن ص ۱۵۲)

” نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن كل ذى مخلب  
 من الطير وروى نهى عن كل خطفة ونهبة “

” والغراب الذى ياكل الحب والزرع حلال بالاجماع “



(بدائع الصنائع : ص ۳۹ ج ۵)

» سألت أبا حنيفة رحمه الله عليه عن أكل الغراب

فرخص في غراب الزرع وكره الغداف فسألته عن

الابقع فكره ذلك « (بدائع الصنائع : ص ۴۰ ج ۵)

وفي الموعد » الا بقع هو الذي في صدره بياض «

قال في المحكم » غراب ابقع يخالط سواد و بياض وهو اخبثها «

ردالمحتار از عنایہ نقل کرده -

» نوع لا يأكل إلا الجيف وهو الذي سماه المصنف

الابقع وأنه مكروه الخ «

حقیقت نہیں است کہ یک نوع غراب ابقع سوائے جیف نمی خورد و مراد عنایہ

بہمیں نوع است مگر در حدیث از غراب ابقع ہماں مراد است کہ ہر دو خلط می کند

کما فی تبیین الحقائق صفحہ ۶۶ جلد ۶ - والمراد بالغراب الابقع الذي يأكل

الجيف أو يخلط كذا في الهداية -

بقیہ صفحہ ۹۰ سے آگے

کے نزدیک اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں

۱ بیحنیفۃ لا یاس با کلمہ هو الصیح علی قیاس

یہی صحیح ہے - جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے

۲ الذی جاجۃ کذا فی المبسوط عالمگیری

کے باوجود حلال ہے - کذا فی المبسوط عالمگیری -

جلد ۲ ص ۱۹۳

الجواب صحیح

علامہ احمد مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

تذکرہ انجمنیہ



## الجواب

اقول وبالله استعین - فاضل مجیب نے ملکی کوٹے کے حرام ہونے پر جو استدلال کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ فقہانے کوٹے کی جو ایک قسم بیان فرمائی ہے کہ وہ نجاست وغیرہ میں خلط کرتا ہو اس کی بھی دو قسمیں ہیں -

۱ : عقق جو موزی نہیں - ۲ : وہ جو خلط کرتا ہے اور موزی ہے - ان میں سے پہلی قسم تو حلال ہے - لیکن دوسری قسم حرام ہے - اور چونکہ ملکی کوٹے دوسری قسم میں داخل ہے اس لئے وہ حرام ہوگا - موزی ہونے یا نہ ہونے کی تفصیل پر انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ جس جگہ فقہاء کرام یہ تحریر فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں کوٹے کا قتل کرنا جائز ہے اور اس پر کوئی جزار نہیں - اس کے تحت اس کوٹے کو ابقع در اس قسم کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں جو نجاست اور زرع میں خلط کرنے کا عادی ہو - اور اس کے بعد عقق کو اس سے مستثنیٰ کر لیتے ہیں - ان کے اس فعل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلط کرنے والے کی دو قسمیں ہیں - ایک وہ جو موزی ہے - اس کے قتل کرنے سے جزار واجب نہیں - دوسری عقق کہ وہ بھی خلط کرتا ہے مگر چونکہ موزی نہیں اس لئے اس کے قتل پر جزار واجب ہے -

موزی کوٹے کے حرام ہونے پر فاضل مجیب نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے مسوئی میں لکھا ہے کہ جن پانچ چیزوں کو حدیث میں عام حکم سے مستثنیٰ کر کے یہ کہا گیا ہے کہ ان کے قتل سے کوئی حرج نہیں وہ سب کی سب حرام ہیں - ان کا کھانا ناجائز ہے - اور جب فقہاء کی عبارتوں سے یہ معلوم ہو چکا کہ ان چیزوں میں وہ موزی کوٹا بھی



داخل ہے جو خلط کرتا ہے تو مسوی کی اس عبارت سے اس کوے کا حرام ہونا بھی معلوم ہو گیا۔

خلاصہ کے طور پر استدلال ان مقدمات پر موقوف ہے

- ۱ : خلط کرنے والے کی دو قسمیں ہیں۔ موذی۔ اور عقیق جو موذی نہیں۔
- ۲ : موذی کوے کو قتل کرنے سے محرم پر جزا واجب نہیں اور غیر موذی کے قتل پر جزا آتی ہے۔

۳ : مسوی کی عبارت میں ہے کہ تمام فواسق خمس جن کے قتل سے محرم پر جزا نہیں آتی وہ حرام ہیں۔

اس استدلال کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا دار و مدار چونکہ ان مقدمات پر ہے۔ اس لئے ہم ان میں سے ہر ایک مقدمہ پر بحث کریں گے۔

ان میں سے پہلا مقدمہ علی الاطلاق صحیح نہیں کیوں کہ عقیق بھی پہلا مقدمہ | کبھی ایذا پہنچاتا ہے۔ صاحب ہدایہ کے قول ” المراد

بالغراب الذی یا کل الحیف و یخلط لانه یبتدی بالاذی اما العقیق فغیر مستثنی لانه لا یشی غرابا ولا یبتدی بالاذی الخ “ کے تحت علامہ اکمل الدین بابر تہیؒ لکھتے ہیں۔

قیل فعلى هذا یكون فی قوله فی العقیق ولا یبتدی

بالاذی نظر لانه یقع علی دبر الدابة۔

(عنا۔ علی ہش الفج جلد ۲ : ص ۲۶۶)

اور مولانا عبدالحی صاحبؒ نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ۔

انه دائما یقع علی دبر الدابة۔ (حاشیہ ہدایہ ج ۱ : ص ۲۶۲)

اسی طرح علامہ زین الدین بن نجمؒ نے بھی ہدایہ کی اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے



لکھا ہے۔

فیه نظر لانہ دائماً یقع علی دبر الدابة کما فی غایۃ البیان

(البحر الرائق ص ۳۶ : ج ۳)

اگرچہ علامہ شامی نے بحر کے حاشیہ پر اور رد المحتار میں صاحب بحر کے اس اعتراض کو رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ ”و أشار فی المعراج الی دفع مافی غایۃ البیان بانہ لا یفعل ذالک غالباً“ لیکن اس سے بھی عقق کے اصلاً موزی نہ ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ کیوں کہ صاحب معراج نے ”غالباً“ کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی ایذا پہنچاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ خود علامہ شامی نے آگے چل کر لکھا ہے۔

”ثم رأیتہ فی الظہیریۃ قال وفی العقق روایتان

والظاہر انہ من الصیود قلت وبہ ظہران مافی الہدایۃ

هو ظاهر الروایۃ (منہ علی البحر : ص ۳۶ : ج ۲)

علامہ عثمانی نے بھی فتح الملہم میں ظہیریہ کا قول نقل کیا ہے۔ (ص ۲۳۱ - ج ۳) جس سے معلوم ہوا کہ ایک مرجوح روایت عقق کے بارہ میں بھی یہ ہے کہ اس کے قتل سے محرم پر جزا نہیں، ظاہر ہے کہ اس روایت کی بنیاد یہ ہے کہ عقق موزی ہوتا ہے۔ کیوں کہ حنفیہ کے نزدیک خمس فواسق کے قتل پر جزا نہ ہونے کی علت مشترکہ ایذا ہے جیسا کہ علامہ ابن رشد نے ہدایۃ المجتہد ص ۴۰، ج ۱ - میں نقل فرمایا ہے۔ (دوسیاقی نص) پس ثابت ہوا کہ عقق بھی کسی درجہ میں موزی ہے۔ اگر آپ کے قول کی بنا پر موزی کو حرام ہے تو عقق بھی حرام ہونا چاہئے۔ (و ذالک خلف)

بہر حال ! مقدمہ اولیٰ علی الاطلاق صحیح نہیں ہے بلکہ اس میں بعض حضرات کی رائے

مختلف ہے۔ اور جو حضرات اسے موزی نہیں کہتے وہ بھی کبھی کبھی اس کی ایذا رسانی



کے قائل ہیں۔

یہ مقدمہ راجح قول کی بنا پر صحیح ہے۔ اگرچہ علامہ ابن نجیم ر اس  
مقدمہ ثانیہ | سلسلہ میں تمام لوگوں میں متفرد ہیں اور انہوں نے لکھا ہے کہ۔

وأطلق في الغراب فشمل الغراب بانواعه الثلاثة مگر اس کو صاحب  
نہر علامہ مصحفی ر علامہ شامی ر اور مولانا عثمانی ر نے رد کیا ہے۔

(شامی ص ۳۰ ج ۲ : فتح الملہم ص ۲۳۱ ج ۳)

یہ مقدمہ ہرگز صحیح نہیں۔ اور اس کی عدم صحت مسوی کی اصل  
تیسرا مقدمہ | عبارت دیکھتے ہی واضح ہو جاتی ہے۔ یہ امر بہت افسوسناک

اور حیرت انگیز ہے کہ فاضل مجیب نے مسوئی کی عبارت نقل کرنے میں مجرمانہ قطع و برید  
سے کام لیا ہے۔ جو علماء کی شان سے از بس بعید اور بہت گھناؤنا اقدام ہے۔ ہمارے  
ذہن نے اس فعل کی تاویل تلاش کرنے میں بہت قلابازیاں کھائیں مگر کوئی راہ دکھائی نہ  
دی۔ ذرا مسوی کی اصل عبارت پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

قال البغوی اتفق اهل العلم على انه يجوز للمحرم قتل

هذه الاعيان المذكورة في الخبر ولا شيء عليه في

قتلها وقاس الشافعي » عليها كل حيوان لا يوكل لحمه

فقال لا فدية على من قتلها في الاحرام او الحرم لان

الحديث يشتمل على اعيان بعضها سباع ضارية و

بعضها هوام وبعضها لا يدخل في معنى السباع ولا هي

من جملة الهوام وانما هو حيوان مستخيث

اللحم وتحريم الاكل يجمع الكل فاعتبروه وقالت

الحنيفة » لاجزاء بقتل ما ورد في الحديث وقاسوا



عليه الذئب وقالوا في غيرها من الفهد والنمر  
والخنزير وجميع مالا يوكل لحمه عليه الحزاء  
بقتلها الا ان يبتديه شيء منها فيدفعه عن  
نفسه فيقتله ولا شيء عليه -

(مسوی مع مصفی ۱ ص ۱۲۹۳ ج ۱ - مسوی ط ۳۱ ج ۱)

خط کشیدہ جملے فاضل مجیب نے نقل نہیں فرمائے جس سے یہ متبادر ہوتا ہے  
کہ ”تحریم الاكل يجمع الكل“ کا حکم حنفیہ نے دیا ہے۔ حالانکہ اہل  
عبارت دیکھنے سے ہر کس و ناکس سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ امام شافعیؒ کے قیاس کے  
مطابق بیان ہو رہا ہے۔

ہم ذاتیات پر حملہ کرنے کے عادی نہیں مگر اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ یوں  
تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہر وقت اپنی عاقبت کو سامنے رکھے لیکن فتویٰ جیسے نازک مقام  
پر یہ فرض زیادہ مؤکد ہو جاتا ہے۔

ایسی بزدلی کا مظاہرہ فتوے میں ایک اور جگہ بھی ہوا ہے کہ فاضل مجیب نے بکر کی  
عبارت کا ایک ٹکڑا ”و معنى الفسق فيهن خبثهن وكثرة الضرر فيهن“  
نقل فرمایا اور اس سے کچھ آگے سے صاحب ہدایہ کا مذکورہ بالا قول بھی۔ تاکہ صاحب بحر  
بظاہر سمجھ سکیں۔ حالانکہ یہ اتنی مضحکہ خیز اور افسوسناک حرکت ہے کہ ناگفتہ بہ۔ کیونکہ  
نہ خود صاحب بحر کے پورے کلام سے فاضل مجیب کے ایک مزعومہ کی تردید ہو رہی ہے۔  
صاحب بحر نے لکھا ہے ”واطلاق في الغراب فشميل الغراب بانوا حله  
الثلاثة“ اور اس کے بعد صاحب ہدایہ پر بھی اعتراض کر دیا کہ ”انه دائما يقع على“

۱۔ چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی ۱ یہ گھر جو یہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو۔ ۱۲ رشید احمد علی ع



دبر الدابة ، کما مر آنفا ، جس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ صاحب بحر کے نزدیک تمام اقسام غراب کا حکم ایک ہی ہے ۔ اور یہ بھی کہ ان کے نزدیک عفتق بھی موزی ہے لہذا اگر ایذا ہی علت حرمت ہوتی تو عفتق بھی ان کے نزدیک حرام ہو جاتا ۔ حالانکہ عفتق کی حلت پر تمام فقہاء حنفیہ کا اجماع ہے ( الا ابایوسف ) اس کے باوجود فاضل مجیب نے ان کو بھی اپنا ہم خیال ظاہر کرنا شروع کر دیا ۔ ” سبحان اللہ ہذا بہتان عظیم “ نہ جانے واذ قلتم فاعدوا ولو کان ذا قربی کا ارشاد کون سے لوگوں کے لئے ہے ۔

بہر حال مسوی کی جس عبارت سے فاضل مجیب نے استدلال فرمایا تھا وہ تو امام شافعی کا مسلک ثابت ہوا ۔ اب ذرا اس بارہ میں حنفیہ کا مسلک دیکھ لیجئے ۔ حنفیہ کے نزدیک ان پانچ فواسق کو قتل کرنے کی علت ابتداء بالاذنی ہے ۔ اکل نجاست یا غلط نہیں ہے اور نہ حلت و حرمت سے اس کا کوئی تعلق ہے جیسا کہ خود مسوی کی مذکورہ عبارت کے آخری جملوں سے استفاد ہوتا ہے ” و قالوا فی غیرہا من الفہد والنمر والخنزیر و جمیع مالا یوکل لحمہ علیہ الجزاء بقتلہا الا ان یتدیہ شیء فیدفعہ عن نفسہ فیقتلہ فلا شیء علیہ “ یعنی اگر کوئی جانور ابتداء بالاذنی کرے اور دفاع میں اسے قتل کر دے تو کوئی جزاء واجب نہیں ۔ معلوم ہوا کہ ابتداء بالاذنی علت ہے ۔ اور علامہ ابن رشد نے بھی حنفیہ اور مالکیہ کا مسلک یہی نقل فرمایا ہے ۔

” قال ( المسئلة الثالثة ) وہی اختلا فہم فی الحيوان

۔ پس اگر مباح القتل جانور حرام ہے تو غراب زرع کی بھی حرمت لازم آئے گی ۔ حالانکہ اس کی حرمت کا کوئی بھی قائل نہیں ؟ رشید احمد عفی عنہ



المامور بقتله في الحرم وهي الخمس المنصوص عليها  
الغراب والحدأة والفارة والعقرب والكلب العقور  
فان قوما فهموا من الامر بالقتل لها مع النهي عن قتل  
البهائم المباحة الاكل ان العلة في ذلك هو كونها  
محرمات ، وهو مذهب الشافعي وقوما فهموا من  
ذلك معنى التعدي لا معنى التحريم وهو مذهب  
مالك والنج حنيفة وجمهور اصحابهما -

( بداية المجتهد ، ص ۱۴۰ ج ۱ )

اس عبارت میں وضاحت کے ساتھ حنفیہ کا یہ مذہب تحریر کیا گیا ہے کہ حدیث  
میں مباح القتل فرمانے کی علت ابتداء بالاذنی ہے۔ اور اس حدیث سے کسی خاص شے  
کی حرمت پر دلیل قائم نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ تمام فقہاء کی عبارتوں سے بھی یہی  
معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی خاص جانور کو قتل کرنے سے جزاء واجب ہونے یا نہ ہونے  
کے بارہ میں ابتداء بالاذنی کو مدار بٹھرتے ہیں۔ کما فی الہدایۃ والبحر والعنایۃ وغیرہا۔

عہ غالباً مسئلہ کو بھی اس سے انکار نہیں ، بلکہ وہ ہر موزی یا بالفاظ دیگر ہر مباح القتل کی  
حرمت کا مدعی ہے مسئلہ کی دلیل بصورت شکل اول یوں ہوں گی۔ ہر مباح القتل موزی ہے  
اور ہر موزی حرام ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر مباح القتل حرام ہے پس اس دلیل کا کبریٰ مسلم نہیں  
اولاً ؛ اس لئے کہ فقہاء نے حرمت کے اصول میں ایذا کو ذکر نہیں کیا۔ و سیاقی ذکر اصول  
حرمت الطیور ، فانظر۔ ثانیاً ؛ اس لئے کہ ملکی کوٹے کی حلت پر فقہاء کی عبارات صریحہ  
آگے آرہی ہیں۔ ثالثاً ؛ اس لئے کہ صاحب نہر اور ابن عابدین وغیرہما نے صاحب بکر  
کے قول ( اباح قتل الغراب بانواعه الثلاث ) پر رد کرتے وقت یہ وجہ



جب یہ ثابت ہو گیا تو ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ کوٹے کے حلال یا حرام ہونے کا مسئلہ ہمیں کتاب الحج میں نہیں ڈھونڈنا چاہئے۔ بلکہ اس کا صحیح مقام کتاب الذبائح کی وہ جگہ ہے جہاں فقہاء غراب کی انواع و اقسام پر بحث کرتے ہیں۔ یہی بنیادی غلطی ہے کہ ایک مسئلہ کو اس کے صحیح مقام سے ہٹا کر دوسری غیر متعلق جگہ پر تلاش کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ کتاب الذبائح میں فقہاء کی عبارات واضح ہیں۔ اور ان سے ملکی کوٹے کی حلت ثابت ہوتی ہے۔

”والغراب الذی

یا کل الحب و

۱۱ : ملک العلماء کا سانی تحریر فرماتے ہیں

الزرع والعقق ونحوها حلال بالاجماع“ (ردائع ص ۳۹ ج ۵)  
۲ : شمس اللامہ سرخسیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

خمس فواسق يقتلهم المحرم في الحل و المحرم  
وذكر الغراب من جملتها والمراد به ما ياكل الجيف  
واما الغراب الزرعى الذى يلتقط الحب فهو طيب مباح  
لانه غير مستخبث طبعاً وقد يالف الادمى كالحمام  
فهو والعقق سواء ولا بأس باكل العقق فان كان  
الغراب بحيث يخلط فياكل الجيف تارة والحب تارة  
فقد روى عن ابى يوسف انه يكره لانه اجتمع  
فيه الموجب للحل والموجب للحرمه وعن ابى حنيفة

پیش نہیں کی کہ بصورت تعمیم غراب زرع اور عقق کی حرمت لازم آئے گی۔ بلکہ ان کے  
غیر موذی ہونے سے استدلال کیا ہے۔ ۱۲



انه لا بأس باكله وهو الصحيح على قياس الدجاجة  
فانه لا بأس باكلها وقد اكلها رسول الله صلى الله  
عليه وسلم وهي قد تخلط ايضاً وهذا لان ما  
ياكل الجيف فله من اللحم ينبت من الحرام فيكون خبيثاً  
عادة وهذا الا يوجد فيما يخلط

(مبسوط سرخسی ص ۲۲۶ - ج ۱)

۳ : عالمگیری میں فتاویٰ قاضی خان سے نقل کیا ہے۔

« وعن ابی یوسف ۛ قال سألت ابا حنیفة ۛ عن العقق  
فقال لا بأس به فقلت انه يأكل النجاسات فقال  
انه يخلط النجاسة بشئ اخر ثم يأكل فكان  
الاصل عنده ان ما يخلط كالدجاج لا بأس »

(عالمگیری کتاب الذبائح ص ۲۹۰ - ج ۱)

خط کشیدہ جملوں پر خصوصیت کے ساتھ غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر خلط  
کرنے والا کو احلال ہے۔

رہا یہ اعتراض کہ فقہاء رحمہم اللہ نے خلط کرنے والے کو بے بارہ میں جو حکم دیا  
ہے وہ حلال ہے۔ اس کو پھر عقق کے ساتھ محصور کر دیا ہے۔ سو اس کی بنا صحیح نہیں  
کیونکہ اس کی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ فقہاء خلط کرنے والے کو بے بارہ بتا کر آگے  
فرمادیتے ہیں « وهو العقق » اور یہ دلیل بچند وجوہ باطل ہے۔

۱ : وهو العقق کے الفاظ حصر کے ہرگز نہیں۔ اگر محصور کرنا مقصود ہوتا تو  
بصاحت کہا جاتا کہ هذا النوع محصور في العقق۔ کیونکہ حلت و حرمت  
کا اہم مسئلہ ہے یہی وجہ ہے کہ تمام فقہاء نے ایسا نہیں کیا۔ کہ آخر میں عقق کی تصریح کر



کردی ہو۔ جیسے کہ عنایہ، مبسوط اور بدائع وغیرہ میں۔ معلوم ہوا کہ یہ قید اتفاقی ہے  
احترازی نہیں۔

۱۲ : اس کے برخلاف مبسوط، بدائع اور عالمگیریہ کی عبارات عقق اور غیر عقق  
میں تفصیل نہ ہونے پر واضح ہیں۔ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر خلط کرنے والا کو احلال  
ہے۔ خواہ عقق ہو یا نہ ہو۔

۳ : در اصل عقق کے کوہونے میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسے غراب  
میں داخل مانتے ہیں اور بعض نہیں۔ جیسا لوہی معلوف لیسوعی نے اپنی لغت کی مشہور  
کتاب میں لکھا ہے۔ العقق طائر علی شکل الغراب او هو الغراب۔

(منجد : ص ۵۴۴)

چنانچہ صاحب ہدایہ کے نزدیک عقق غراب نہیں۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

اما العقق غیر مستثنیٰ لانه لا یسہی غرابا۔ - ہدایہ مجتہاتی : ص ۲۶۲ - ج ۱

اور دوسرے بعض فقہاء کی عبارات سے اس کا غراب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ تو  
اب جن لوگوں نے عقق کو غراب میں داخل نہیں مانا وہ حضرات غراب کی انواع بیان کر  
کے گزر جاتے ہیں۔ اور وہو العقق نہیں کہتے۔ بلکہ یا تو سرے سے اس کا ذکر  
ہی نہیں کرتے یا وکذا العقق وغیرہ کہتے ہیں۔ اور جنہوں نے عقق کو غراب  
میں شامل کیا ان حضرات نے خلط کرنے والے کو بے کا نام ہی عقق رکھ دیا۔ اس لئے اس  
سلسلہ میں فقہاء کی عبارتوں میں کچھ تفاوت نظر آتا ہے۔

عہ یعنی خلط کرنے والے کو عقق سے جدا گانہ مستقل طور پر ذکر کرنا  
صریح دلیل ہے کہ حلت کا حکم عقق کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عقق کے علاوہ دوسرے کو بھی  
جو خلط کرتا ہے۔ حلال ہے۔ ۱۲۔ رشید احمد عفی عنہ۔



بہر کیف ! معلوم ہو گیا کہ وہو العقق کئے سے خلط کرنے والی نوع کا ہر  
عقق میں نہیں کیا گیا۔

العبارات المزیدة کا جواب :  
فتویٰ کے آخر میں جو ”عبارات مزیدہ“ پیش کی گئی ہیں ان میں سے کتاب  
المختص للاندلسی سے جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ مندرجہ بالا بحث کے بعد قابل اعتنا نہیں  
رہتی کمالا یحقی۔ البتہ چند روایات نقل کرنے کے بعد فاضل مجیب نے جو تحقیق فرمائی ہے  
وہ بڑی عجیب ہے کہ البقع کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلط کرنے والا اور ایک صرف نجاست  
کھانے والا۔ کیوں کہ تبیین الحقائق میں ہے۔

والمراد بالغرَاب البقع الذی یاکل الحیف ا و یخلط

کذا فی المہدایۃ - (تبیین الحقائق : ص ۶۶ ج ۲)

اور پھر وہی دلیل پیش کی کہ البقع حرام ہے۔ چونکہ حدیث میں غراب سے مراد البقع ہے  
اور عروہ فرماتے ہیں۔ ومن یاکلہ بعد ما سماہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فاسقا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ”البقع“ لفظ اس کوے کو کہا جاتا ہے کہ جس میں سیاہی  
اور سفیدی دونوں موجود ہوں لہذا اس کا اطلاق کوؤں کی تینوں قسموں پر ہو جاتا ہے۔ صرف  
وانہ کھانے والے کو بھی البقع کہہ سکتے ہیں خلط کرنے والے کو بھی، اور صرف نجاست  
کھانے والے کو بھی۔ چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ غراب الزرع کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عہ قال فی العنایت واما الغراب الاسود والا بقع فهو

انواع ثلاثۃ نوع یلتقط الحب ولا یاکل الحیف الخ

(عنایت مع الفتح : ص ۶۲ ج ۸)



قال القهستاني وارید به غراب لم یاکل الا  
الحب سواء كان ابقع او اسود او زاغا و تمامه

فی الذخیرۃ " (شامی: ص ۲۶۸ ج ۵)

دوسرے یہ کہ اگر واقعہ ایسا ہوتا تو تمام فقہاء اس کو بصراحت تمام تحریر فرماتے  
کیوں کہ معاملہ اہم ہے۔ خصوصیت سے کتاب الذبائح میں تو پوری تفصیل سے مذکور ہونا  
چاہئے تھا۔ حالانکہ فقہاء ابقع کو عام طور سے صرف نجاست کھانے والے میں خاص  
کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر عالمگیری کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ الغراب الا ابقع وهو  
مایا کل الجیف۔ (عالمگیری: ص ۲۶۸ ج ۱)

رہا حضرت عروہ کا قول۔ تو اس سلسلہ میں ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ شمس  
الائمہ سرخسی نے جو کچھ کوئے کے بارہ میں لکھا ہے وہ یہ حدیث نقل کرنے کے بعد

عہ خود متدل نے شامیہ سے نقل کیا ہے۔ نوع لا یاکل الا الجیف وهو الذی  
سماه المصنف الا ابقع وانه مکروه وایضا فیہا والغداف وهو المعروف  
عند اهل اللغة بالابقع الخ (ص ۲۳۴ ج ۲) اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ مباح  
القتل ملک کوئے کو شامل نہیں مگر جب اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ ہر مباح القتل حرام نہیں  
تو اس کے جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔ ۱۲ رشید احمد عفی عنہ۔

عہ ابن رشد نے بھی بدایۃ المجتہد میں اسی حدیث کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام ابو حنیفہ و امام  
مالک سے حلت کا قول نقل کیا ہے۔ کما مر فیہ۔ حضرت عروہ کا فسق سے حرمت پر استدلال  
مسلم نہیں۔ قال النووی تسمیۃ هذه الخمس فواسق تسمیۃ صحیحة جاریۃ  
على وفق اللغة فان اصل الفسق لغة الخروج وفسقت الرطبة اذا خرجت  
من قشیرها فوصفت بذلك لخروجها عن حکم (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)



لکھا ہے۔ ان کی پوری عبارت اس طرح ہے۔

(وعن) هشام ابن عروة عن ابيه انه سئل عن اكل  
الغراب فقال ومن يا كله بعد سماه رسول الله صلى  
الله عليه وسلم فاسقا يريد به الحديث المعروف  
خمسة يقتلن في الحرم ، والمراد به ما ياكل الحيف  
اما الغراب الزرعي الذي يلتقط الحب الخ “

(مبسوط سرخسی ص ۱ ص ۱۲۲۶ ج ۱۱)

اس لئے اب اس میں کسی بحث کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ البتہ عالمگیری اردو کی جو عبارت  
پیش کی گئی ہے وہ زیر بحث مسئلہ میں صریح ہو سکتی تھی۔ مگر افسوس کہ عالمگیری اردو ہمارے  
پاس نہیں۔ اور عربی کی اصل عالمگیری میں تتبع کے باوجود اس مطلب کی کوئی عبارت نہیں ملی  
بلکہ اس کے خلاف ایک صراحت ملی جسے ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ جب تک اصل عبارت ہمیں  
نہ ملے اس وقت تک ہم کوئی فیصلہ قطعی اس عبارت کے بارہ میں نہیں کر سکتے۔ لا سیما  
اذا جربنا ما جربنا۔

اگر یہ عبارت بالفرض صحیح بھی ہو تو جتنی صراحتیں ہم نے پیش کی ہیں اس کے بعد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) غیرها من الحيوان في تحريم قتله او حل اكله

او خروجها بالايذاء والافساد - دنیل الاوطار ص ۱۲۳ ج ۵

وفي فتح الملمم واما المعنى في وصف الدواب المذكورة بالفسق فقليل  
لخروجها عن حكم غيرها من الحيوان في تحريم قتله وقيل في حل اكله وقيل  
لخروجها عن حكم غيرها بالايذاء والافساد وعدم الانتفاع والى ان قال وهو  
يرجع القول الاخير والله اعلم كذا في الفتح فتح الملمم ص ۱۲۳ ج ۳ رشید احمد غفری عنہ



اس کی کوئی معتد بہ حیثیت نہیں رہتی جب کہ اس کے خلاف خود عالمگیر یہ ہی میں اس قدر صریح نص موجود ہے۔

خلاصہ کلام | یہ ہے کہ فاضل مستدل نے تمام استدلال کی بنیاد کتاب الحج کی عبارات کو بنایا ہے۔ حالانکہ یہ بنیادی غلطی ہے۔ کیونکہ

حرم یا حالت احرام میں قتل کی اباحت کی علت ایذا ہے۔ (کہا صرح بہ ابن رشد و استفاد من سائر کتب الفقہ) حرمت یا اکل نجاست و خلط نہیں۔ بخلاف کوئے کی حرمت و حلت کہ وہاں علت صرف نجاست کھانا یا خلط کرنا ہے، کہا صرح بہ فی الہندیۃ و المبسوط، اس لئے ایک کاجوڑ دوسرے سے ملا کر کوئی حکم لگا دینا کسی طرح سے صحیح نہیں ہو سکتا۔

بلکہ کوئے کی حلت و حرمت کا فیصلہ معلوم کرنے کے لئے کتاب الذبائح میں وہ جگہ دیکھنی چاہئے جہاں فقہار نے اس مسئلہ کا ذکر کر کے مختلف انواع غراب اور ان کے احکام ذکر فرمائے ہیں۔ اور ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر خلط کرنے والا کو اہلال ہے خواہ وہ موذی ہو یا نہ ہو۔ اور یہی فیصلہ ہمارے اکابر مثلاً حضرت مولانا گنگوہیؒ وغیرہ سے منقول ہے۔

ہذا ما بدالی بعہ تحقیق و فوق کل ذی علم علیم  
احقر محمد تقی عثمانی غفر اللہ لہ : ۴ ربیع الاول  
دارالعلوم کراچی نمبر ۳۰ =



حائذا ومصليا - اما بعد !

قال في العناية واما الغراب الاسود والا بقع فهو انواع  
ثلاثة نوع يلتقط الحب ولا ياكل الجيف وليس بمكروه  
ونوع منه لا ياكل الا الجيف وهو الذي سماه المصنف  
الابقع الذي ياكل الجيف وانه مكروه ونوع يخلط  
ياكل الحب مرة والجيف اخرى ولم يذكره في  
الكتاب وهو غير مكروه عند الج - حنيفة - مكروه  
عند الج - يوسف -  
والعناية على هامش الفتح ص ۳۶ - ج ۱

نوع منه لا ياكل الا الجيف " اور اس کی تفسیر " وهو الذي سماه الخ  
سے ثابت ہوا کہ صرف وہ البقع حرام ہے جو محض نجاست کھاتا ہو۔ نیز ونوع يخلط  
دلی قولہ، ولم يذكره في الكتاب سے معلوم ہوا کہ ہر غلط کرنے والا کو احوال  
ہے۔ اس میں عقوق کی کوئی تخصیص نہیں۔ یہ عبارت نہ صرف یہ کہ عقوق کی تخصیص سے ساکت  
ہے بلکہ عدم تخصیص پر ناظر ہے۔ اس لئے کہ عقوق کا ذکر تو ہدایہ میں اسی موقع پر موجود ہے  
پس ولم يذكره في الكتاب نص صریح ہے کہ نوع يخلط سے مراد عقوق نہیں  
مبسوط اور بدائع کی عبارت سے بھی یہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ مخدوم عبد الواحد سیستانی  
نے بھی غراب اہلی کی حلت کی تصریح فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ما حکم خرق الغراب الذي يطير في الامصار والقرى و  
يخلط بين التقاط الحب والعذرات وما حکم سوره ؟  
اجواب : الظاهر ان الغراب الابقع الذي فيه سواد و  
بياض وهو مكروه عند الصاحبين وغير مكروه عند  
الامام لما في السراجية والابقع الاسود ان كان يخلط  
(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)



فياكل الجيف وياكل الحب قال ابو حنيفة لا يكره  
وقال صاحباہ يكره انتهى ، فيكون مأكول اللحم  
رأى ان قال ، وان لم يكن لخرئه رائحة كريهة يكون  
طاهر الكون خرقه خرق ماكول اللحم من الطيور  
التي توزق في الهواء الخ (فتاویٰ واحدیہ : ص ۴۹)

عبارات بالا کے علاوہ نصوص ذیل میں بھی اس کی تصریح ہے کہ حلت و حرمت کا  
مدار خوراک پر ہے۔

۱ : واصل ذلك ان ما ياكل الجيف فلهمة نبت من  
الحرام فيكون خبيثا عادة وما ياكل الحب لم يوجد  
ذلك فيه وما خلط كالديجاج والعقق فلا بأس باكله  
عند أبي حنيفة وهو الاصح لان النبي صلى الله عليه  
وسلم اكل الديجاجة وهي مما يخلط -

(الغاية مع الفتح : ص ۶۲ : ج ۸)

۲ : فكان الاصل عنده ان ما يخلط كالديجاج  
لا بأس - (عالمگیریہ ص ۳۲۱ : ج ۵) -

ابو حنیفہ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ  
آخر میں ابو حنیفہ عصر  
فقہ النفس حضرت گنگوہی

کا فیصلہ بھی ”تذکرۃ الرشید“ سے نقل کیا جاتا ہے۔

”نصہ جب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے



پس یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقیق نہ ہو تو بھی اس کی  
حلت میں شبہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب وہ بھی خلط کرتا ہے اور نجاست  
وغلہ و دانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلت میں بھی مثل عقیق کے معلوم  
ہو گئی۔ خواہ اس کو عقیق کہا جاوے یا نہ کہا جاوے۔ فقط واللہ اعلم  
رشیہ احمد گنگوہی عفی عنہ۔

عبارت مذکورہ کے حاشیہ پر ہے۔ جب مخالفین کا اس مسئلہ پر غوغا نیا وہ ہوا تو ستر  
سے زائد علماء کی مواہیر سے رسالہ بنام فصل الخطاب شائع کیا۔ نیز ایک حاجی نے علما  
حرین سے اس کی حلت کا فتویٰ لیا۔ وہ ہوندا۔

### در بارہ حلت غراب مکہ معظمہ کا فتوے

الحمد لله وحده ، رب زدنی علما ، الغراب المذكور  
حلال من غير كراهة عند ابي حنيفة وهو الاصح  
وهو المسمى بالعقوق بتصريح فقهاءنا رحمهم الله و  
اصاب من افتى بحله وجواز اكله وكيف يلام الحنفى  
على اكل ما هو حلال عند امامه من غير كراهة  
والاصل في حل الغراب وحرمة الفداء وكونه ذامخلب  
لا بصورته ولونه كما يدل عليه تصريحات فقهاءنا  
في غالب معتبرات المذهب كما في البحر الرائق والدر المختار  
والعناية وغيرها وفيما نص جامع الرموز اشعار بانه  
لو اكل كل من الثلاثة الجيف والحب جميعا حل ولم  
يكره وقد يكره الاول اصح فثبت مما صرح به علمائنا



ان الغراب بانواعه سواء كان عققا او غيره اذا كان  
يجمع بين جيف وحب يجوز اكله عند اما منا الا عظم  
والله اعلم -

قال بقمه واه برقمه

عبدالله بن عباس بن صدق  
مفتی مکہ الشرفیہ

اسی مضمون کا علماء مدینہ منورہ کا بھی فتوے موجود ہے و تذکرۃ الرشید  
حصہ اول ص ۱۷۸ - اس تحریر کے بعد مسئلہ ایسا واضح ہو گیا کہ انکار کی کوئی  
گنجائش نہیں رہی - فبائی حدیث بعدہ یؤمنون -

فقط والله الهادی الی سبیل الرشاد -

رشید احمد عفی عنہ

از دارالعلوم کراچی نمبر ۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

لہ درالمجیب الاول وارشاد الرشید الثانی حیث اوضحوا  
الحق والصواب بحیث لا یبقی منه ریب مرتاب -

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

دارالعلوم کراچی نمبر ۳ : ۲۱ : ۳



قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مَنْ حَسَنَ إِسْلَامَ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَعْصِيهِ  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیکار باتوں کو چھوڑ دینا انسان کے اسلام کی خوبی ہے۔

ترندی شریف

وقت فاتحہ کھانے کا قاری کے سامنے ہونا بیکار بات ہے : احمد رضا خان صاحب

(فتاویٰ رضویہ : ص ۱۹۴ : ج ۴)

خیر الحوائج

ایصال الثواب

از رشتہائے مسلم

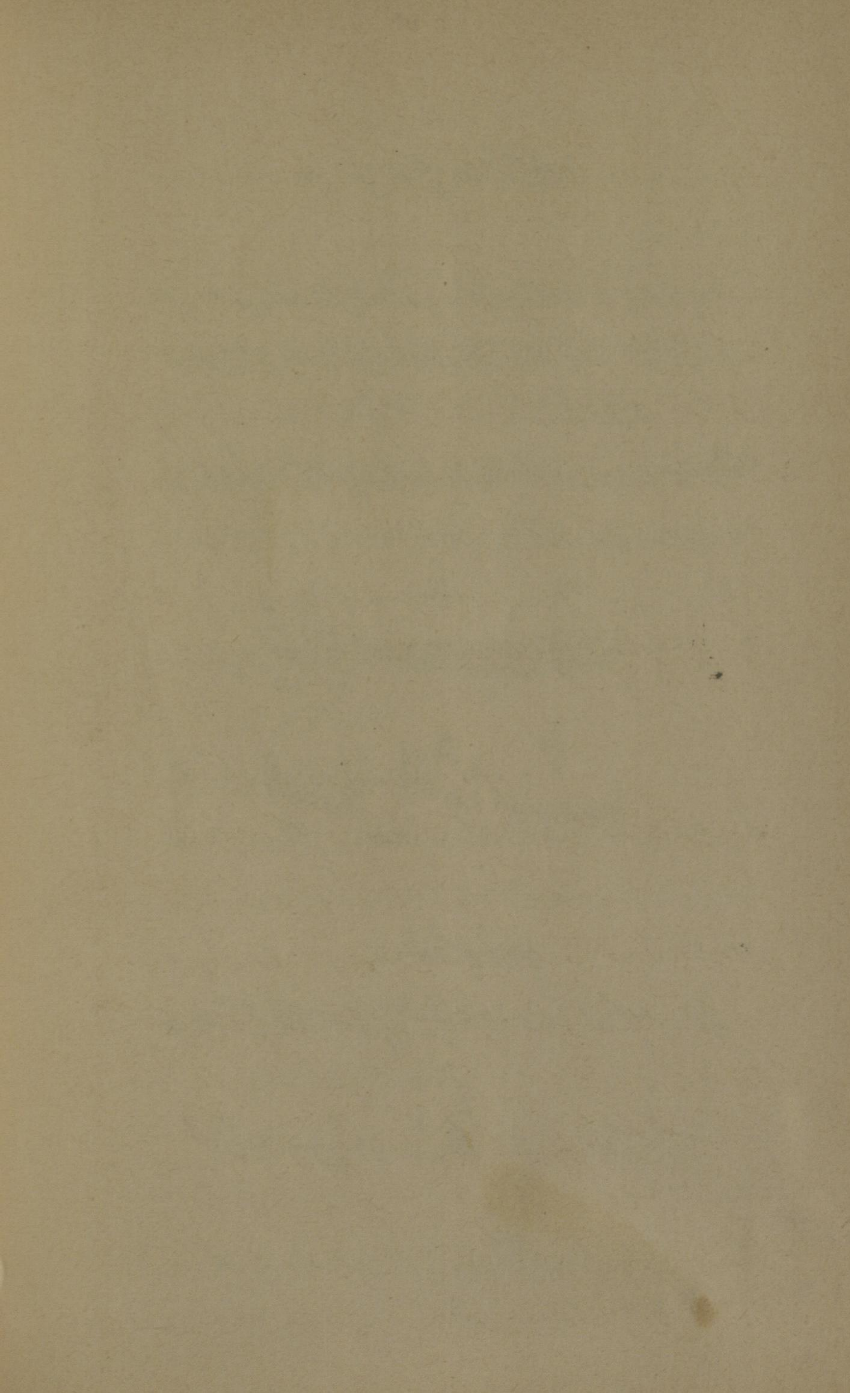
حضرت مولانا خیر محمد صاحب سابق شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان

ناشر

أَنْجَمُنْ إِرْشَادُ الْمُسْلِمِينَ

۶۔ بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ”اخبار المنیر“ کیلیا نوالہ ضلع گوجرانوالہ۔ مجریہ ۱۸ اگست ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۹، کالم نمبر ۳ میں بحوالہ الفقیہ مندرجہ ذیل حدیث سے جو فاتحہ علی الطعام و سوئم مروج کے جواز پر استدلال پیش کیا گیا ہے یہ استدلال صحیح ہے یا غلط اور بقاعدہ محدثین یہ حدیث معتبر ہے یا غیر معتبر۔ بینوا توجروا۔ اخبار المنیر کی عبارت بصورت سوال و جواب بلقطہ یہ ہے۔

**سوال ۱۔** کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا ثبوت حدیث و قرآن میں ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کس طرح ثبوت کریں ؟

**جواب ۱۔** ۱ : فاتحہ کی چیز کھانا جائز ہے یا ناجائز و حرام ؟  
کھانا یا شیرینی کو سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے یہ مسئلہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے۔

۲ : بزرگوں کے فاتحہ کی چیز کھانا جائز و درست ہے اور مذکورہ بالا دونوں سوالوں کے جوابات کے لئے مندرجہ ذیل حدیث شریف کافی و وافی ہے۔

ترجمہ : علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ جو اکابر علماء احناف میں ممتاز شخصیت کے رکھنے والے گزرے ہیں۔ وہ اپنے فتاویٰ اور جنہی میں مذکور حدیث کو نقل فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

وفی فتاویٰ الاوزجندی لملا علی قاری الحنفی و کان یوم الثالث من وفات ابراہیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابو ذر عند النبی صلی اللہ علیہ



وسلم بتمرۃ یا بستہ ولبن فیہ  
 خبز من شعیر فوضعہا عند  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرء  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 الفاتحة وسورة الاخلاص  
 ثلاث مرات (الی ان قال) رفع  
 ید یه لل دعاء و مسح بوجہه  
 فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ابا ذر ان یقسمہا بین  
 الناس وایضا قال النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم وھبت ثواب ھذہ  
 لابنی ابراھیم۔

کے صاحب زادے حضرت ابراہیم کے  
 انتقال کا تیسرا روز تھا کہ حضرت ابو ذر رضی  
 اللہ عنہ حضور کے پاس خشک خرما اور ایک  
 پیالہ میں دودھ اور بخو کی روٹی لے کر آئے  
 اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ سرکارِ دو عالم صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور تین  
 مرتبہ قل ہو اللہ پڑھا۔ اس کے بعد دونوں  
 دست مبارک کو دعا کے لئے اٹھایا اور چہرہ  
 مبارک پر پھیرا۔ اس کے بعد حضرت ابو ذر رضی  
 اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فاتحہ کی چیز کو لوگوں  
 کے درمیان تقسیم کر دیں۔ اور آپ نے فاتحہ  
 کے وقت میں یہ بھی فرمایا کہ اس کا ثواب  
 میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بخشا۔

اس حدیث شریف سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

۱ : خود حضور کے فعل سے فاتحہ کا ثبوت۔

۲ : سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔

۳ : سوم کے روز فاتحہ دینا اور ایصالِ ثواب کرنا۔

۴ : قرآن شریف کی بعض سورۃ کا کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا۔

۵ : سورۃ قرآن شریف پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا۔

۶ : دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنا۔

۷ : بخشنے کا طریقہ۔



۸ : حاضرین کے درمیان فاتحہ کی چیز کو تقسیم کرنا وغیرہ ذالک۔

اس حدیث کو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اپنی کتاب ہدیۃ اکابرین کے تیرہویں باب صفحہ ۶۸ و ۶۹ میں لایا ہے۔ (الفقیہ)

استفتی

(داروغہ) ولی احمد پشاور (محلہ راستہ جالندہ)

## اجواب وباللہ التوفیق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى

سُورَةِ الْكَرِيمِ وَ عَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔ اِمَّا بَعْدُ !

بعد بطور تمہید و مقدمہ کے پہلے اجمالی پھر تفصیلی جواب عرض کیا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ  
برادران اسلام کو ضد و تعصب سے بچا کر بلا خوف و ممتہ لائم اتباع سنت کی توفیق عنایت  
فرمادے۔ آمین۔

عبادت مالی سے میت کو ایصالِ ثواب باتفاق ائمہ مجتہدین درست ہے  
پہلا مقدمہ | احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔ اسی طرح تلاوت قرآن مجید بھی ایصالِ ثواب  
ہمارے امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک جائز  
و درست ہے۔ فَذَهَبَ أَبُو حَنِيفَةَ وَ أَحْمَدُ إِلَى وَصُولِ ثَوَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ  
إِلَى الْمَيِّتِ۔ (یعنی شرح بخاری ص ۸۷۵ ج ۱)

یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک میت کو تلاوت قرآن کا ثواب پہنچتا  
ہے۔ مگر کھانا سامنے رکھ کر تلاوت قرآن کے ثواب کا عملاً التزام کرنا۔ اور ایصالِ ثواب  
کے لئے سوئم اور چہلم وغیرہ ایام کو مخصوص کر لینا یہ رسم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر القرون



کے طریقہ کے خلاف ہے۔ اس مقدس زمانہ میں اس کا نام و نشان نہ تھا۔ اس لئے اس کو ترک کر کے بہتر یہ ہے کہ جب موقع ملا کرے تلاوت قرآن سے خود بخود اپنے اعزہ و اقارب یا بزرگان دین کی ارواح کو ایصال ثواب کر دیا جائے۔ اور حسب توفیق ایصال ثواب کی نیت سے غرباء و مساکین کی امداد مالی بھی کر دی جائے۔ کسی پر ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ معاملہ جہاں تک اللہ تعالیٰ اور بندہ ہی کے درمیان مخصوص ہے تو اعلیٰ درجہ اخلاص کی بدولت مزید ثواب کی توقع ہے۔ مجموعۃ الفتاویٰ جلد سوئم صفحہ ۶۸ میں علامہ عبدالحق لکھنویؒ ختم مروجہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

” ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آں در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نہ شدہ “  
اور اسی صفحہ میں سوئم وغیرہ کی نسبت شیخ عبدالحق صاحبؒ محدث دہلوی کا قول شرح سفر السعادت سے نقل فرماتے ہیں۔

” و شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ در شرح سفر السعادت میفرماید عادت نہ بود کہ برائے میت در غیر وقت نماز جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آں و ایں مجوعہ بدعت است و مکروہ لغیم تعزیت اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است اما ایں اجتماع مخصوص روز سوئم و ارتکاب تکلیفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت است و حرام۔ انتہی “

حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

دوسرا مقدمہ | **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا۔**

(سورۃ حجرات ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ: اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تم کو بات بتلا دے تو خوب تحقیق کر لو۔



وَأَشْهَدُوا ذَوَىٰ عَدْلٍ مِّنكُمْ - (سورة طلاق : پارہ ۲۸)

اور اپنے میں سے دو عادلوں (دین داروں) کو گواہ بناؤ۔

شفیع المذنبین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

کہ تم مجھ پر جھوٹ مت بولو اس لئے کہ جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لا تكذبوا على فانه من يكذب

على يلج النار - (صحیح مسلم ص ۸)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

آدمی کا (بلا تحقیق) ہر سنی سنائی بات بیان کر

دینا دیا شائع کر دینا، اس کے جھوٹا ہونے کی

کافی دلیل ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

كفى بالمرء كذبا ان يحدث

بكل ما سمع - (صحیح مسلم ص ۸)

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

علم حدیث دین ہے لہذا غور کیا کرو کہ

کس قسم کے لوگوں سے اپنا دین حاصل کیا

کرتے ہو۔

قال ابن سيرين هذا العلم دين فانظروا

عن من تاخذون دينكم -

(صحیح مسلم ص ۱۱)

یعنی حضرت محمد بن سیرین تابعی فرماتے ہیں کہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث کی سند دریافت

نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر جب (جھوٹ کا)

فتنہ برپا ہوا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے

لگے کہ راویوں کے نام بیان کرو تاکہ غور کر کے

دیکھا جائے کہ راوی اہل سنت و الجماعہ ہیں یا بدعتی۔

عن ابن سيرين قال لم يكونوا

يسئلون عن الاسناد فلما

وقعت الفتنة قالوا استموا لنا رجاءكم

فينظر الى اهل السنة فيؤخذ

حديثهم وينظر الى اهل

البدع فلا يؤخذ حديثهم (صحیح مسلم ص ۱۱)



کیونکہ اہل سنت والجماعہ راوی کی حدیث کو صحابہ رضہ کے نزدیک معتبر و قابل عمل سمجھا جاتا تھا۔ اور بدعتی راوی کی حدیث کو غیر معتبر و واجب الترتک۔ مذکورہ بالا آیات و احادیث سے امور ذیل مستفاد ہوئے۔

۱ : حدیث پر عمل کرنے سے قبل یہ جانچنا چاہئے کہ اس کی سند کیا ہے اور اس کے راوی کیسے ہیں۔

۲ : حدیث وہی معتبر ہے جس کی سند میں راوی عادل (دیندار) ہوں۔ جیسے شریعت میں شہادت وہی معتبر ہے جس کے شاہد میں دیانت و عدالت ہو۔

۳ : فاسق آدمی (بے دین) کی کوئی حدیث یا خبر قابل اعتبار نہیں تا وقتیکہ اس کی پوری پوری تحقیق نہ کر لی جائے۔

۴ : بے تحقیق حدیث کو محض سنے سنائے بلا سند بیان کرتے پھرنایا شائع کرنا یہ جھوٹے آدمی کی نشانی ہے۔

۵ : بلا سند کسی جھوٹی حدیث کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا سخت گنہ کبیرہ و دخول جہنم کا باعث ہے۔

۶ : بدعتی آدمی کی حدیث قابل عمل و لائق اعتبار نہیں۔

اس تمہید کے بعد اجمالاً جواب میں گزارش ہے کہ متدل کی عبارت اجمالی جواب مندرجہ ذیل۔

» یہ مسئلہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور مذکورہ بالا دونوں سوالوں کے

جوابات کے لئے مندرجہ حدیث شریف کافی و کافی ہے «

یہ ایک دعویٰ ہے کہ واقعہ مذکورہ حدیث شریف ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی دعویٰ

قابل سماعت نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اس کی صحیح دلیل نہ بیان کی جاوے۔ لہذا ہم بادب و درخاست کرتے ہیں۔



۱ : وہ کتب حدیث جن میں حدیثیں باسند بیان کی گئی ہیں ان میں سے کس کتاب کے اندر یہ حدیث موجود ہے۔ بحوالہ صفحہ و سطر اور بقید مطبع پیش کی جاوے۔

۲ : اور اس حدیث کی سند کیا ہے اس میں جتنے راوی ہوں سب کے نام ظاہر کئے جاویں اور اگر سب راویوں کے حالات کتب اسماء الرجال سے درج کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی جاوے تو مزید احسان ہوگا۔

۳ : اگر آپ کو سند نہ مل سکے تو کم از کم بحوالہ کتب معتبرہ یہی ثابت کر دیا جائے کہ کس مشہور محدث نے اس کو صحیح کہا ہے۔

۴ : اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہو تو آپ ہی انصاف کیجئے کہ ایسی جھوٹی حدیث کے شائع کرنے کا گناہ کس پر ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنے والے کس پاداش کے مستحق ہونے چاہئے۔

تفصیلی جواب | اس اجمال کی تفصیل کئی جوابات کی صورت میں عرض کی جاسکتی ہے۔  
جواب اوّل : قتادہ اور جندی ملا علی قاریؒ کی تصانیف میں کوئی کتاب نہیں۔ یہ نسبت غلط ہے۔ اگر ہے تو مطبوعہ پیش کیا جاوے۔

جواب دوم : ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ میت کے گھر میں تین یوم تک دعوت کا کھانا تیار کرنے اور اس کے کھانے کو مکروہ و ممنوع قرار دیتے ہیں۔  
دیکھو ”مرقات شرح مشکوٰۃ“ مولفہ ملا علی قاریؒ میں ہے۔

واصطناع اهل الميت له لاجل اجتماع الناس عليه بدعة مكروهة بل صبح عن جرير رضى الله عنه كنافعه من النياحة وهو ظاهر في التحريم قال الغزالي و	یعنی لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے اہل میت کا کھانا پکانا مکروہ ہے۔ بلکہ بھڑ
	جہر یہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ثابت ہوا ہے کہ ہم ایسے کھانے کو نوحہ کے برابر شمار کیا کرتے تھے۔ اس سے بظاہر



یکرہ الاکل منه -

معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کھانا حرام ہے اور  
امام غزالیؒ اس کا کھانا مکروہ فرماتے ہیں۔

اور ملا علی قاریؒ اپنی کتاب ”شرح نقایہ“ صفحہ ۱۴۰ میں لکھتے ہیں۔

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من

اہل المیت لانه شرع فی

السرور لانی صندہ وہی بدعت

مستقبحة -

یعنی اہل میت کے گھر میں ضیافت کا کھانا  
مکروہ ہے۔ اس لئے کہ ضیافت خوشی  
میں ہوتی ہے غمی میں نہیں ہوتی۔ اور یہ  
ضیافت بدعت سیئہ ہے۔

ملا علی قاری صاحبؒ کے مذکورہ بالا اقوال سے بھی معلوم ہوا کہ بحوالہ اور جندی  
بدعات کے جواز کی نسبت ملا علی قاری صاحبؒ کی طرف غلط ہے یا ان پر افتراء ہے۔

**جواب سوئم :** قطع نظر اور جندی کے وجود و عدم کے صاحبزادہ ابراہیم  
رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جس واقعہ کی حدیث درج کی گئی ہے یہ موضوع (من گھڑت)  
ہے۔ کتب حدیث میں اس کا پتہ و نشان نہیں پایا جاتا۔

مولانا عبدالحی لکھنویؒ اپنی کتاب مجموعۃ الفتاویٰ ص ۶۷ : ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

” نہ کتاب اور جندی از تصانیف ملا علی قاریؒ است نہ روایت مذکورہ صحیح

و معتبرست۔ بلکہ موضوع و باطل بران اعتماد نشاید و کتب حدیث نشانے

از ہجور روایات یافتہ نمیشود “

اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی ہدیۃ اکھربین میں بھی یہ قصہ غلطی سے درج ہو گیا  
ہے ممکن ہے کسی اشاعت کنندہ کے ملحقات سے ہو۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ مجموعۃ الفتاویٰ  
جلد دوم صفحہ ۹۸ میں لکھتے ہیں۔

” یہ قصہ جو ہدیۃ اکھربین میں لکھا ہے محض غلط کتب معتبرہ میں اس کا نشان نہیں “

**خلاصہ :** الغرض اخبار المنیر مذکور میں جو جواب درج کیا گیا ہے وہ غلط ہے اور



جس حدیث کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ موضوع ہے۔ لہذا جو شخص اس غلط مضمون کا مؤید اس پر مندرجہ ذیل امور کا جواب معقول اور مہذب طریقہ سے دینا واجب ہے۔

۱ : فتاویٰ اور جندی مطبوعہ کا وجود دکھلایا جاوے۔

۲ : علامہ ملا علی قاری صاحب کی تصنیفات کی فہرست میں بحوالہ معتبرہ فتاویٰ اور جندی کو دکھلایا جاوے۔

۳ : یہ حدیث باسند حدیث کی کس معتبر کتاب میں ہے بحوالہ صفحہ وسط و بقیہ مطبع پیش کیا جاوے۔

۴ : اس حدیث کی سند میں جتنے راوی ہوں پورے پورے ظاہر کئے جاویں۔

۵ : ہر ہر راوی کے حالات کتب معتبرہ اسماء الرجال سے بحوالہ کتب بیان کئے جائیں۔

۶ : اگر سند نہ مل سکے تو کم از کم اس سند کے صحیح ہونے کی تصدیق کسی مشہور محدث یا حضرت

امام ابو حنیفہ یا صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ سے دکھلائی جاوے۔

نگفتہ ندارد کسے باتو کار : بے چوں بگفتی دلش بیار

اگر معروضات مذکورہ کا صحیح جواب نہ ہو سکے تو جھوٹ، فریب، لاپس چھوڑ کر عملی اصلاح

اختیار کر لینا اور اتباع سنت پر پابند ہو جانا دانائی اور سعادت مندی کی بات ہے۔

کتبہ

وَاللّٰهُ يَهْدِي السَّبِيلَ -

بندہ خیر محمد حفیظی چشتی مہتمم مفتی مدرسہ عربی

خیر المدارس جالندہر شہر - ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ

۱ : الجواب الصحيح والمجيب مصيب -

تقریبات و تصدیقات علماء کرام | اخبار المنیر کا استدلال جس روایت پر مبنی ہے وہ موضوع

ہے اس روایت کا کہیں پتہ نہیں۔ جیسا کہ مجیب نے حوالوں سے ثابت کیا۔ ایسی روایت

بیان کر کے دعویٰ کو خود باطل کرنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء و بہتان باندھ کر

دینی تباہی اور دنیوی ذلت مول لینا ہے۔ اگر مدعی کے پاس کوئی دلیل ہے تو کتاب اور جندی



اور اس کا ملا علی قاریؒ کی تصنیف ہونا ہی ثابت کرے۔ بھلا یہ تو کہاں۔ کہ اس روایت کو کسی معتبر کتاب میں دکھلایا جاسکے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا اللَّهُمَّ اهْدِنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى۔

مولانا، عماد الدین، صاحب، انصاری شیرکوٹی۔ یکم جمادی الثانیہ ۱۳۵۴ھ

۲ : المجیب مصیب۔

کتاب اوز جندی کا ملا علی قاریؒ کی طرف منسوب کرنا ہی افتراء ہے۔ اگر مدعی کے نزدیک ملا علی قاریؒ کی تصانیف میں سے ہے یا سائید معتبرہ پیش کیا جاوے۔ اور یہ حدیث سراسر موضوع ہے۔ کتب صحاح و دیگر کسی دوسری معتبر کتاب میں اس کا وجود پایا نہیں گیا۔ مدعی کو چاہئے ایسے دعویٰ کو چھوڑ دے۔ ورنہ سخت وعید میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے۔ مَنْ قَالَ مَالَهُ أَقْلٌ فَلْيَتَّبِعْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

مولانا، غلام رسول، صاحب، عفی عنہ جالندھری

۲۔ جمادی الثانی، ۱۳۵۴ھ :

۳ : جواب درست ہے۔

مفتی اول نے اپنے فتوے کی بناء جس حدیث پر قائم کی ہے اس کی کوئی اصل ثابت نہیں۔ اور کتاب اوز جندی جس سے ملا علی قاریؒ کی روایت نقل کی ہے ایک فرضی نام ہے جس کی تلاش ملا علی قاریؒ کی تصانیف میں بے سود ہے۔



## انجمن کی مطبوعہ اور زیر طبع کتب

- ۱ : مقام الحدید : حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور علماء دیوبند بالخصوص حضرت شیخ الہندؒ کے اشعار و شریعہ بریلوی اعتراضات کا مسکت دندان شکن جواب۔
- ۲ : بریلوی فتوے : ان بریلوی فتاویٰ کا مجموعہ جن میں تقریباً ہر ایک مسلمان رہنما پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔ اس کتاب میں وہ سپاس نامہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جو بریلویوں نے ایک ظالم رسوا زمانہ انگریز گورنر کو پیش کیا تھا۔ موصوفی نامہ پیر ولایت شاہ - قیمت ۵/۵
- ۳ : الدلائل القاہرہ : مسلم لیگ کے خلاف بریلویوں کا وہ فتویٰ جس میں شاہ احمد نورانی کے والد عبد العظیم صدیقی میرٹھی اور بریلویوں کے صدر الفاضل مولوی نعیم الدین مراد آبادی سمیت ۸۰ رضا خانی علماء کے دستخط ہیں۔ قیمت ڈھائی روپے
- ۴ : مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول : مولانا تفسیٰ حسن صاحب چاند پوریؒ کے رد رضا خانیت میں آٹھ رسالوں کا مجموعہ جن کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ نیز ایک انتہائی دقیق مقدمہ بھی اسکے ساتھ شامل ہے۔ قیمت ۲۵/۰
- ۵ : فصل الخطاب فی تحقیق مسئلہ الغراب : مجموعہ فتاویٰ علماء ہند مسئلہ غراب پر آخری اور فیصلہ کن کتاب۔ قیمت ۳۸/۰
- ۶ : قاصدۃ الظہر فی بلند شہر : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ و دیگر علماء دیوبند کے ساتھ مناظرہ کرنے سے احمد رضا خان صاحب کے فرار کی تفصیلی روداد۔ قیمت ۳/۰



۷ : آئینہ بریلویت : خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رضا خانیوں کے

عقائد کا ایک چونکا دینے والا مختصر جائزہ - قیمت فی سیکڑہ ۲۵/۰

۸ : مجموعہ سائل چاند پوری جلد دوم : از مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری ( زیر طبع )

۹ : الشہاب الثاقب : اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ تین اور

اہم کتابیں بھی شامل ہیں - نیز پروفیسر محمد محمود صاحب کے

شہاب ثاقب پر اعتراضات کے جوابات بھی بطور مقدمہ

شامل اشاعت ہیں - ( زیر طبع )

۱۰ : تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار : جس میں ناقابل تردید حوالجات سے ثابت کیا

گیا ہے کہ بریلویوں نے نہ صرف یہ کہ تحریک پاکستان کی

مخالفت کی تھی بلکہ اسے ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی -

( زیر طبع ) -

۱۱ : اصلی وصایا شریف : از احمد رضا خان صاحب : غیر محرف اور اصلی

» وصایا شریف « کا عکسی ایڈیشن - معہ ایک مقدمہ -

جس میں بریلوی حضرات کی تحریفات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے -

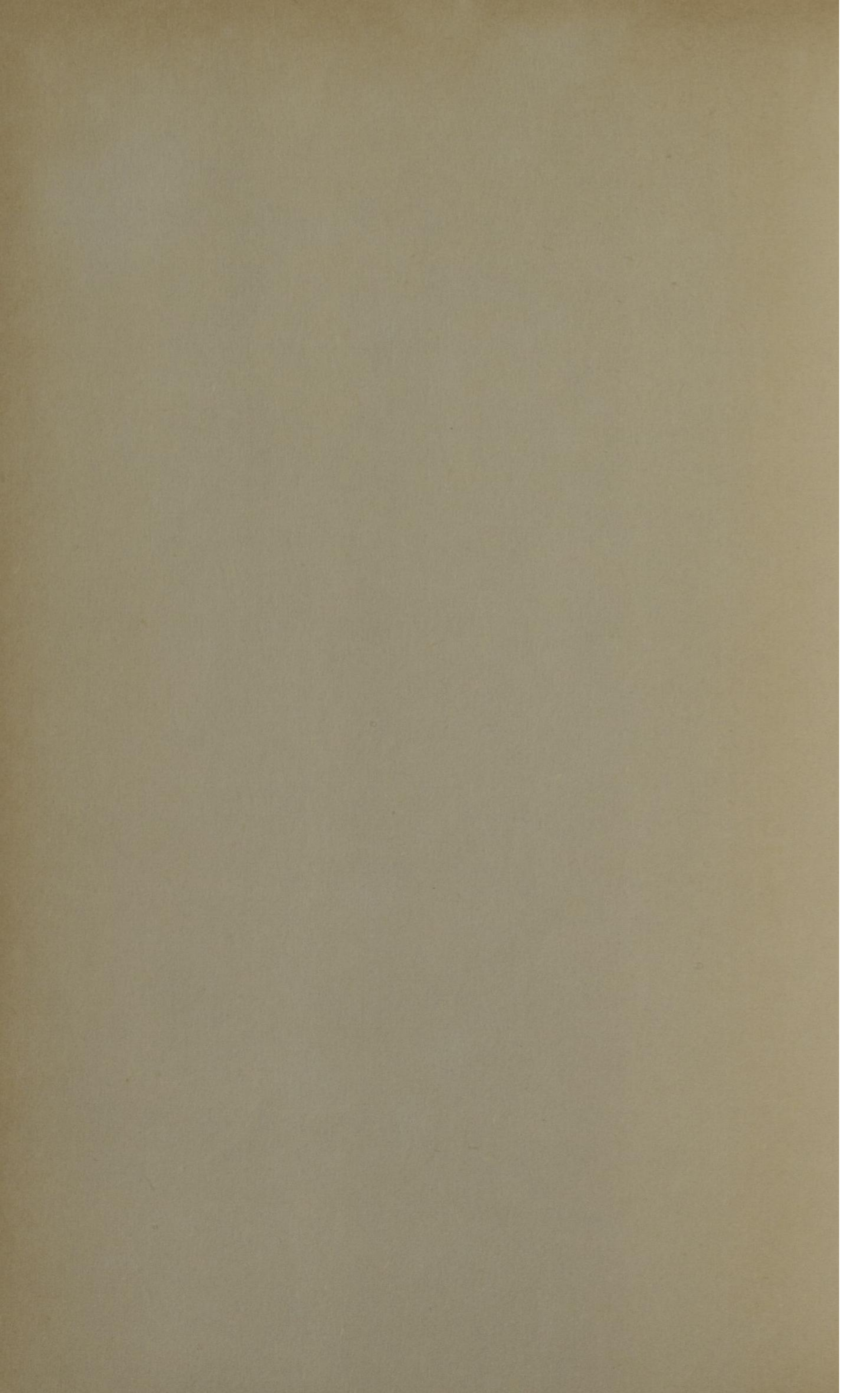
( زیر طبع )

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۶- بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور







226

41.